امامِ زمانہؑ اور ہمارا کردار



حجۃ الاسلام علامہ صادق حسن مدظلہ العالی

امام زمانہؑ اور ہمارا کردار

مجموعۂ تقاریر

علامہ صادق حسن صاحب قبلہ

مرتبہ

مولانا ندیم عباس حیدری علوی

پیش لفظ

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور فون : 35425372

کتاب	:	امام زمانہؑ اور ہمارا کردار
تقاریر	:	علامہ صادق حسن صاحب قبلہ
مرتب	:	مولانا ندیم عباس حیدری علوی
نظر ثانی	:	حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم
پروف ریڈنگ	:	ملک ابرار حسین میثم حیدری - فخر عباس حیدری
اشاعت	:	ستمبر 2010ء
صفحات	:	144
ہدیہ	:	[redacted] روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین ۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فرسٹ فلور دکان نمبر 20 - غزنی سٹریٹ - اردو بازار - لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

ترتیب

مجلسِ اوّل

- مگر حسینؑ کا غم منانا نہیں چھوڑ سکتا۔
- امام معصومؑ نے اس کو ایک پریکٹیکل سلوشن تو پہلے بتا دیا۔
- پانی نہیں مل رہا، تیمم کے لیے مٹی نہیں مل رہی۔
- ایسے علاقے میں رہنا حرام ہے جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہو۔
- جب میرا بیٹا ظاہر ہوگا دنیا کا آخری انقلاب آئے گا۔
- دو چیزیں اللہ کا ایسا راز ہیں جو کسی عام انسان کے علم میں تو آ ہی نہیں سکتا۔
- آپ نے یہ حدیثیں سنیں کہ امامؑ عاشورہ کے دن آئیں گے۔
- پہلے امام حسینؑ کا نور خلق ہو چکا امام حسینؑ ابھی دنیا میں نہیں آئے۔
- جب امام حسینؑ کا قافلہ مدینے سے چل رہا تھا۔
- فاطمہ صغریٰ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا میرا بابا مجھے کیوں نہیں لے جا رہا۔
- امام حسینؑ کا غم آسمانوں سے لے کر زمینوں تک ہوگا۔
- صغریٰؑ نے تڑپ کر پھوپھی کا دامن پکڑ لیا۔ پھوپھی اماں باباؑ سے میری سفارش کردیں، مجھے اکیلا نہ چھوڑ جائیں۔

مجلسِ اوّل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ○ (سورۂ عنکبوت، آیہ ۱-۲)

وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً (سورۂ انفال، آیہ ۲۵)

میں جس علاقے سے آرہا ہوں۔ جس دن میں وہاں سے چلا تھا تو وہاں کا ٹمپریچر ۴۴ ڈگری تھا۔ اور جہاں پر میں پہنچا ہوں یہاں کا غالباً منفی ۳ یا ۲ ہوگا۔ وہاں پر گرمی کی شدت کی وجہ سے اطلاع آگئی تھی کہ گھروں سے باہر نہ نکلیں اور یہاں پر سردی کی وجہ سے اطلاع آگئی ہے کہ گھروں سے کم سے کم نکلو، لیکن وہاں بھی جب میں چلا تو ایام عزا میں امام بارگاہ بھر چکا تھا اور یہاں بھی میں دیکھ رہا ہوں کہ اس حالت میں بھی مومنین اور مومنات اس کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ یہ ہے غم حسینؑ کا معجزہ۔

گرمی ہو کہ سردی، North ہو کہ South انسان اپنے ہر کام کو چھوڑ سکتا ہے مگر حسینؑ کا غم منانا نہیں چھوڑ سکتا۔

ہمارے لئے کھانا ضروری نہیں ہے، ہمارے لئے پینا ضروری نہیں، ہمارے

لئے سانس لینا بھی ضروری نہیں ہمارے لئے حسینؑ کا غم منانا ضروری ہے۔ یہی غمِ حسینؑ ہے جو ہمیں دنیا میں کامیابیاں دے گا اور آخرت میں بھی کامیابیاں دے گا۔ یہی غمِ حسینؑ ہے جو دنیا میں بھی برکتیں لائے گا اور آخرت میں بھی یہی غمِ حسینؑ ہے جو اس دنیا کے اندر بھی ہماری زندگی کا ذریعہ ہے اور آخرت کی زندگی بھی اسی کے ذریعہ سے ملے گی۔

غمِ حسینؑ کے حوالے سے بات کو آگے بڑھانے سے پہلے دو چھوٹی سی باتیں جو اس وقت لندن کا ماحول میں نے دیکھا کہ ہر طرف White، White۔ اگرچہ وہ حدیث میں نے بہت پڑھی اور پچھلے ایک سال میں تو وہ حدیث میں نے ہر جگہ پڑھی اور آج بھی اس کو میں پڑھوں گا، White Colour کی۔

اب تو میں صرف یہ بتا رہا ہوں کہ چاروں طرف یہ جو برف بن رہی ہے اور ہر طرف یہ سفیدی سی نظر آ رہی ہے تو اس کے حوالے سے دو مختصر حدیثیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، یہ حدیثیں آگے چلیں گی۔

ایامِ عزا کی باقی مجالس میں بہت اہم اس میں Topic بنیں گے، ابھی تو فقط حالی حدیث، پہلی حدیث یہ ہے کہ راوی آ رہا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس اور آنے کے بعد اپنا ایک فقہی مسئلہ یہ پیش کر رہا ہے۔ مولاؑ! میں ایک کاروباری آدمی ہوں اور اس میں مجھے ان علاقوں میں جانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے حضرت آیت اللہ العظمیٰ علامہ علی سیستانی مدظلہ العالی کی جو کتاب خاص آپ کے لیے لکھی گئی اس کا جو سب سے پہلا باب ہے اس کے اندر بھی اس حدیث کا ایک حوالہ ہے اور چونکہ ہمارا Topic اس سے ملتا جلتا ہے اور جس کا ایک جملہ میں آج بتا دوں کہ کیا آپ کی رضا یا اجازت ہے اس کی کہ آپ یہاں ہیں یا نہ رہیں؟

راوی نے کہا: میں اپنے کاروباری سلسلہ میں بعض اوقات ایسے علاقے میں بھی گیا ہوں جہاں پر اتنی برف پڑتی ہے کہ وہاں پر نہ تو مجھے پانی ملتا ہے۔

یہ ذہن میں رکھیے گا کہ مکے اور مدینے کے اندر کبھی بھی اتنی زیادہ سردی نہیں ہوتی۔ تو بہر حال! اس نے کہا: مولا! میں ایسے علاقوں میں جاتا ہوں۔ جہاں اتنی زیادہ برف گرتی ہے کہ ہر طرف برف ہی برف نظر آتی ہے، سفید سفید رنگ نظر آ رہا ہوتا ہے۔ لیکن میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے پانی نہیں مل رہا جس سے میں وضو کروں اور مٹی نہیں مل رہی ہے جس سے میں تیمم کروں، اس لیے کہ زمین کے اوپر تو برف آ گئی تو مولا! اس موقع پر میں کیا کروں؟

امام معصومؑ نے اس کو ایک پریکٹیکل سلوشن تو پہلے بتا دیا۔ لیکن اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: ''مومن کے لیے جائز نہیں ایسی جگہ پر جانا'' کہ جہاں پر وہ اپنے دین پر عمل نہ کر سکے، تو آئندہ ایسے علاقے میں کاروبار کے لیے نہ جانا کہ جہاں وضو کے لیے پانی نہیں مل رہا، تیمم کے لیے مٹی نہیں مل رہی۔ ایک نماز تک تم جس علاقے میں نہیں پڑھ پا رہے ہو وہاں پر چھوٹا سا Trip کاروبار کے لیے بھی امامؑ منع کر رہے ہیں۔ اور اگر آدمی سوچے کہ ایسے علاقے میں، میں زندگی گزاروں جہاں پر میں واجبات پر عمل نہ کر سکوں اور اپنے آپ کو حرام کاموں سے نہ بچا سکوں تو یہ برف، یہ سفید رنگ آپ کو یاد دلاتا رہے گا۔ یہ حدیث امامؑ کی وضاحت بعد میں آئے گی اور اس لیے مراجع عظام کی اکثریت آج بھی فتویٰ دیتی ہے کہ ایسے علاقے میں رہنا حرام ہے کہ جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہو۔ جس میں انسان نہ تو اپنی نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ روزہ رکھ سکتا ہے۔ اور محرم، خاص طور پر محرم کی کل کی تاریخ یہ ایک Message دیتی ہے کہ انسان کے لیے کبھی کبھار اس طرح سے ہجرت واجب ہو جاتی ہے۔ مدینہ منورہ جیسے شہر میں رہنے والے مدینے سے بڑھ کر اور کون سا شہر

ہوگا جو رسولؐ اللہ کا شہر جو فاطمہ زہراؑ کا شہر جہاں یہ چھ معصومین کے روزے ایک ساتھ ہیں، مگر مدینے کو بھی چھوڑنا پڑا حسینؑ کو صرف اسلام اور دین کو بچانے کیلئے۔

تو مدینے جیسا شہر تو ایک چھوٹی جنت ہے اس دنیا میں، مدینے کی مسجد، ریاض الجنہ، جنت کا ایک باغ آج بھی موجود ہے اور چھ روضے جہاں پر ہوں ہماری تو اصلی جنت ہی وہی ہوگی۔ لیکن یہ مدینہ جو اس دنیا میں جنت ہے اسے بھی چھوڑ دو اگر دین کو اور اسلام کو ضرورت پڑے۔ ذہن میں رکھیے گا! اس کے حوالے اور بہت ساری باتیں کرتا ہیں۔

دوسری حدیث: اللہ کے رسولؐ نے یہ ارشاد فرمایا، جب میرا بیٹا آخری حجت دنیا کے لیے آخری زمانے میں ظاہر ہوگا تو ہر آدمی پر یہ لازم ہے۔

یاد رکھیے گا......!

زمانے کا امام صرف مومنوں کے لیے نہیں آئے گا، بلکہ وہ تو ساری انسانیت کے لیے آئے گا، دنیا کے ہر انسان کے لیے آئے گا، یہ امام زمانہؑ کی مدد کے لیے جائے، چاہے اسے برف پر چل کر کیوں نہ جانا پڑے۔

تیونس کا عالم کہہ رہا ہے کہ میں نے ساری زندگی یہ حدیث تیونس میں پڑھائی اور مکے اور مدینے میں رسول اللہؐ کی زندگی گزری۔ رسول اللہؐ مکے اور مدینے سے باہر زیادہ سے زیادہ عرب کے علاقوں میں رہے۔ اس سے زیادہ کہیں نہیں رہے۔ وہاں پر برف کا خیال بھی نہیں ہے اور میں سوچتا تھا کہ جب امام زمانہؑ آئیں گے تو اس کا برف سے کیا تعلق ہوگا، لیکن آج امام زمانہؑ کے نائب کے انقلاب کو دیکھنے جاؤں، اس برف پہ پھسل کر گر جاؤں تو پیغمبرؐ کی حدیث یاد آجائے:

"جب میرا بیٹا ظاہر ہوگا، دنیا کا آخری انقلاب آئے گا، تو اس کی مدد کے لیے جانا چاہے اس کے لیے برف پر چل کے کیوں

نہ جانا پڑے۔"

تو جب بھی یہ برف نظر آئے تو رسول اللہؐ کی یہ حدیث یاد کریں اور اب اسی دوسری حدیث سے پہلی حدیث آگے کی مجلس میں بہت اہم میرا Topic بننے والی ہے، لیکن یہ دوسری والی حدیث چونکہ اس کا تعلق بھی برف سے ہے، اس لیے اس کی تلاوت تو کر دی، لیکن آج کی مجلس اس حدیث کی مدد سے آگے بڑھے گی۔

اگر برف کو ایک طرف رکھ دو، برف تو ہمیشہ جب گرتی ہے تو ہمیں ایک Message دے دیتی ہے، لیکن دنیا کے حالات آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ یہ حالات کیا یہ نہیں بتا رہے ہیں کہ ظہور امامؑ کا وقت بہت تیزی سے قریب آ رہا ہے۔

اچھا......!

یہاں پہ ایک بات میں شروع میں بتا دوں۔ وہ یہ کہ دو چیزوں کے بارے میں اسلام نے یہ کہا جو کہ سوائے اللہ کے کسی دوسرے کو نہیں معلوم۔ اور رسول اللہؐ نے بھی بعض اوقات یہی کہا ہے۔

پوچھا گیا: یا رسولؐ اللہ! کیا آپؐ کو اس کا Time پتا ہے؟

پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا: مجھے بھی اس کے بارے میں نہیں معلوم۔

اب اس پیغمبرؐ کے جملے کا مطلب کیا ہے؟ وہ ایک طرف رکھیے، لیکن کم از کم پیغمبرؐ یہ بتانا چاہتے ہیں، یہ اللہ کا اتنا بڑا راز جو کسی عام آدمی کو تو معلوم نہیں ہو سکتا، بلکہ کچھ حدیثوں میں مولاؑ سلونی، سلونی کا دعویٰ کرنے والے اور خالی دعویٰ نہیں بلکہ ہمیشہ اپنے دعوے کو سچ ثابت کر کے دکھایا ہے۔ مگر یہ دو راز ایسے ہیں کہ مولاؑ سے پوچھا گیا تو مولاؑ نے کہا: میں اس کے بارے میں جواب نہیں دے سکتا۔ تو دو چیزیں اللہ کا ایسا راز ہیں جو کسی عام انسان کے علم میں تو آ ہی نہیں سکتا۔ چاہے وہ مومن ہو، چاہے وہ متقی ہو، چاہے وہ عالم ہو، چاہے وہ مجتہد ہو، چاہے وہ مرجع ہی کیوں نہ ہو اور

ایک چیز کے بارے میں یاد رکھیے، دو چیزیں ایک طرف اور ایک تیسری چیز ایک طرف جو Preplant یعنی آدمؑ سے لے کر قیامت تک کے لیے وہ چیز پلاننگ میں تھی۔

اچھا......!

میرا جملہ ابھی واضح نہیں ہوا، دو چیزیں ایسی ہیں جو اللہ کا سپیشل راز ہیں اور وہ کسی کو نہیں معلوم، اور تیسری چیز وہ آدمؑ سے پہلے سے Preplant تھی۔ اور پہلے سے تھا کہ کس طرح سے یہ بات ہوگی اور آج بعض لوگ اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں، جی! وہ تو اچانک واقعہ ہو گیا۔

اب یہ تین چیزیں، دو چیزیں کیا ہیں؟ جو راز ہیں نمبر ایک ظہور امامؑ، نمبر دو قیامت۔ کوئی انسان دنیا کا کتنا ہی بڑا عالم ہی کیوں نہ ہو، اس کو ان کا علم نہیں ہو سکتا۔ کوئی آدمی جس نے ظہور امامؑ کا کوئی Time مقرر کیا وہ جھوٹا ہے اور نمبر دو قیامت، قیامت بھی ایک راز ہے۔ جس کا علم کسی کو نہیں۔ حتیٰ کہ جس کے ایکشن سے قیامت شروع ہوگی۔ حضرت اسرافیل، انھیں بھی نہیں معلوم کہ کس دن قیامت آنے والی ہے۔ اور کب مجھے صور پھونکنا ہے۔ تو قیامت بھی اللہ کا خاص راز ہے جو کسی کو نہیں معلوم، قرآن میں دیکھیے۔

کفار مکہ پیغمبرؐ سے سب سے زیادہ اس پر اصرار کرتے تھے کہ یہ بتا دو قیامت کس دن آئے گی۔ اور پیغمبرؐ کہہ رہے ہیں کہ اس کا علم میرے پاس بھی نہیں ہے۔ یہ صرف اللہ کا علم ہے جو کسی دوسرے کو نہیں معلوم۔

شیخ بہائی کا کتنا مشہور واقعہ ہے، یہ میں اس لیے بتا رہا ہوں کہ اس قسم کی جاہلانہ گفتگو آج کل کی جا رہی ہے۔ اس طریقے سے دو چیزیں شروع ہوتیں ہیں، نمبر ایک، امام زمانہؑ کے ظہور کی Dates بتائی جا رہی ہیں اور نمبر دو، خاص فلم کوئی بنی

ہے، میں نے سنا ہے اور یہ کہ اس کے علاوہ بھی قیامت کس دن آنے والی ہے۔ اس کے حوالے سے بلکہ اگر انٹرنیٹ میں Search کریں تو ۲۰۱۲ء کے علاوہ بھی کم از کم اور بھی آپ کو ایسی Dates ملیں گی کہ قیامت کس دن آنے والی ہے۔ دونوں جھوٹے ہیں جو ان دو میں سے کوئی بات کہے گا وہ جھوٹا ہے، قیامت کے حوالے سے بھی یہ بات ایک سیکنڈ پہلے کسی کو نہیں معلوم ہوگی کہ قیامت آ گئی اور ظہور امامؑ کے حوالے سے بھی یہ بات ہے کہ جس دن امامؑ کو ظاہر ہونا ہے اس سے ایک دن پہلے بھی کوئی نہیں بتا سکتا ہے کہ اب امامؑ آنے والے ہیں۔

اگر آپ نے یہ حدیثیں سنیں کہ امامؑ عاشورہ کے دن آئیں گے، امامؑ دس محرم کو آئیں گے۔ امامؑ Friday کو آئیں گے تو یہ ساری حدیثیں جو ہیں یہ بھی، نعوذ باللہ حدیث نہیں۔ لیکن اس کا جو مطلب ہم سمجھ رہے ہیں یہ غلط نکل سکتا ہے، امام ہفتے کو بھی آ سکتے ہیں، امام Monday کو بھی آ سکتے ہیں۔ میں اکثر اس Topic پہ بات کرتا ہوں لیکن آج یہ اصل Topic نہیں ہے، اگرچہ بنے گا یہ Topic ہمارے اس عشرے میں کیونکہ کربلا کا جہاد دو حصوں میں ہے۔ پہلا Part امام حسینؑ نے انجام دیا ہے۔ کربلا کے جہاد کو مکمل کریں گے امام زمانہؑ اور ان دو کے بیچ میں ہم اور آپ ہیں اور ہماری یہ ڈیوٹی ہے کہ

کُلُّ اَرضٍ کَربَلا وَکُلُّ یَومٍ عاشُورَہ

لیکن یہ چیزیں بعد میں آئیں گی۔

امام حسینؑ نے یزیدیت کا مقابلہ کیا ہے۔ اور امام زمانہؑ یزیدیت کا خاتمہ کریں گے۔ ان دو کے بیچ میں امام حسینؑ اور امام زمانہؑ کا کلمہ پڑھنے والے اور امام حسینؑ اور امام زمانہؑ سے محبت کرنے والے کی ڈیوٹی یہ آتی ہے۔

امام حسینؑ نے یزیدیت کو ہمیشہ کے لیے ختم نہیں کیا، امام حسینؑ کا کام تھا

یزیدیت کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا، وہ جو یزیدیت کے چہرے پر ایک Mask تھا اس کو ہٹا دے، وہ جو ایک نقاب پہن کر یزید آیا اس نقاب کو ہٹا دیا۔ باقی ہماری اور آپ کی ڈیوٹی ہے جو میں بہت Short کر کے اس طرح کہتا ہوں۔ یزید قوموں میں بھی ہوتے ہیں، یزید خاندانوں میں بھی ہوتے ہیں اور یزید تخت حکومت پر بھی بیٹھے ہوتے ہیں۔ سارے یزیدیوں کے خلاف جہاد کرنا یہ مومن کی ذمہ داری ہے۔ امام حسینؑ کے جہاد کا سب سے بڑا مقصد یہی تھا۔

اب یہ کیسے یزید کو امام حسینؑ نے ہمارے اور آپ کے سامنے ظاہر کیا۔ اس کی تفصیل آتی رہے گی۔ امام زمانہؑ کا مقصد ہے یزیدیت کا خاتمہ، اس کے بعد کوئی یزید نہیں رہے گا۔ ان دو بیچ میں ہماری ڈیوٹی ہے اور یہی اس عشرے کا Topic بنے گا۔

لیکن......!

بات یہ ہو رہی تھی کہ امام زمانہؑ کربلا ہی کا دوسرا حصّہ، تو اگر امام زمانہؑ پر ہم بات کریں گے تو محرم کے Topic سے ہٹیں گے نہیں، لیکن ابھی بہت ہی اہم جو بات کہتا ہے وہ یہ ہے کہ کبھی بھی ان باتوں پر یقین نہ کریں کہ امامؑ فلاں تاریخ کو آنے والے ہیں، یا قیامت فلاں تاریخ کو آنے والی ہے۔ یہ دونوں باتیں بالکل جھوٹی ہیں حتیٰ کہ امام زمانہؑ کے بارے میں یہ جو حدیثیں ہیں کہ امام زمانہؑ عاشورہ کے دن آئیں گے، یہ بھی تبدیل ہو سکتی ہے۔

خیر......!

آپ جو زیارت Friday میں پڑھتے ہیں اس میں آپ کہتے ہیں:

المتوقع فیہ ظهوره

وہاں تو آپ اپنی زبان سے کہہ دیتے ہیں کہ ضروری نہیں ہے کہ آپ

Friday کو آئیں گے، صرف توقع ہے۔ تو امام زمانہؑ بدھ کو بھی آسکتے ہیں، امامؑ Monday کو بھی آسکتے ہیں۔

ٹھیک ہے......!

بہت احادیث ساری میں Friday کا ذکر ہے لیکن اس کی کوئی اور وجہ ہے آج اس کو چھوڑ دیں امام زمانہؑ کا ظہور اور قیامت، کوئی آدمی ان کی Date مقرر کر کے نہیں دے سکتا۔

ہاں......!

نشانیاں ضرور بتائی گئی ہیں لیکن ابھی میں اپنا جملہ مکمل کرلوں۔ دو باتیں ایسی ہیں جن کا علم کسی کے پاس نہیں ہے۔ امامؑ اور رسول تک کہہ دیتے کہ ہم سے آکر نہ پوچھو، ہم تمہارے ہر سوال کا جواب دے سکتے ہیں مگر اس سوال کا جواب نہیں دیں گے کہ قیامت کب آئے گی اور امامؑ کب آئیں گے۔

تو اور جب رسولؐ اور امامؑ منع کر دیتے تھے تو کس کے پاس اتنا علم ہے کہ اس کے بارے میں بتا سکے۔ شیخ بہائیؒ کے ایک دوست نے کوشش کی لیکن آخر میں کیا ہوا کہ وہ بھی ناکام رہا۔ یہ واقعہ میں بعد میں بتاؤں گا اور یہ دو چیزیں ایک طرف، اب تیسری چیز جو آدمؑ سے بھی پہلے سے اللہ کی پلاننگ میں تھی، اس کے بارے میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ اچانک واقعہ ہوا۔ قیامت اچانک آئے گی، ظہور امامؑ اچانک ہوگا۔ یہ الگ بات ہے لیکن تیسری چیز جو ہے کربلا کا واقعہ!

آج کل جو کربلا کی ایک تصویر پیش کی جاتی ہے کہ امام حسینؑ تو جہاد کے لیے گئے ہی نہیں۔

اب میں ایک بات کر دوں......!

آج یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جناب فاطمہ صغریٰؑ کی روایت جھوٹی ہے، کیونکہ

امام حسینؑ کی ایسی کوئی بیٹی ہی نہیں تھی۔ یہ اس طرح سے آدمی کہہ رہا ہے کہ جیسے یہ شخص امام حسینؑ کی شادی میں بھی شریک ہوا تھا۔ ان کے سارے خاندان کو بھی جانتا تھا اس کا امام حسینؑ کے گھر میں آنا جانا تھا، اتنے یقین سے کہا جاتا ہے۔ حضرت سکینہؑ کے مصائب سارے نعوذ باللہ جھوٹے ہیں، ان کی تو قید خانے میں شہادت ہی نہیں ہوئی تھی، وہ تو مدینے آئی تھیں اور اتنی عمر ہوئی تھی اور اس کی شادی ہوئی تھی۔ (نعوذ باللہ)

ام لیلیٰ کی روایت جو ہے وہ غلط ہے، ام لیلیٰ تو کربلا میں تھی ہی نہیں۔

اب پوری تفصیل تو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن میں بتا رہا ہوں کہ ادھر ایام عزا شروع ہوئے اور پوری شیعت اور پورے اسلام کے بارے میں ایسی غلط باتیں تو کی جا رہی ہیں، لیکن خاص کربلا کے واقعہ کو ٹارگٹ بنایا جاتا ہے۔ اور کربلا کے واقعہ میں بھی جو غم کی روایات ہیں۔ جیسے دنیا میں اس آدمی کے پاس کوئی اور کام ہے ہی نہیں، خالی ایک کام یہ رہ گیا کہ امام حسینؑ کے غم کو کسی طرح سے کم سے کم کرکے ظاہر کیا جائے۔

تو یہاں میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں، کربلا کا واقعہ کوئی اچانک واقعہ نہیں ہے، یہ نہیں ہے کہ اچانک ایک واقعہ ہو گیا، امام حسینؑ تو جہاد کرنے جا ہی نہیں رہے تھے۔ (نعوذ باللہ)

حالانکہ آدمؑ کی خلقت سے بھی پہلے کربلا کا واقعہ شروع ہو چکا ہے۔ جب ہم یہ روایت پڑھتے ہیں تو یہ روایت مستند روایت ہے۔ اللہ نے سب سے پہلی مجلس آقا امام حسینؑ کی آسمانوں پر منعقد کروائی اور وہ اللہ نے پڑھی اور فرشتوں نے سنی۔

جناب آدمؑ، جناب نوحؑ، جناب ابراہیمؑ، جناب اسماعیلؑ، جناب سلیمانؑ، جناب موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ یہ تمام بڑے بڑے انبیاء وہ ہیں جنہیں اللہ نے کسی نہ کسی طرح سے کربلا کی زمین سے گزارا۔

دیکھئے......!

ایک کربلا کا ذکر آسمانوں سے لے کر زمینوں تک ہوا اور کب ہوا ہے؟ امام حسینؑ کے اس دنیا میں آنے سے پہلے، امام حسینؑ کا نور خلق ہو چکا، امام حسینؑ ابھی دنیا میں نہیں آئے، اس سے پہلے نہ صرف یہ کہ امام حسینؑ کے سارے مصائب پڑھے گئے۔

بھئی......!

ہمارے پاس جو روایات ہیں ان کو جا کر دیکھ لیجیے۔ جناب آدمؑ کے سامنے پورا واقعہ کربلا کا نہیں پڑھا اللہ نے، بلکہ صرف وہ مصائب پڑھے جو کربلا میں امام حسینؑ کو پیش آنے والے تھے، جناب نوحؑ کے سامنے جب کربلا کے واقعات پڑھے گئے، تو پوری کربلا کی تفصیل نہیں آئی، خالی مصائب پڑھے گئے، جناب ابراہیمؑ اور جناب اسماعیلؑ اور تمام انبیاء اور اس کے ساتھ ایک اور بات ہے ہمارے پاس روایات ہیں کہ یہ آدمؑ ہوں یا نوحؑ۔ نوحؑ خود نہ آئے تو ان کی کشتی کو لے جایا گیا، ابراہیم ہوں کہ اسماعیلؑ، موسیٰؑ ہوں کہ عیسیٰؑ، ان سارے انبیاء کو اللہ نے کسی نہ کسی طریقے سے کربلا کی زمین سے بھی گزارا۔

تو دو چیزیں پہلے سے ہی Set ہو گئیں۔ ابھی امام حسینؑ پیدا نہیں ہوئے، ابھی امام حسینؑ دنیا میں نہیں آئے، دو چیزیں طے ہو گئیں، نمبر ایک امام حسینؑ کا غم، آسمانوں سے لے کر زمینوں تک ہوگا۔ پروردگار مصائب پڑھے گا، فرشتوں سے لے کر انبیاء کرام اولوالعزم تک ان مصائب پر روئیں گے اور آنسو بہائیں گے اور دوسرا یہ کہ جتنے بڑے بڑے انبیاء ہیں ان سب کو کربلا سے گزارا گیا، کربلا کی زیارت، خالی کربلا کے مصائب پڑھ کر انھیں کافی مت سمجھنا، جب تک حالات اجازت دیں خود بھی کربلا جانا۔

اب دیکھئے......!

کتنی کثیر تعداد میں مومنین آج کل کربلا کا رخ کر رہے ہیں، پہلے خالی اربعین کی خصوصی ہوتی تھی، اب پہلا عشرہ بھی۔

تو یہ دو چیزیں پہلے سے طے تھیں، یہ کوئی اچانک والا واقعہ نہیں تھا۔

ذکر مصائب: (جناب صغریٰؑ کا تذکرہ)

بس عزادارو......!

یہی وجہ تھی کہ جب امام حسینؑ کا قافلہ مدینے سے چل رہا تھا۔ تو جناب فاطمہ صغریٰؑ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میرا بابا مجھے کیوں نہیں لے کر جا رہا۔ آخر کیا وجہ ہے کہ بوڑھے جائیں گے، جوان جائیں گے، بچیاں جائیں گی، بیمار جائیں گے، روکا جائے گا تو مجھے روکا جائے گا، فاطمہ صغریٰؑ یہ نہیں سمجھ پا رہی۔

اور میری بھی سمجھ میں نہ آیا، میں نے دیکھا کہ نوے سال کا بوڑھا بھی کربلا میں آ گیا، جس نے اور کچھ نہ تو کسی حالت نماز میں اپنے سینے پر تیر روک لیا، جب میں نے دیکھا کہ چھ مہینے کا اصغرؑ اور وہ بھی کربلا میں پہنچ کر چھ ماہ کا ہوا، مدینے سے چلا تھا دو ہفتوں کا بھی نہ تھا۔

وہاں صغریٰؑ بھی پریشان ہے کہ مجھے کیوں نہیں لے جایا جا رہا، یہ صغریٰؑ کی سمجھ میں نہیں آ رہا اور یہ میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہا۔

ایک روایت میں، میں نے پڑھا ہے، اس روایت کو پڑھ کر میں اپنی مجلس ختم کروں گا۔ میں نے اپنی طرف سے اندازہ لگانا چاہا آخر کیا وجہ ہے کہ مولا حسینؑ جناب صغریٰؑ کو کیوں نہیں لے جا رہے۔ تو پہلے سمجھ میں آیا کہ شاید جناب صغریٰؑ چونکہ لڑکی ہیں میدانِ جنگ میں مرد جاتے ہیں عورتیں نہیں جاتیں، لیکن جب

میں نے List دیکھی، دوسری لڑکیاں جا سکتی ہیں فاطمہ کبریٰ جا سکتی ہیں، سکینہؑ جاسکتی ہے تو یہ لڑکی کیوں نہیں جاسکتی۔

پھر میں نے سوچا کہ جناب صغریٰؑ کی بیماری، لیکن جب کربلا میں، میں نے اپنے امام سجادؑ کو اتنا بیمار پایا کہ جب امام حسینؑ ملاقات کے لیے آئے تو امام سجادؑ کو بیدار کیا جاتا ہے، تو صغریٰؑ کی یہ بیماری تو نہیں تھی۔ جب زیادہ بیمار جا سکتا ہے تو کم بیمار کیوں نہیں جا سکتا۔ کبھی میرے ذہن میں خیال آیا کہ صغریٰؑ بہت ہی کمسن ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہہ دیا جب چندرہ دن کا اصغرؑ جا سکتا ہے تو صغریٰؑ کیوں نہیں جاسکتیں۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ آخر وجہ کیا ہے۔

ہاں......!

وجہ اس وقت سمجھ میں آئی حسینیؑ قافلے کی تیاریاں مکمل ہو چکیں اور امام حسینؑ نے ایک مرتبہ کہا: بیبیو! اب جا کر میری بیٹی صغریٰؑ کو خدا حافظ کہو اور جلدی سے آجاؤ، قافلے کو سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے مدینے سے نکل جانا ہے۔ اب ہر بی بی، صغریٰؑ کے حجرے میں جاتی ہے۔

اچھا......!

صغریٰؑ یہ سوچ رہی ہے کہ بابا مجھے نہیں لے جا رہے ہے تو میں خود تو نہیں کہہ سکتی، لیکن جو بی بی آئے گی تو میں اس کو کہوں گی کہ بابا کے پاس میری سفارش کر دیں لیکن ہر بی بی آتی ہے اور اتنی خاموش آتی ہے۔

امام حسینؑ نے کہا تھا: دیکھو بیبیو! میری صغریٰؑ سے کوئی بی بی کوئی بات نہ کرے، جاؤ خدا حافظ کہو اور آجاؤ۔

اب ہر بی بی جاتی ہے، صغریٰؑ کو خدا حافظ کہتی ہے اور آجاتی ہے، صغریٰؑ کو Time ہی نہیں مل پا رہا کہ کسی بی بی سے کوئی بات کہہ سکے لیکن جب آخر میں

صغریٰؑ نے دیکھا کہ میری مہربان پھوپھی ثانی زہراء زینب کبریٰؑ میرے حجرے میں آئیں، سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا: بیٹی صغریٰؑ ! خدا حافظ۔ صغریٰؑ کو پتہ تھا، اگر پھوپھی اماں چلی گئیں تو اور کوئی نہیں جو بابا کے سامنے میری سفارش کرے۔ ادھر زینبؑ نے جملہ پورا بھی نہ کہا۔ صغریٰؑ نے تڑپ کر پھوپھی کا دامن پکڑ لیا اور کہا: پھوپھی اماں! بابا سے سفارش کر دیں مجھے اکیلا چھوڑ کر نہ جائیں، جب سب جا رہے ہیں تو مجھے بھی لے جائیں۔ زینبؑ خالی زینبؑ نہیں ہیں شریکۃ الحسینؑ بھی ہیں۔

جناب زینبؑ نے کہا: صغریٰؑ ...... ! گھبراؤ نہیں، چند دنوں کی بات ہے اگر بابا تم کو نہیں لے جا رہے تو کوئی مصلحت ہو گی، چند دنوں بعد ہم لوگ آئیں گے، پھر ملاقات ہو جائے گی۔

تڑپ کے کہا: پھوپھی اماں! میں آپؑ کی بات نہیں کر رہی، میں تو اپنے بابا کی بات کر رہی ہوں۔ مجھے پتہ ہے میرا بابا واپس آنے والا نہیں ہے۔

زینبؑ نے کہا: صغریٰؑ ! یہ تم نے کیا بات کہہ دی؟

کہا: پھوپھی اماں! کل رات کو مجھے نیند نہیں آ رہی تھی، سارے گھر والے سو رہے تھے، تو میں حجرے کا دروازہ کھول کر صحن میں گئی، میں نے دیکھا، صحن کے اندر ایک سیاہ پوش بی بی زمین پر بیٹھی ہے اور ایک ہی جملہ کہہ رہی ہے:

ہائے میرا لعل...... ہائے میرا حسینؑ !

بار بار میرے بابا کا ماتم کر رہی ہے۔

پھوپھی اماں! مجھے پتہ ہے وہ میری دادی زہراؑ ہیں جو میرے بابا کا ماتم کر رہی ہیں۔ ماں کا نام سننا تھا، اب زینبؑ سے برداشت نہ ہوا، ایک بار صغریٰؑ کو بازو سے تھاما، امام حسینؑ کے حجرے کی جانب چلیں، اندر داخل ہوئیں۔ کہا: زینبؑ ! میں تیری ہر خواہش پوری کروں گا، صغریٰؑ کی سفارش نہ کرنا، اس سفر میں

صغریٰ نہیں جا سکتی ہے۔

کہا: بھیا! جب باقی سارے بچے جا رہے ہیں صغریٰ کو بھی لے جا۔

حسینؑ نے کہا: نہیں صغریٰ نہیں جا سکتی اور وجہ کیا بتائی؟

کہا: زینبؑ! تجھے تو پتہ ہے نا، کربلا کے بعد کیا ہونے والا ہے۔

میں نے بعض علماء سے سنا تھا، میرے مولاؑ نے اپنی بیٹی زینبؑ کو بچپن سے ہی کربلا کے لیے تیار کیا تھا، نماز صبح کے بعد گھر میں پیدل چلایا کرتے تھے۔ ایک دن زینبؑ نے کہا: بابا! آپؑ مجھے اس طرح کیوں چلا رہے ہیں؟

کہا: زینبؑ! آج مشق کر لے، کل کربلا میں یہی مشق کام آئے گی۔

بس عزادارو......!

حسینؑ نے کہا: زینبؑ! تجھے پتہ ہے نا، کہ کربلا کے بعد کیا ہوتا ہے، کوفہ جانا ہے، شام جانا ہے، بازاروں میں جانا ہے، درباروں میں جانا ہے، حسینؑ اپنی ہر بیٹی کی بے پردگی برداشت کر سکتا ہے لیکن صغریٰ کی بے پردگی برداشت نہیں ہوتی۔

مولاؑ! کس لئے؟

کہا: اس لیے کہ میری باقی بیٹیاں یا میرے نانا رسول خداؐ کی شبیہ ہیں یا میرے بابا علیؑ کی تصویر ہیں لیکن میری بیٹی صغریٰ میری ماں زہراؑ کی شبیہ ہیں۔

ارے......! صغریٰ نہیں جا سکتی۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

مجلسِ دوم

- باعمل عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔
- ہمارے شیعہ کی نشانی یہ ہے کہ اکیاون رکعات روزانہ پڑھتا ہو اور زیارتِ اربعین کرتا ہو۔
- یاد رکھو یزید کی فوج اتنا نقصان نہیں پہنچا سکی جتنا بددیانت عالم۔
- اگر ایمان چلا گیا تو سب کچھ چلا گیا۔
- علیؑ کیا کر رہے ہیں اور حاکمِ شام کیا کر رہا ہے۔
- فتنہ شروع میں برف کس طرح ہوتا ہے۔
- ہر سال خمس کا حساب کتاب ان کو دینا پڑے گا۔
- جب عیسیٰؑ کی زندگی کو خطرہ تھا، اللہ نے انھیں شہید نہیں ہونے دیا۔
- سارے علما غیبتؑ کے زمانے میں انکار کر دیں گے۔
- ہم تمھیں امتحان میں ڈالیں گے تم مومن ہو کہ نہیں۔
- ہر آدمی اسلام کا مذاق برداشت کرے لیکن رسولؐ کا بیٹا مذاق برداشت نہیں کر سکتا۔
- اسلام کے لیے میرا اکبرؑ قربان۔

مجلسِ دوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ (سورۂ عنکبوت، آیہ ۱-۲)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (سورۂ آل عمران آیہ ۸)

آج دوسری مجلس ہے اور میرا ایک طریقہ کار یہ ہے کہ ایک تو پورے عشرے کی ایک آیت تلاوت کی جاتی ہے جو روزانہ مجلس میں آتی ہے، جو پورے عشرے کا ہمارا موضوع ہوتا ہے۔ وہ اس سے متعلق ہوتی ہے اور پھر کوشش یہ کرتا ہوں روزانہ ایک اور آیت بھی تلاوت کی جائے جس کا خاص تعلق اس دن کی مجلس سے ہو، چنانچہ آج بھی ایک تو سورۃ عنکبوت کی پہلی دو آیات کی تلاوت کی گئی، جو کل بھی آپ نے سنی تھیں اور ان شاء اللہ شب عاشور تک یہ آیت مسلسل تلاوت کی جائے گی۔ اور اس کے بعد سورۂ آل عمران کی اس آیت کی تلاوت کی گئی، جو پورے مجمع کو یاد تھی۔

یہ والی آیت جو مجھے ایک خاص حدیث پڑھ کر مجھے اپنے Topic کو ذرا سا آگے بڑھانا ہے تو ایک خاص حدیث پڑھی جائے گی اس سے متعلق ہے یہ آیت اور اس حدیث میں تو یں بات۔

تو آج کی مجلس کے اندر، پوری مجلس ہماری ایک حدیث کے گرد گھومے گی، اس مجلس میں دس باتیں ہیں ان میں نویں بات۔

جب میں کل ایئرپورٹ پر اترا، وہاں سے لے کر جہاں میری رہائش ہے، وہاں سے لے کر حجت امام بارگاہ آنے تک پورا ایک White رنگ آ رہا تھا۔ اس سے متعلق دو باتیں میں نے کل عرض کی تھیں اور ان کی تفصیل ابھی آنے والی ہے۔ اور ایک چھوٹی سی بات جو آج نویں بات ہم کریں گے اس میں اس کی تفصیل آ جائے گی۔ لیکن ایک چھوٹی سی بات، وہ مجھ سے متعلق تو نہیں ہے کیونکہ میں عالم نہیں ہوں، ایک طالب علم ہوں، لیکن کچھ لوگ ہم جیسے طالب علموں کو بھی علماء کی صف میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ تو میں عالم نہیں ہوں لیکن اس واقعہ کو بہت ضروری اپنے لئے بھی سمجھتا ہوں اور علماء کے لیے تو ہے ہی یہ بات۔

کل میں نے برف کے حوالے سے دو Messages آپ کو دیئے تھے، ایک Message ہم لوگوں کو بھی ملتا ہے، ہماری تاریخ کے ایک بہت بڑے عالم کے بارے میں یہ واقعہ ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ شیخ مفیدؒ کا واقعہ، بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ محقق حلیؒ کا واقعہ ہے، بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ علامہ مجلسیؒ کا واقعہ ہے، چونکہ اس واقعہ میں کسی عالم کے نام کی کوئی اہمیت نہیں ہے، Message ، اور اس طرح ہے کہ برف پڑی ہے، ایران میں، عراق میں، نہ صرف یہ کہ برف پڑتی ہے بلکہ لندن سے زیادہ پڑتی ہے۔ تو اب بہت عالم، برف پڑی ہے اور وہ راستے سے گذر رہے ہیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے دیکھا کہ دس بارہ سال کا ایک بچہ، وہ بھی گھر سے نکلا اور بچے آپ کو پتہ ہے کہ اچھلتے، کودتے اور Jump لگاتے ہوئے جاتے ہیں۔

انہوں نے دیکھا تو ایک بار اس کو نصیحت کی، کہا: بیٹا! سنبھل کے چلا کرو، یہ برف ہے، Slip ہو جاؤ گے، گر جاؤ گے تو چوٹ لگ جائے گی۔

دیکھئے......!

جو چیز ہے، جو Message ہے وہ خالی آپ کے لیے نہیں ہوتا، وہ ہم لوگوں کے لیے بھی ہوتا ہے اور میں تو ایک طالب علم ہوں ورنہ بڑے بڑے علماء حوزہ کے اندر اس واقعہ کو بتاتے ہیں۔

بچے سے کہا: اگر تم Slip کر گئے اس کے اوپر تو چوٹ لگ جائے گی۔

بچے نے کہا: میری فکر نہ کیجئے بلکہ اپنی فکر کیجئے، آپ اگر کبھی Slip ہو کر گر پڑے تو ساری قوم کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔

عالم اگر سیدھے راستے سے ہٹ جائے تو وہ اس کا اپنا نقصان نہیں ہوتا ہے، اس کے خاندان کا نقصان نہیں ہوتا ہے، وہ پوری قوم کو ڈبو دیتا ہے وہ پوری قوم کو گمراہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ اگر ایک طرف ہمارے پاس یہ حدیث ہے:

''باعمل عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔''

بلکہ حدیث شیخ عباس قمیؒ نے منتہی الآمال میں تو ایسے لکھی ہے، کہ آج کل کے ماحول میں تو اس حدیث کو لوگ صحیح طور پر سمجھ بھی نہیں پائیں گے۔ اور بلاوجہ اس کے اوپر اعتراض ہو جائے گا۔ لیکن حدیث یہی ہے کہ جب ایک مومن بہت زحمتیں اٹھائے۔ آج کل زیارت کرنا کتنا آسان ہو گیا ہے۔ آپ جا کر دیکھئے کہ اس وقت کربلا کے اندر کتنے زائرین آ چکے ہوں گے اور کتنے آنے والے پہنچ جائیں گے، لیکن پہلے زمانے میں امامؑ کی زیارت اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف ہوا کرتی تھی، حکمران کو پتہ چل گیا تو قتل کر دیا جاتا تھا۔ ایک مومن پہنچ گیا۔ اس کے بعد کہا: اے فرزند رسولؐ! میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ میں نے رزق لیا لیکن آپؑ کے چہرے کی زیارت کی۔

امامؑ نے فرمایا: تو نے اتنی زحمت کی اللہ تجھے اس کا اجر دے گا، لیکن اگر

تیرے شہر میں کوئی متقی عالم ہے تو اگر تو اس کے چہرے کی زیارت کر لیتا تو تجھے ہماری زیارت کا ثواب مل جاتا۔

اور دوسری جانب جو برف کے حوالے سے میں نے آپ کے سامنے کل دو Messages دیے تھے، تو تیسرا Message ہم لوگوں کے لیے بھی ہے۔ جب دوسرا بڑے بڑے علماء کے لیے ہے تو ہمارے جیسے طالب علموں کے لیے کیوں نہیں ہے۔ اور اس کے لیے میں جو حدیث پڑھ رہا ہوں کہ امام معصومؑ نے ارشاد فرمایا: اور یہ اس امام معصومؑ کی حدیث ہے، جن کی احادیث ہمارے ہاں بہت کم تعداد میں ہیں کیونکہ اس وقت امامت بہت کم ہے۔ خالی چھ سال یعنی ہمارے زمانے کے امام کے والد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا فرمان ہے۔ گیارھویں امامؑ کی کتنی احادیث آپ نے سنی ہوں گی اور کتنی آپ کو یاد ہوں گی لیکن یہ جو تین، چار احادیث ہمارے ہاں پڑھی جاتی ہیں، ہمارے ہاں گیارھویں امامؑ کی ان میں سے ہر ایک اتنی اہم ہے۔

اربعین کے حوالے سے حدیث ہم گیارھویں امامؑ ہی کی سنتے ہیں نا:

"ہمارے شیعہ کی نشانی یہ ہے کہ اکیاون رکعات روزانہ پڑھتا ہو اور زیارت اربعین کرتا ہو۔"

گیارھویں امامؑ کی دوسری حدیث یہی ہے:

"عوام پر واجب ہے کہ متقی عالم کی تقلید کریں۔"

آج کی مجلس ہے مرجعیت کے حوالے سے، لیکن گیارھویں امامؑ کے حوالے سے بات یہ آ رہی ہے کہ احادیث کم ہیں، لیکن جتنی احادیث ہمارے ہاں مشہور ہیں وہ بہت ہی اہم ہیں۔

اربعین کی زیارت، شیعہ کی نشانی۔

فَلِلعَوَامِ اَن یُّقَلِّدُوہُ

"ایک عام آدمی کے لیے واجب ہے کہ وہ مرجع کی تقلید کرے۔"

تیسری یہ حدیث، جو کم پڑھی جاتی ہے لیکن اس کا Message بہت اہم ہے، گیارھواں امامؑ یہ فرما رہا ہے۔ اور اس لیے بھی گیارھویں امامؑ کی یہ ڈیوٹی تھی یہ حدیث اپنے شیعوں کو سنا جائیں۔ گیارھویں امامؑ کے بعد غیبت کا ایک زمانہ ہے جس کے اندر ایک عام آدمی کے لیے امام کے ساتھ رابطہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اور غیبت کے زمانے کا جو سب سے بڑا مسئلہ ہے، جو اس وقت بھی جاری ہے، وہ یہ ہے کہ امامؑ فرماتے ہیں:

"یادرکھو! یزید کی فوج اتنا نقصان نہیں پہنچا سکی جتنا ایک فاسق، فاجر اور بددیانت عالم ہمارے ماننے والوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔"

کربلا، لشکرِ یزید، قاضی شریح کا Role اور گیارھویں امامؑ کا یہ ارشاد، کہ یزید کی فوج اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے، جتنا ایک غلط عالم نقصان پہنچاتا ہے کیونکہ لشکرِ یزید، مال لوٹا، شام غریباں کی لوٹ مار، گردنیں کاٹیں، میدانِ کربلا کے عاشور کے دن کے سارے شہداء، عورتوں کو قیدی بنایا لیکن مال، جان، اولاد، اس کا نقصان کوئی بڑا نقصان نہیں ہے۔ غلط عالم جو ہے وہ ہمارے ماننے والوں کا ایمان ختم کر دیتا ہے۔

دولت چلی گئی تو آپ کا نقصان نہیں ہے، اولاد چلی گئی تو آپ کا نقصان نہیں ہے، آپ کی اپنی جان چلی جائے تو آپ کا نقصان نہیں ہے، لیکن اگر ایمان چلا گیا تو سب کچھ چلا گیا اور یہ غلط عالم۔

دیکھیے......!

چاہے تم ایک طالب علم جو منبر پر جاتے ہو اور چاہے کوئی بڑا مرجع ہو جو تمام شیعوں کو ایک فتویٰ دے کر اگر Slip کر گیا۔ تو یہ اس کا ذاتی نقصان نہیں ہے، بلکہ یہ صاحبانِ ایمان کے ایمان کو اس نے نقصان پہنچایا اور یہ سفید برف، دو باتیں کل آئی تھیں برف کی، اور دو باتیں آج۔ اور پھر یہ چاروں باتیں Topic سے ہٹ کر نہیں ہیں، لیکن پھر ہم ان چاروں باتوں کو ملا کر آگے کی مجالس میں بہت اہم اہم Message دینے کی کوشش کریں گے۔

چوتھی اور آخری بات، برف دیکھنے میں بہت اچھی لگتی ہے، لیکن جتنا Time گزرتا ہے، اتنا ہی آدمی کو ہوشیار ہو کے چلنا پڑتا ہے، وہ خطرناک ہوتی ہے۔ اور پھر صحیح معنوں میں سورج نہ چمکے اور نمک نہ ڈالا جائے تو رات کو دوبارہ جم کر پھر وہ Sliping ہو جاتی ہے جس سے لوگوں کے ہاتھ ٹوٹتے ہیں، پیر ٹوٹتے ہیں اور زخمی ہوتے ہیں...... فتنہ۔

روایت میں کہا گیا ہے کہ فتنہ اسی برف کی طرح سے ہوتا ہے، جب سامنے آتا ہے نا، فتنہ تو ایسے اچھی اچھی باتیں لے کر آتا ہے کہ دل اس کی جانب مائل ہو جاتا ہے۔ یہ بات بہت صحیح کہی جا رہی ہے جیسے مولا علیؑ کے سامنے لوگ قرآن کو لے کر آئے اپنا غلط مقصد پورا کرنے کے لیے کہ چھوڑ دو، علیؑ کیا کہہ رہے ہیں۔ اور حاکم شام کیا کہہ رہا ہے، آؤ قرآن سے فیصلہ لے لو اور مولاؑ کہتے رہے کہ یہ تو خاموش قرآن ہے:

اَنَا الْقُرآنُ النَّاطِقُ

"میں بولتا قرآن ہوں۔"

میری بات کو سنو......!

اورعلیؑ کے زمانے سے آج تک فتنہ ہمیشہ دیکھنے میں بڑا اچھا لگتا ہے اور اس

کے بارے میں ایک بات جو میدانِ منیٰ میں، آقا حسینؑ وہ حج نہ کر سکے، جو ۶۰ھ کا حج تھا۔ اپنے حج کو عمرے میں تبدیل کیا مگر اس سے ۵۹ھ کا جو حج تھا اس میں جو آقا نے منیٰ میں خطبہ دیا۔

فتنہ شروع میں برف کی طرح سے ہوتا ہے۔ بہت نرم، بہت آسانی سے اس کو ختم کیا جائے علم کا نمک چھڑک کے، لیکن جتنا آپ اس کو ڈھیل دیں گے تو پھر وہ برف کی طرح سخت ہو جائے گا کہ اس کو ہٹانا بھی مشکل ہوتا ہے اور اس پر چلنے والے کا نقصان بھی ہوتا ہے۔

جہاں پہ فتنہ پیدا ہو وہیں پہ اس کا خاتمہ کرو، ایک بار اگر وہ چیز ٹھہر گئی تم نے اس پہ توجہ نہ دی تم نے کہا کہ میرا گھر تو ٹھیک ہے نا، مجھے کیا پرواہ کہ باقی سوسائٹی میں کیا ہو رہا ہے، وہ فتنہ اتنا خطرناک بنے گا کہ پھر اس کا نقصان تم تک بھی پہنچے گا۔

اور اس کی مثالیں تاریخ میں بھی ہیں اور اس کی مثالیں ہمارے مستقبل میں بھی ہیں اور Past اور Future کو ملا کر اب آپ اس کو دیکھئے گا۔ تاریخ میں مثالیں یہ ہیں، بنو عباس کو حکومت ملی، ان کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم آلِ محمدؐ کی خوشی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ جب طاقت آ گئی، طاقتور ہو گئے تو کہنے لگے: ہم ہی آلِ محمدؐ ہیں، ہم کسی اور آلِ محمدؐ کو نہیں جانتے۔

ساتویں امامؑ چودہ سال قید میں رہے اور چونکہ چودہ سال ساتویں امامؑ قید میں ہیں تو جو خمس جمع کرنے والے تھے اس زمانے میں، چودہ سال میں وہ اتنے Strong اور Powerful ہو گئے اور ایک طرح سے ان کو Free Hand ملا ہوا تھا، جو ان کی چیکنگ کرنے والا امام ہے وہ قید میں ہے۔

نتیجہ کیا نکلا، جب ساتویں امامؑ چودہ سال بعد شہید ہو گئے اور آٹھویں امامؑ کی امامت آئی تو ان ہی لوگوں نے آٹھویں امامؑ کی امامت کو اس لیے منع کر دیا

کہ اگر ان کو امام مان لیں گے۔ تو اب ہم کو ہر سال خمس کا حساب کتاب ان کو دینا پڑے گا، چودہ سال سے یہ لوگ خمس کو اپنی مرضی اور اپنی خواہش سے خرچ کرنے کے عادی تھے، اتنے Strong ہو گئے کہ بہت سارے Simple قسم کے شیعہ چودہ سال سے امام قید میں ہیں۔ انھیں خمس جمع کرنے والوں کو دیکھا کرتے ہیں۔ وہ آٹھویں امام کو بھی نہیں جانتے کہ وہ کون ہیں۔

یہ اتنے طاقتور ہو گئے کہ جب انہوں نے کہا کہ ساتویں امامؑ کے بعد اب کوئی آٹھواں ہے ہی نہیں۔ دلیل ان کی یہ تھی کہ حضرت عیسیٰؑ افضل ہیں یا ساتویں امامؑ۔ ہر مومن کہے گا کہ ساتویں امامؑ افضل ہیں۔ تمام انبیاء سے ہمارے بارہ امام افضل ہیں، سوائے رسول خداؐ کے۔

کہا: ساتویں امام افضل ہیں۔

کہا: جب عیسیٰؑ کی زندگی کو خطرہ تھا تو اللہ نے انھیں شہید نہیں ہونے دیا بلکہ انھیں آسمان پہ اٹھا لیا اور جو ان کو گرفتار کرنے گیا، اسی کی شکل عیسیٰؑ جیسی ہو گئی اور دشمنوں نے اس کو پھانسی دے دی، لوگ سمجھے کہ عیسیٰؑ کو پھانسی دے دی گئی۔

کہا: جب عیسیٰؑ کو اللہ بچائے گا، تو ساتویں امامؑ تو افضل ہیں عیسیٰؑ سے، چنانچہ ساتویں امامؑ شہید نہیں ہوتے ہیں، انھیں اللہ نے غائب کر دیا ہے اور دشمن میں سے ایک ساتویں امامؑ کی شکل کا ہو گیا تھا۔ (معاذ اللہ)

اچھا......!

اب اگر ساتویں امام زندہ ہیں تو آٹھواں امام ہو ہی نہیں سکتا، جب ساتویں امام شہید ہوں گے تو آٹھویں امام کی امامت شروع ہو گی۔

کہا: ساتویں امام زندہ ہیں۔

یہ ہمارا Past ہے اور Future جب زمانے کے امام آئیں گے تو کتنے

سارے علماء غیبت کے زمانے میں انکار کردیں گے۔ چنانچہ آپ نے روایات میں سنا بھی ہے کہ امامؑ ایسے کتنے ہی جھوٹے عالموں کو قتل کریں گے۔

اتنی مشہور یہ حدیث ہمارے یہاں ہے، البتہ امامؑ کی تلوار علماء سے عام مومنین پہ چلے گی۔ یہ تفصیل آتی رہے گی، لیکن میں بتا یہ رہا ہوں کہ یہ علماء امامؑ کی مخالفت کیوں کریں گے۔ یہ اس لیے مخالفت کریں گے کہ فتنہ ایک بار جم جائے۔

فتنہ جب جم جائے گا اور وہ جے گا ان معنوں میں کہ اگر ہم نے ان کو امام مان لیا، خمس امام کے پاس جائے گا، مسئلہ امام سے پوچھا جائے گا، عوام ہر چیز میں امام سے رابطہ کرے گی، تو ہم کہاں جائیں گے۔ اپنی پوزیشن کو بچانے کے لیے امام کا انکار کردیں گے۔

اب یہ چار چھوٹی باتیں، جب برف گرے گی، تو یہ چاروں باتیں آپ کو یاد کرنا ہیں، اسی حوالے سے اب ایک بات سنئے!

قرآن کریم کی جو آیت میں نے کل اور آج تلاوت کی، اس میں جو Message دیا گیا وہ یہ ہے:

"خالی تم زبان سے کہو گے کہ ہم مومن ہیں۔"

قرآن کہہ رہا ہے ہم اس کو قبول نہیں کریں گے، ہم تمہیں امتحان میں ڈالیں گے کہ تم مومن ہو کہ نہیں۔

یہ آیت کس زمانے کے بارے میں ہے؟ یہ آیت ہر زمانے کے مومن کے بارے میں ہے۔ سورۂ عنکبوت کب نازل ہوئی؟ رسول اللہؐ کے زمانے میں، اور رسولؐ اللہ کا بالکل شروع کا زمانہ ہے، یعنی یہ والا Message کہ اللہ تمہارا امتحان لے گا، یہ ہر دور کے مومن کے لیے ہے، ہم اور آپ ہر دور کے مومن نہیں ہیں۔ ہم آخری زمانے کے مومن ہیں اور آخری زمانے کا نام ہی ہے فتنوں کا زمانہ۔

دو حدیثیں آپ بہت سنتے ہیں نا، آخری زمانہ وہ ہوگا کہ مومن سے وہ کہہ دو کہ وہ آگ اپنے ہاتھ پہ لے کر صبح سے شام تک کھڑا رہے، وہ کہے گا یہ تو بہت آسان ہے، اور اگر اسے یہ کہہ دو کہ اپنا ایمان بچا کر لے جاؤ صبح سے شام تک، تو یہ اس کے لیے مشکل ہوگا۔ آگ پہ کھڑا رہنا آسان ہے ایمان بچانا مشکل ہے۔

سنئے......حدیث!

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"جب میرے جدِ امجد کا آخری وقت قریب آیا تو جبرائیلؑ رسولؐ خدا کو آخری بار پیغام دینے کے لیے آئے۔

رسولؐ اللہ نے سوال کیا: جبرائیلؑ! آج تمہاری ڈیوٹی پوری ہو گئی، اب میرے بعد بھی کیا تم اس دنیا میں دوبارہ آؤ گے؟

جبرائیلؑ نے کہا: نہیں یا رسولؐ اللہ! آپؐ کے بعد بھی میں دس مرتبہ اس دنیا میں آؤں گا۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا: جبرائیلؑ! وہ جو تم دس مرتبہ آؤ گے اس کی کیا وجہ ہوگی؟

کہا: یا رسولؐ اللہ! آپؐ کے بعد جب میں آؤں گا تو ایک مرتبہ جو میرا پہلا Trip ہوگا، تو اس میں، میں متقی اور پرہیزگار لوگ، ان سے بھی سچائی اور وفاداری کو لے جاؤں گا۔

پھر کہا: یا رسولؐ اللہ! اس کے بعد میں دوسری بار آؤں گا اور جو بادشاہ ہیں ان سے میں عدل کو لے کر چلا جاؤں گا۔

کہا: یا رسولؐ اللہ! اس کے بعد میں تیسری بار آؤں گا اور عورتوں سے حیا کو لے کر چلا جاؤں گا۔

جبرائیلؑ نے کہا: یا رسولؐ اللہ! چوتھی مرتبہ میں آؤں گا تو مردوں سے غیرت کو

لے کر چلا جاؤں گا۔

اور پھر پانچویں دفعہ جب آؤں گا تو لوگوں سے سخاوت لے کر چلا جاؤں گا اور جب چھٹا چکر لگے گا تو غریبوں سے صبر لے کر چلا جاؤں گا۔

پھر کہا: ساتویں دفعہ جب آؤں گا تو دنیا سے برکت لے کر چلا جاؤں گا اور جب آٹھویں مرتبہ آؤں گا تو دنیا سے رحمت کو لے کر چلا جاؤں گا اور جب میں نویں مرتبہ آؤں گا تو علماء سے علم کو لے کر چلا جاؤں گا اور جب میں دسویں مرتبہ آؤں گا تو مومنوں کا ایمان لے کر چلا جاؤں گا۔ (صلواۃ)

ذکرِ مصائب: (کربلا میں داخلہ)

تو یزید کے زمانے میں ننانوے فیصد مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ انہوں نے اپنے ایمان کو بیچ ڈالا تھا، اور ہر آدمی یہ برداشت کر سکتا تھا، مگر حسینؑ یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے، جس کے ناناؐ نے دنیا کو یہ اسلام سکھایا، جس کے ناناؐ نے اس دنیا کو اسلام پہنچایا، جس سینے میں اسلام تھا حسینؑ اسی سینے پر کھیل کھیل کے جوان ہوئے۔

ہر آدمی اسلام کا مذاق برداشت کر لے لیکن رسولؐ کا بیٹا یہ مذاق برداشت نہیں کر سکتا، کہا جو قیمت بھی ادا کرنا پڑے گی میں اسلام کو بچانے کے لیے ادا کروں گا۔

مولاؑ! کوئی چھوٹی قیمت نہیں ہے، اکبرؑ کو قربان کرنا پڑے گا۔

کہا: اسلام کے لیے میرا اکبرؑ قربان۔

مولاؑ! اس کی قیمت بہت زیادہ ہے، ننھے علی اصغرؑ کے گلے پر تیر لگے گا۔

حسینؑ نے کہا: علی اصغرؑ میرے کلیجے کا ٹکڑا ہے مگر اسلام کو بچانے کے لیے میرا اصغرؑ قربان۔

مولاؑ ! اس کے لیے آپ کو اپنے بڑے بھائی حسنؑ کی نشانی قاسمؑ کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھنا پڑے گا۔

کہا: قیامت کو دیکھنا آسان ہے مگر حسنؑ کے لعل کو اس حالت میں دیکھنا مشکل ہے، مگر اسلام کو بچانے کے لیے قاسمؑ کا بدن بھی ٹکڑے ٹکڑے۔

اور سب سے بڑی منزل، مولاؑ ! یہ اسلام کو بچانے کی جو قیمت ہے، زینبؑ کی چادر قربان کرنا پڑے گی۔

حسینؑ نے کہا: زینبؑ کی چادر سے زیادہ اس دنیا میں قیمتی کوئی چیز نہیں ہے لیکن اگر ناناؐ کے دین پہ وقت آ رہا ہے تو حسینؑ یہ قیمت ادا کرنے کو بھی تیار ہے۔
حسینؑ نے اسلام کو بچانے کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے روضہ رسولؐ کو چھوڑا، حج کو عمرے سے بدلا اور چل رہے ہیں۔

جیسا کہ میں نے کل کہا تھا: کربلا کا واقعہ کوئی اچانک نہیں ہوا تھا، حسینؑ کو سب کچھ معلوم تھا، لیکن ابھی لشکر والوں کو بھی بتانا ہے۔ اور اس لشکر میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو یہ سمجھ کے حسینؑ کے ساتھ آ گئے کہ شاید حکومت ملنے والی ہے۔ شاید حسینؑ کوفہ کے بادشاہ بننے والے ہیں۔

اب بتا دینا ضروری ہے، کھوٹا الگ ہو جائے، کھرا الگ ہو جائے۔ چنانچہ، حسینؑ کا قافلہ چل رہا ہے اور چلتے چلتے دو محرم کی سہ پہر آ گئی۔ آج دو محرم کی رات ہے نا، امام حسینؑ کا انتہائی وفادار ذوالجناح......

بس......!

چلتے چلتے ایک مرتبہ ذوالجناح کو ٹھوکر لگی اور ذوالجناح رک گیا، آگے نہیں بڑھ رہا۔

دیکھیے......!

انسان کیا امامؑ کی اطاعت کرے گا، جو یہ جانور حکم امامؑ کی اطاعت کردے، ذوالجناح امامؑ کے اشارے پہ چلتا ہے اور امامؑ کے اشارے پہ رکتا ہے، مگر دو مواقع ایسے آئے تھے کہ ذوالجناح رک گیا اور آگے بڑھنے کو تیار نہیں ہے۔ ایک عاشور کی سہ پہر جب ننھی سکینہؑ ذوالجناح کی ٹانگوں سے لپٹی تھی اور ایک دو محرم کی سہ پہر جب چلتے چلتے ایک بار ذوالجناح نے ٹھوکر کھائی اور رک گیا۔

آقاؑ کو معلوم ہے کہ ذوالجناح کیوں رکا، لیکن ابھی لشکر والوں کو بتاتا ہے۔

کہا: عباسؑ! میری سواری کا جانور بدلو شاید، ذوالجناح تھک گیا ہے، دوسرا جانور لے کر آؤ۔

آج ہمارے کتنے ہی ساتھی لندن سے اسی جانب جا رہے ہیں، جہاں دو محرم کی سہ پہر ذوالجناح رُک کر کھڑا ہو گیا۔

سواری کا گھوڑا بدلا گیا، دوسرا گھوڑا لایا گیا، وہ تو ایک قدم بھی نہ چلا، ایک بار ٹانگ اٹھائی اور پھر وہیں رک گیا، سات گھوڑے بدلے گئے اور کوئی اپنی جگہ سے آگے نہیں بڑھ رہا۔ اب پورا لشکر پریشان۔

حسینؑ نے کہا: عباسؑ! جا کر دیکھو، قریب میں کوئی بستی اور آبادی ہے۔ پتہ چلا کہ قبیلہ بنی اسد سب سے قریب رہتا ہے۔ قبیلہ بنی اسد کو بلایا گیا اور کہا: تم یہاں کے رہنے والے ہو، بتاؤ اس جگہ کا نام کیا ہے؟

بنی اسد کے لوگوں نے کہا: مولاؑ! ہم اسے دشت نینویٰ کہتے ہیں۔

حسینؑ نے کہا: یہی نام ہے یا کوئی اور نام بھی ہے؟

کسی نے کہا: مولاؑ! ہم اسے غاغریہ کہتے ہیں۔

کہا: کوئی اور نام بھی ہے؟

کسی نے کہا: مولاؑ! ہم اسے شط الفرات کہتے ہیں۔

حسینؑ نے کہا: کیا کوئی اور نام بھی ہے؟

اب سب ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں، مولاؑ! کوئی اور نام تو ہم کو یاد نہیں ہے۔

حسینؑ نے کہا: غور کرو شاید یہاں کا کوئی اور نام بھی ہو۔

ایک دوسرے سے مشورہ کیا، کہا: ہمارے قبیلے کا سب سے بوڑھا آدمی جو چلنے کی طاقت نہیں رکھتا اس لیے ہم اسے اپنے قبیلے میں چھوڑ کر آئے ہیں، اسے بلا کر لاتے ہیں، شاید وہ بتا سکے۔ اس بوڑھے کو اٹھا کر لایا گیا۔

اور ایک بار حسینؑ نے کہا: اس جگہ کا کوئی اور نام بھی ہے؟

کہا: مولاؑ! میں نے اپنے بچپنے میں اپنے بزرگوں سے سنا تھا۔ وہ یہ ہے کہ اسے کرب وبلا بھی کہتے ہیں۔

بس......!

جیسے ہی حسینؑ نے کربلا کا نام سنا، ایک مرتبہ کہا: عباسؑ! سواریاں بٹھا دو، خیمے لگا دو، سیدانیوں کو ان کے خیموں میں پہنچا دو۔

وہی بوڑھا تڑپ کر کہتا ہے: مولاؑ! یہاں نہ رکیے، میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ کوئی نبی زادہ ایسا نہیں ہے جو یہاں آیا ہو، اور اس کے بدن سے خون جاری نہ ہوا ہو۔

حسینؑ نے کہا: تو خالی خون کی بات کر رہا ہے، ہمیں پتہ ہے کہ اس سرزمین پہ کیا ہونے والا ہے۔ ارے! یہ تو وہ زمین ہے جس پہ عباسؑ کے بازو کٹ کے گریں گے، جس پہ قاسمؑ کا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہوگا، جس پہ اکبرؑ کا کلیجہ چھلنی ہوگا۔

ارے......!

جس پہ حسینؑ کے گلے پہ خنجر چلے گا۔

کہا: ہم بھی رکیں گے، سواریاں رک گئیں، اونٹ بٹھا دیے گئے، خیمے لگ گئے، سیدانیاں خیموں میں پہنچائی گئیں، یعنی حسینؑ کربلا آ گئے۔

لیکن نہیں عزادارو......!

کوئی اور بھی کربلا آیا ہے، کیونکہ جیسے ہی خیمے لگے اور زینبؑ خیمے میں گئیں، فضہؓ کو بلا کر کہا: اماں! ذرا جا کر میرے بھائی کو بلا کر تو لانا۔

ابھی حسینؑ کی بات چیت بنی اسد سے نامکمل ہے، مگر جب زینبؑ کا پیغام ملا تو حسینؑ نے سارے کام روک دیے اور زینبؑ کے خیمے میں آئے۔

کہا: زینبؑ! کیا بات ہے؟

کہا: بھیا! یہ کہاں پہ قیام کیا؟ جب سے میں خیمے میں آئی ہوں کسی بی بی کے رونے کی آواز سن رہی ہوں۔

عزادارو......!

آج دو محرم کو خالی حسینؑ کربلا میں نہیں پہنچے ہیں۔

بھیا......! میں کسی بی بی کے رونے کی آواز سن رہی ہوں۔

حسینؑ کہتے ہیں: زینبؑ! شاید تم نے نہیں پہچانا، یہ میری ماں فاطمہ زہراؑ ہے، مدینے سے نکل کے آج کربلا آ گئی، اے میرے لعل! تیری ماں تجھے اکیلا نہ چھوڑے گی۔

بس آخری جملے......!

حسینؑ باہر آ گئے، ایک مرتبہ بنی اسد کے لوگوں سے کہا: اے بنی اسد کے قبیلے والو! یہ زمین ہم خریدنا چاہتے ہیں، ہمارے ہاتھ بیچ دو۔

بنی اسد گھبرا گئے، مولاؑ! ہم عرب والے ہیں، آپؑ ہمارے مہمان ہیں، مہمان بن کے یہاں رہیے۔

حسینؑ نے کہا: میں دو دن، چار دن، چھ دن کے لیے نہیں آیا ہوں، اب تو مجھے قیامت تک کے لیے یہیں رہنا ہے۔ زمین خریدی جائے گی، خریدی تو گئی زمین، مگر دو شرطیں میرے آقا نے لگائیں۔

پہلی شرط:

کہا: بنی اسد کے لوگو! میری پہلی شرط یہ ہے کہ قیامت تک جب میرا کوئی شیعہ اور کوئی زائر میرے روضے کی زیارت کے لیے آئے تو تین دن اسے میرا مہمان بنا کر رکھنا۔

دوسری شرط:

اور دوسری شرط کیا لگائی؟ جب لشکرِ یزید چلا جائے، تو ہمارے لاشوں کو دفن کر دینا۔

بنی اسد کے مردوں نے ہاتھ جوڑ کر وعدہ کیا، مولاؑ ! وعدہ ہے۔

کہا: اب جاؤ اور اپنے قبیلے کی عورتوں کو بھیجو۔ بنی اسد کی ساری عورتیں حجاب پہن کر آ گئیں۔

مولاؑ ! ہمیں کیوں بلایا؟

کہا: جلتی ہوئی ریت پر لاشے پڑے ہوں گے، شاید لشکرِ یزید کے ڈر سے تمہارے مرد گھروں سے باہر نہ نکلیں، وعدہ کرو جب فرات کے کنارے جب پانی بھرنے آؤ گی تو ہمارے لاشوں کو دفن کر کے جاؤ گی۔

ساری عورتیں روتی جا رہی ہیں اور کہتی جاتی ہیں ہماری شہزادی کے بیٹے! ہمارا وعدہ ہے آپؑ کے لاشے جلتی ریت پہ نہیں رہیں گے۔

کہا: اب جاؤ اور اپنے بچوں کو بھیجو۔ بچے آئے۔

کہا: دیکھو بچو! اگر تمہارے ماں باپ یزید کے ڈر سے گھر سے باہر نہ نکلیں تو وعدہ کرو، کھیلتے کھیلتے فرات کے کنارے آؤ گے، ارے! ننھی ننھی مٹھیوں میں خاک لے کر ہمارے لاشوں پہ ڈال دینا۔

آیئے......!

میں اپنے چوتھے امامؑ سے ایک سوال کرتا ہوں:

مولاؑ! جب گیارہ محرم کو قافلہ چلا گیا تھا، تو لاشے دفن نہیں ہوئے تھے۔

ارے......!

لاشے کے قریب سے گزرتے ہوئے ایک مٹھی مٹی ڈال دیتے۔

پتہ ہے امام کیا کہیں گے؟

ہائے......! آپ کا بیمار امامؑ اپنے دونوں ہاتھ دکھائے گا اور کہے گا، ارے! وہ وارث بیٹا کیا کرے جس کے گلے میں طوق ہے، ہاتھوں میں ہتھکڑی ہے، پاؤں میں بیڑی ہے، ایک بھی مٹھی خاک بابا کے لاشے پہ نہیں ڈال سکا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلسِ سوم

- رسولؐ کی شریعت ایک تمام معصومینؑ کا فرمان ایک تو فتوے دو کیوں؟
- امامؑ نے کہا: تم دنیا کو دھوکا دے سکتے ہو مگر اللہ کو اور ہمیں نہیں۔
- جبرائیلؑ کا جملہ یہ تھا کہ میں مومنوں سے ان کا ایمان لے جاؤں گا۔
- آخری زمانے میں گانا بہت ہوگا۔
- آخری زمانے میں رشوت کو حلال بنائیں گے۔
- اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ خالص مومن پریشان ہوں گے۔
- آخری زمانے میں اسلام باقی نہیں رہے گا صرف نام ہوگا۔
- کونین کی عظیم فضیلت اس حدیث کساء میں آئی۔
- جو جہاد کرنے جا رہا ہو جب تک میرا ساتھ نہیں دے گا یہ جہاد کامیاب نہیں ہوسکتا۔
- کہا: اماں میرے چھوٹے بھائی اصغرؑ کو میری گود میں دیجیے۔
- یہ کہہ دیا بھائی اصغرؑ! اب مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں کیا تم بھی اپنی بہن کو چھوڑ کر جا رہے ہو۔
- اصغرؑ تڑپ کر بہن کی گود سے باباؑ کی گود میں آ گیا۔

مجلسِ سوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ (سورۂ عنکبوت، آیہ ۱-۲)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (سورۂ آل عمران آیہ ۸)

اس سے پہلے کہ میں آج کے Topic پہ بات شروع کروں ایک چیز کو واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس وقت ایک مسئلے کی وجہ سے اب ہماری اکثریت اور ہمارے مومنین، ان کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ واجبات میں مختلف مراجع کے فتوے الگ ہونے کی وجہ سے ہر مومن کی ڈیوٹی دوسرے سے الگ ہو سکتی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی پر کسی دن واجب ہے کہ روزہ رکھے اور دوسرے آدمی کے لیے حرام ہے کہ وہ روزہ رکھے، اس کی وجہ کیا ہے؟ اسلام ایک، اللہ ایک، قرآن ایک، رسولؐ کی شریعت ایک، تمام معصومینؑ کا فرمان ایک، تو فتوے دو کیوں؟

یہ ایک ایسا Topic ہے، جسے اس لیے مجھے اس عشرے میں نہیں بتانا کیونکہ دو سال سے اس پہ بات ہو رہی ہے، تو اس لیے میں اس Topic کی جانب نہیں جا رہا ہوں، میں تو صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ والا اصول جو آپ کو معلوم ہے۔

اچھا......!

اب اس کے اندر ایک جملہ میں ذرا سا اس بات کو واضح کرنے کے لیے بتادوں۔ یہ جو ہمارے اور آپ کے پاس ایک نظریہ ہے کہ ایک مرجع کا فتویٰ دوسرے مرجع سے الگ ہوتا ہے۔ اس لیے یہ ممکن ہے کہ ہماری قوم میں، ایک ہی علاقے میں رہنے والے ان کے واجبات کی ذمہ داری الگ ہے، مگر یہ بھی نامکمل ہے۔

یہ ممکن ہے کہ ایک ہی مرجع اور اس کا ایک ہی فتویٰ ہو اور پھر بھی اس پر عمل کرنے والوں میں سے کچھ کے لیے واجب ہو جیسے آج روزہ رکھنا اور اسی کے مقلد کے لیے آج روزہ رکھنا حرام ہو۔

یہ بات، رمضان کے روزے اور چاند کے علاوہ حج میں بھی لوگوں کی سمجھ میں آتی ہے۔ یہی انداز حج میں بھی ہے، مگر یہی بات نماز کے لیے بھی، یاد رکھیے نماز کے اندر بھی کہیں کہیں یہ بات ہے جس کی وجہ سے کہ دو آدمی نماز پڑھ رہے ہیں اور ایک کی نماز دوسرے کی نماز سے مختلف ہو۔

اچھا......!

کبھی تو اس کی وجہ کوئی اور چیز بھی ہوتی ہے، جیسے کتاب وافی کی یہ حدیث ہے اور حدیث یہ ہے کہ ایک بڑی تعداد میں آج کل مومنین کربلا کی جانب جا رہے ہیں، بلکہ زائرین کی اکثریت جا چکی ہے۔ اور کربلا کی زیارت کی جو اہمیت ہے کہ واجب حج کر لینے کے بعد حج سے زیادہ کربلا کی زیارت کی بتائی گئی ہے۔ لیکن کربلا کی زیارت کے ساتھ ساتھ ہمارے آٹھویں امام حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت، اس کی بھی اتنی اہمیت ہے۔

روایات پڑھیے اور مراجع کے فتویٰ دیکھیے......!

اب روایت جو میں پڑھنے جارہا ہوں کتاب وافی کی ہے۔ روایت یہ ہے کہ جب ہم آج کربلا یا مشہد جاتے ہیں، تو امامؑ کے روضے کی زیارت کرتے ہیں۔ چودہ سو سال پہلے، تیرہ سو سال پہلے، بارہ سو سال پہلے، خود امام معصومؑ تھے، لوگ ان کی زیارت کے لیے آیا کرتے تھے۔ مگر ان میں آٹھویں امامؑ کے حالات ایسے ہیں کہ دو سال کے لیے امامؑ کو مدینہ چھوڑ کر طوس نیشاپور، مشہد، وہاں جانا پڑا۔ جس کی تفصیل بتانے کی آج ضرورت نہیں ہے۔

تو ہوا یہ کہ مدینے والے جو پہلے تو چوبیس گھنٹے امامؑ کی زیارت کیا کرتے تھے اور ایک دم سے پتہ چلا کہ زیارت کا یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔

پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ دنیا بھر کے لوگ مدینے آتے تھے۔ امامؑ کی زیارت کرنے کے لیے اور مدینے والے ہر وقت امامؑ کی زیارت کا شرف حاصل کرتے تھے۔ اور اب پتہ چلا کہ مدینے والوں کو بھی امامؑ کی زیارت نہیں مل رہی، چنانچہ مدینے سے زائرین کے اکثر قافلے مشہد جایا کرتے تھے۔ اور وہ بہت تفصیلی اور بہت اہم روایات ہیں، اس میں امامؑ نے یہ بتایا کہ ہمارے پاس آنے والے زائر کی کوالٹی کیا ہونی چاہیے۔

یہ جملہ یاد رکھیے......!

جب واپس جاؤ، تو اس وقت تمہیں تبدیل ہو جانا چاہیے، ویسا نہیں ہو جانا چاہیے جیسا آتے وقت تھے۔

یہ ابھی ابھی میری مجلس کا پہلا جملہ بنے گا۔

اب روایت یہ ہے کہ اسی طرح سے دو آدمی مدینے کے رہنے والے مومن، شیعہ، امام کا کلمہ پڑھنے والے، پہلے ہر وقت امامؑ کی زیارت کرتے تھے۔ اب زیارت نہیں ہو رہی، دونوں نے منصوبہ بنایا کہ ہم امامؑ کے شہر میں جا کر جہاں آج

کل امامؑ موجود ہیں، وہاں جا کر امامؑ کی زیارت کریں گے اور واپس آ جائیں گے۔
خیر......!

یہ چلے، امامؑ کی خدمت میں پہنچے۔ ظہر کی نماز کا Time آ گیا، نماز شروع ہونے لگی۔ امامؑ نے ان دونوں آدمیوں سے جو نماز باجماعت ادا کرنا چاہتے تھے امامؑ کے پیچھے، امامؑ نے انھیں دیکھ لیا اور پہلے آدمی سے کہا: تم ویسی نماز پڑھو جیسی نماز میں پڑھ رہا ہوں اور دوسرے سے کہا: نہیں، وہ نماز نہ پڑھنا جو میں پڑھ رہا ہوں، تمہیں اپنی نماز قصر کر کے آدمی کر دیتا ہے۔
اچھا......!

اب شروع کا جملہ، پہلا آدمی بڑا خوش کہ امامؑ نے مجھے ایک مقام دے دیا اور یہ کہا ہے کہ جیسی میری نماز ویسی تمہاری نماز، مگر پھر امامؑ نے فرمایا کہ یہ دوسرا آدمی جو ہے، چونکہ اس کا زیارت کا سفر اللہ کے ہاں جائز ہے اور قبول ہے، اس لیے اس کو نماز قصر پڑھنا ہے۔ اور تمہارا جو زیارت کا سفر ہے یہ حرام سفر ہے اور حرام سفر کے اندر نماز پوری ہوتی ہے قصر نہیں ہوتی۔

گھبرا کے اس نے کہا: مولاؑ! میں بھی آپ کی زیارت کے لیے آیا۔

امامؑ نے کہا: دیکھو! دنیا والو کو تم دھوکہ دے سکتے ہو مگر اللہ کو اور ہمیں نہیں، تم اصل میں آئے تھے مامون رشید سے ملنے کے لیے۔ ایک ظالم بادشاہ سے، ظالم بادشاہ سے تعلق قائم کرنا اسلام میں حرام ہے۔ جب تک کہ اس میں کوئی شرعی مسئلہ نہ ہو جیسے علی ابن یقطین کا واقعہ۔

امامؑ نے کہا: اصل میں تم اس سے ملنے آئے تھے اور تم نے یہ سوچا کہ اسی شہر میں میں بھی ہوں، تو اصل میں تم نے اس ظالم سے ملنا تھا، ساتھ ساتھ تم نے کہا کہ امامؑ کی بھی زیارت کر لیں۔ ظالم سے ملنے والا سفر حرام ہے، گناہ ہے، اس کی سزا

الگ ہے، لیکن اس کے اندر نماز قصر نہیں ہوتی ہے، روزہ قصر نہیں ہوتا۔ یہ بہت ہی مشہور مسئلہ ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ آپ سفر کریں گے تو نماز، روزہ قصر ہے، پہلی بات یہ ہے کہ آپ کا سفر جائز ہو، حرام کے سفر میں نماز اور روزہ قصر نہیں ہے۔

تو اب امامؑ نے یہ واضح کیا کہ دو آدمی ایک ساتھ مدینے سے چلے اور دونوں میرے گھر میں آئے اور دونوں نماز پڑھ رہے ہیں، اس کی نماز اس سے الگ ہوگی۔

اسی طرح سے مراجع کے فتوے میں روزے میں بھی، حج میں بھی، خمس میں بھی اور نماز میں بھی، کہیں کہیں ایسے اختلاف ہیں کہ دو نماز پڑھنے والے ایک کا طریقہ الگ ہو سکتا ہے دوسرے سے۔

اور آگے بڑھئے......!

جو جملہ اصل میں مجھے آج کہنا تھا، نماز پڑھانے والے کی نماز ہو سکتا ہے، الگ ہو اور جو پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں ان کی نماز الگ ہو، تو کبھی ایسا طریقہ نماز کے اندر آپ کو نظر آئے کہ آپ ہیں حضرت آیت اللہ العظمیٰ علی سیستانی کی تقلید میں۔ مثلاً آغا سیستانی کی تقلید میں تو ہوں لیکن واجب ہے میرے اوپر کہ میں آیت اللہ خوئی یا آیت اللہ محسن الحکیم کے فتوے پر عمل کروں، میں اس جملے کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا جن کو مسئلہ معلوم ہے وہ سمجھ گئے۔

بس......!

اسی بات کا خیال کیجئے گا اور یہی سے مجھے بات کو آگے بڑھانا ہے اور وہ ہے کہ جبرائیلؑ دسویں اور آخری دفعہ جب آیا ہوگا، وہ اس لیے تو آیا ہوگا کہ دنیا سے ایمان کو لے جانا، بلکہ جبرائیلؑ کا جملہ یہ نہیں تھا کہ میں دنیا سے ایمان کو لے جاؤں گا، جبرائیلؑ کا جملہ یہ تھا کہ میں مومنوں سے ان کا ایمان لے جاؤں گا کیونکہ مومن کے پاس سب سے بیکار چیز آخری زمانے میں ایمان ہوگا اور وہ بھی چونکہ وہ مومن

گھر میں پیدا ہوا اس کے والدین مومن تھے، گھر بیٹھے اس کو ایمان مل گیا، ورنہ شاید اس کو اس ایمان کی ضرورت بھی نہیں تھی۔

کیا کرے، باپ کافر نہیں بنا تھا، تو باپ کی وجہ سے ہمیں بھی مجبوراً کلمہ پڑھنا پڑا۔ ہم نے کونے میں اٹھا کر اس باپ کو بھی ڈال دیا اور اس ایمان کو بھی ڈال دیا جو ہم نے اپنی محنت سے، اپنی Research سے، اپنی کوشش سے، اپنے دل کی گہرائی سے قبول نہیں کیا ہے۔ ہماری نگاہ میں اس کی زیادہ اہمیت نہیں ہے۔ اب جبرائیلؑ دیکھ رہے ہیں کہ سب سے قیمتی چیز ایمان ہے، ایمان اتنا قیمتی ہے۔

کل میری مجلس کے آخری جملے، کہ ایمان اتنا قیمتی ہے، اس کی اہمیت پہچانئے، جبرائیلؑ کو پتہ ہے کہ یہ ایمان کتنی اہمیت رکھتا ہے، وہ لے کر جا رہے ہیں، لیکن یہ والا Message کہ آخری زمانے میں لوگ اپنا ایمان کھوئیں گے۔ یہ دس مرتبہ جبرائیلؑ آئیں گے اور آخر میں ایمان لے جائیں گے، البتہ اس کے بعد جبرائیلؑ کا ایک گیارھواں چکر بھی لگے گا اور وہ کب ہوگا؟ دسویں چکر میں کیا تھا؟ ایمان لے گئے، گیارھویں چکر کیا ہے؟ کل ایمانؑ کا وارث بیٹا جب مکے میں ظاہر ہوگا، تا کہ ساری دنیا کو مومن بنائے، تو آواز بھی جبرائیلؑ دیں گے اور سب سے پہلے بیعت بھی جبرائیلؑ کریں گے۔ (صلواۃ)

گیارھواں چکر جو جبرائیلؑ کا ہے وہ امام زمانہؑ کے ساتھ ہے۔ امامؑ اس دنیا میں جہاں ہیں وہاں سے مکہ آئیں گے، جبرائیلؑ آسمان سے اتر کر مکے میں آئیں گے۔ جبرائیلؑ کو پتہ ہے کہ اب وہ آ گیا ہے جو یہ بتانے والا ہے کہ ایمان کہتے کسے ہیں اور کل ایمانؑ کے بیٹے سے بہتر ایمان کی اہمیت کوئی نہیں بتا سکتا۔

ابھی بات جو ہے وہ یہ ہے کہ ایمان جو جبرائیلؑ لے جائیں گے، تو مولاؑ نے بہت پہلے فرما دیا تھا کہ جب ایمان جائے گا تو کس طرح سے جائے گا، طریقہ

امامؑ نے بتایا۔

مولاؑ کی حدیث ہے، "آخری زمانے کی نشانیاں"۔ امامؑ نے فرمایا: آخری زمانے میں شراب خوری بہت کی جائے گی۔ وہ تو ہر دور میں پی گئی، یزید کوئی چھوٹا موٹا شرابی تھا اور یزید تو اپنی جگہ ہے، یزید سے پہلے اور یزید کے بعد بھی بہت شراب پی گئی۔ تو خلاصہ یہ ہے کہ شراب تو پہلے بھی پی گئی۔

مولاؑ نہج البلاغہ میں فرما رہے ہیں: پہلے زمانے کی شراب اور آخری زمانے کی شراب میں ایک فرق ہوگا، پہلے زمانے میں شراب پی جاتی ہے شراب سمجھ کے، آخری زمانے میں پہلے شراب کو حلال کیا جائے گا اور اس کے بعد یہ شراب پی جائے گی۔

تو خیر......!

تین چیزیں نہج البلاغہ میں مولاؑ نے بتائیں اور چار چیزیں پیغمبرؐ نے بتائیں۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ مولاؑ کی چار چیزوں میں تیسری کیا تھی، جبکہ پیغمبرؐ کی چار چیزوں میں تیسری چیز تھی رشوت۔ پہلے زمانے میں بھی رشوت لی گئی اور آخری زمانے میں بھی رشوت لی جائے گی، پہلے زمانے میں رشوت کو رشوت سمجھ کر لے لیتے تھے، آخری زمانے میں رشوت کو حلال بنائیں گے۔ اور اس کے بعد لیں گے اور چوتھی چیز، گانا Music Songs تو ہم نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ پچاس فیصد Music حلال ہے اور پچاس فیصد Music حرام ہے، لیکن گانا تو اسلام میں مکمل طور پر حرام ہے۔ کہا کہ آخری زمانے میں گانا بہت ہوگا مگر وہ تو یزید بھی اپنے دربار میں گانا گانے والوں کو بٹھا کر کہتا ہے کہ بار بار گانا گاؤ، اس لیے کہ میرے کان نجس ہو گئے ہیں اور کس چیز سے نجس ہو گئے ہیں؟ (معاذ اللہ) اذان کی آواز اور قرآن کی تلاوت سے، تمہارے گانے ہیں جو میرے کان کو پاک کریں گے۔ مگر پہلے اور آخری زمانے

میں فرق یہ ہے کہ آخری زمانے میں پہلے اس گناہ کبیرہ کو حلال کیا جائے گا اور پھر کیا جائے گا۔

اب مولاؑ نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب یہ ماحول بنے، اس کا نتیجہ کیا نکلے گا، پہلے اس کا نتیجہ دیکھ لیجیے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ خالص مومن پریشان ہوں گے، پریشانی کو دور کرنا یہ آخری زمانے کی سب سے بڑی نشانی ہے۔

میں پہلے دن سے کہہ رہا ہوں کہ باطل، جھوٹ، کھوٹ یہ بڑے عجیب و غریب دلائل لے کر آتے ہیں، باتیں آپ کو بڑی اچھی لگیں گی۔

ان سب کے بعد امامؑ ایک جملہ فرماتے ہیں، جبرائیلؑ کا جملہ امامؑ کے جملے کے ساتھ مل کر Message مکمل ہوگا۔ جبرائیلؑ نے کہا: میں مومنوں کا ایمان لے جاؤں گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سارے مومن اپنے آپ کو کافر ظاہر کرنے لگیں گے۔ نہیں، بلکہ مولاؑ نے فرمایا:

"آخری زمانے میں اسلام باقی نہیں رہے گا صرف نام ہوگا اسلام کا۔"

تو جبرائیلؑ جب ایمان لے کر جائے گا تو ایسے نہیں ہے کہ ہم اپنا نام تبدیل کر کے کافروں جیسا رکھ لیں، ایمان جائے گا، اسلام جائے گا، لیکن نام ضرور رہے گا، نام ہمارا مسلمانوں جیسا ہوگا، لیکن خالی نام ہوگا، باقی نہ اسلام ہمارے گھر میں ہوگا نہ ایمان ہمارے گھر میں۔

یہ جبرائیلؑ کا دسواں چکر ہوگا اور اسی کے اندر ایک بات میں اور عرض کر دوں کہ یہ اس وقت ہوگا جب ہمارے جوانوں کو قابو میں لایا جائے گا۔ ہر آدمی پریشان ہوگا، بلکہ جیسے بزرگ ہیں وہ سوچیں گے کہ کیا وہ بات صحیح تھی جو ہم آج سے پچیس سال پہلے سنتے تھے، یا یہ بات صحیح ہے جو آج ہم کو بتائی جا رہی ہے۔ اتنا وہ پریشان

ہوں گے، اس کی سمجھ میں نہیں آئے گا کہ آج تک تو میں کچھ اور سنتا چلا آ رہا ہوں، مثلاً عزاداری کے خلاف پراپیگنڈہ کتنا شروع ہو گیا تھا، پچھلے بیس سال سے اور اس کے اندر یہ چیزیں آ گئی تھیں کیا علم، یہ کیا تابوت، یہ کیا مہندی، یہ کیا ذوالجناح ان چیزوں کی کیا ضرورت ہے۔ اور پھر اگلا پروگرام تھا کہ ماتم کی کیا ضرورت اور واقعاً اس قسم کا زہر ہماری قوم میں پہنچانے والے ایسی دلیلیں لے کر آتے تھے کہ بہت سے لوگ پریشان ہو گئے تھے۔

تو یہ آخری زمانے کی سب سے اہم نشانی ہے اور جہاں پریشانی آتی ہے تو اس کے لیے ایک دجال ہونا ضروری ہے۔

بہر حال......!

یہ ساری چیزیں ہمارے Topic کے اندر ہیں۔ اب مولاؑ نے کہا: اسلام کا نام ہوگا، لیکن صرف نام ہی ہوگا، اسلام نہیں ہوگا، ایمان نہیں ہوگا کیونکہ وہ جبرائیلؑ لے کر چلا گیا۔ تو جب ایمان ہر وقت خطرے میں ہے تو پھر اس کے لیے اللہ اور رسولؐ کی جانب سے ہمارے لئے کوئی رحمت بھی ہے یا نہیں ہے؟

جی ہاں......!

بہت اہم ایک روایت ہے اور اس روایت میں پچیس چیزیں بیان کی گئی ہیں جو اللہ کا ایک Gift ہے مسلمانوں کے لیے تاکہ آخری زمانے میں وہ اپنے ایمان کو بچالیں۔

کل حدیث میں دس باتیں بتاتے ہوئے میں اتنا زیادہ خود بھول گیا تھا گھڑی کو دیکھنا کہ ذرا سی مجلس لمبی ہو گئی تھی۔ آج پچیس باتیں ہیں اور آج مکمل نہیں ہوں گی، اس لیے تھوڑا تھوڑا کر کے میں بتاؤں گا۔ جب جبرائیلؑ ایمان لے جائے گا اور مولاؑ نے کہا کہ جب آخری زمانے میں دعائے عدیلہ پڑھا کرو یہ تمہارے ایمان کو

بچائے گی۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ آخری زمانے کا ایمان کس طرح سے جائے گا کہ نام رہے گا۔

بس......!

خالی نام ہوگا، باقی اور کچھ نہیں ہوگا، تو اب آخر کس طرح سے اس ایمان کو بچایا جائے۔ اللہ اور رسولؐ جب اس پریشانی کو جانتے ہیں تو اس کا حل بھی بتا دیا۔ یہ بتانے سے پہلے میں یہ بھی بتا دوں کہ آخری زمانے میں ہر مومن یہ سمجھے گا کہ میرا زمانہ جو ہے وہ رسول اللہؐ اور امامؑ کے زمانے سے مختلف ہے۔ مگر اس اختلاف کا نتیجہ کیا نکالے گا؟ وہ نتیجہ یہ نکالے گا کہ بس! وہ اسلام جو رسولؐ اور امامؑ کے دور میں تھا وہ آج نہیں چل سکتا۔

بھئی......!

جب یہاں تک کہا جا رہا ہے تو باقی کیا رہ گیا؟ جب یہ خیال دل میں آ جائے اور یہ خیال دل میں کس طرح آتا ہے؟ دو طرح سے آتا ہے، ایک ڈائریکٹ شیطان حملہ کرتا ہے اور آج لوگ کہتے بھی ہیں کہ مولانا! یہ شریعت بہت پرانی ہے اور کبھی دوسرے انداز سے یہ بات کہی جاتی ہے اور یہ کہ مولانا! یہ ٹھیک ہے۔ لیکن انڈیا ہے، پاکستان ہے، ایران ہے، عراق ہے، سعودی عرب ہے یہ جو غریب قسم کے ممالک ہیں، کیا یہاں بھی شریعت استعمال ہوگی۔

تو بہر حال......!

ایک بات مولاؑ نے جناب جابرؓ سے کہی تھی۔ جابرؓ آج کل ہم کو بہت یاد آتے ہیں کہ فضائل اہل بیتؑ کی اہم ترین روایت جناب جابرؓ کی زبانی آئی، حدیث کساء۔ یہ حدیث کساء وہ ہے جس کو آج کل ایک مرتبہ پھر اختلاف کا شکار بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے، آج کل حدیث کساء کے خلاف ایک سازش ہو رہی

ہے، چنانچہ وہ لوگ بھی جن کے گھر میں کوئی پروگرام بھی حدیث کساء کے بغیر شروع نہیں ہوتا ہے، اب نہیں ملے گی حدیث کساء ان کے گھر۔

جن کے یہاں ہر شب جمعہ حدیث کساء پڑھی جاتی تھی اب حدیث کساء نظر نہیں آئے گی، جو فضائل اہل بیتؑ کی کتنی عظیم حدیث ہے۔ یہ ایک مرجع کا کام ہے وہ بتائے کہ کون سی حدیث مستند ہے اور کون سی غیر مستند۔

جائیے......!

مراجع کے گھروں میں آج روزانہ حدیث کساء پڑھی جا رہی ہے، شہزادی کونینؑ کی عظیم فضیلت اس حدیث کساء میں آئی۔ جابر ابن عبداللہ انصاریؓ اس حدیث کساء کے راوی ہیں۔ اور جابرؓ اس لیے آج بہت یاد آ رہے ہیں، جب زائرین کربلا جاتے ہیں۔ اور ان کو جاتا دیکھ کر ہمارا بھی دل چاہتا ہے کہ کاش ان کے ساتھ ہم بھی کربلا جائیں۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا زائر کون ہے؟ اور وہ ہے جناب جابرؓ جنہوں نے سب سے پہلے کربلا کی زیارت کی، مگر واقعہ یہ ہے کہ جابرؓ صبح کو مولاؑ کے پاس آئے۔

کہا: مولاؑ کل رات کو میں نے ایک خواب دیکھا۔

مولاؑ نے کہا: جابر! کل رات تو نے خواب نہیں دیکھا بلکہ آخری زمانے کے حالات دیکھے۔ جابر کے خواب میں سات چیزیں تھیں۔ آخری چیز یہ تھی کہ آخری زمانے میں موت بہت ہوگی۔ (صلواۃ)

تو آج یہاں پر میں اپنی تقریر روکتا ہوں باقی باتیں کل ہوں گی۔

ذکر مصائب: صغریٰؑ سے اصغرؑ کا جدا ہونا

بس عزادارو......!

امام حسینؑ کا Message یہی تھا کہ ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ اللہ اور رسول کس بات پر خوش ہیں۔ یہ نہیں دیکھنا ہے کہ ساری سوسائٹی کیا کر رہی ہے۔ دین خدا اور کربلا صرف اس چیز کا نام ہے جو صحیح ہے، چاہے تم اکیلے رہ جاؤ اپنی سوسائٹی میں تمہیں اسی پر عمل کرنا ہے۔ کربلا میں آقا حسینؑ کی کیا حالت تھی؟ میرے آقا حسینؑ کی کیا حالت تھی؟ میر انیس کے مرثیے کا پہلا مصرعہ، اور کہا جاتا ہے کہ مصائب کی ساری کتابوں سے زیادہ یہ ایک شاعری کا پہلا مصرعہ کافی ہے حسینؑ کے مصائب کو بتانے کیلئے۔

"آج شبیرؑ پر کیا عالم تنہائی ہے"

اکیلے رہ گئے شبیرؑ کوئی حسینؑ کا ساتھ دینے والا نہیں ہے، مگر کسی منزل پر وہ پالیسی حسینؑ نے دی ہی نہیں۔ کون سی پالیسی؟ کہ جو سب لوگ کر رہے ہیں وہ تم بھی کرو یا خاموش ہو جاؤ۔ نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو قربان کرنا بلکہ اپنی ساری اولاد کو قربان کرنا۔

کل سے مصائب Date کے اعتبار سے آئیں گے۔ امام حسینؑ نہ صرف خود جا رہے ہیں بلکہ اس طرح سے پورے گھر کو لے کر جا رہے ہیں۔ جب عبداللہ ابن عباس آ کر کہتے ہیں حسینؑ! تم کربلا جا تو رہے ہو، مجھے معلوم ہے کہ وہ عراق کا علاقہ کتنا بے وفا علاقہ ہے، تو جاؤ، امام وقت ہو، میں نہیں روک سکتا، لیکن عورتوں کو لے کر تو نہ جاؤ۔

امامؑ نے فرمایا: اے ابن عباسؓ! جو جہاد میں کرنے جا رہا ہوں، میں کامیاب ہو ہی نہیں سکتا جب تک میری زینبؑ میرے ساتھ نہ ہو۔

ایک روایت مرحوم غلام عسکری صاحب اکثر پڑھا کرتے تھے: ۲۸ رجب کا جب قافلہ چل رہا تھا اور فاطمہ صغریٰ کو یہ یقین ہو گیا کہ اب میں نہیں جا سکتی تو اب

صغریٰؑ کی آخری خواہش یہ تھی اور وہ کیا تھی کہ ربابؑ کے پاس آئیں۔ کہا: اماں! ذرا میرے چھوٹے بھائی اصغرؑ کو میری گود میں دے دیجئے۔

دیکھئے......!

علی اصغرؑ کی ولادت کو ابھی دو ہفتے بھی نہیں ہوئے اور یہ دو ہفتے ایسے ہیں جن میں صغریٰؑ بیمار تھیں، تو صغریٰؑ ابھی تک اصغرؑ کے قریب نہیں آئی تھیں، لیکن جب صغریٰؑ نے دیکھا کہ آج جدائی ہو رہی ہے۔ قریب آ کر کہا: اماں! اصغرؑ کو ابھی تک میں نے جی بھر کے دیکھا بھی نہیں ہے اور گود میں بھی نہیں لیا اصغرؑ کو، میری گود میں دے دیجئے۔ ربابؑ نے اصغرؑ کو صغریٰؑ کی گود میں دے دیا اور صغریٰؑ نے اصغرؑ کے کان پہ منہ رکھ کے...... بس! یہ کہہ دیا: بھائی اصغرؑ! سب مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو کیا تم بھی اپنی بہن کو چھوڑ کر جا رہے ہو؟

بس......!

یہ سننا ہے، ایک بار صغریٰؑ کے سینے کے ساتھ اس طرح چمٹ گیا کہ اب ربابؑ نے بلایا: اصغرؑ! ہم لوگ جا رہے ہیں، تاخیر ہو رہی ہے، اصغرؑ نے صغریٰؑ کی گود نہیں چھوڑی۔ زینبؑ قریب آئی، اصغرؑ نے صغریٰؑ کی گود نہیں چھوڑی۔ حسینؑ نے پیغام بھجوایا، زینبؑ! تاخیر ہو رہی ہے۔

زینبؑ! نے کہا: بھیا! کیا کریں اصغرؑ نہیں مان رہا۔ حسینؑ کمرے میں آئے، اصغرؑ کو دیکھ کر صرف ایک جملہ کہا اور وہ جملہ سننا تھا کہ اصغرؑ تڑپ کر بہن کی گود سے بابا کی گود میں آ گیا اور وہ جملہ یہ تھا کہ امام حسینؑ کہتے ہیں: اصغرؑ بیٹا! میں تجھے تیری بہن سے الگ نہ کرتا لیکن جو جہاد میں کرنے جا رہا ہوں جب تک تو میرا ساتھ نہیں دے گا یہ جہاد کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اصغرؑ! مجھے کربلا میں تیری ضرورت ہے۔

بس......!

یہ سنتا ہے کہ اصغرؑ بہن کی گود سے بابا کی گود میں آ گیا۔ بار بار پیغام دے رہے ہیں، جہاد خالی حسینؑ کو نہیں کرنا ہے، خاندان کی عورتوں کو بھی اس جہاد میں حصّہ لینا ہے، خاندان کے بچوں کو بھی اس جہاد میں حصّہ لینا ہے۔

بس عزادارو......!

قافلہ چلا گیا، اب یہ قافلہ دو محرم کو کربلا پہنچ گیا، کربلا میں مصیبتوں پر مصیبتیں آ رہی ہیں، پانی بھی بند ہوا، خیمے بھی ہٹائے گئے، چاروں طرف سے حسینؑ گھیرے میں بھی آ گئے۔ مگر ایک دوسرے کو تسلی دینے والے کربلا کے سپاہی ہیں، وہاں کوئی اکیلا نہیں ہے، اکیلی تو حسینؑ کی صغریٰؑ رہ گئی، جس کا بابا چلا گیا اور اسے کچھ پتہ نہیں میرے بابا پہ کیا گزر رہی ہے۔

ہاں......!

سات محرم سے صغریٰؑ پانی پیتی ہے تو پانی گلے میں اٹکتا ہے، کھانا کھاتی ہے تو نوالہ حلق سے نیچے اترتا نہیں ہے، صغریٰؑ خود پریشان ہے۔

ارے......!

میں تو بیمار نہیں ہوں آخر یہ کیا حالت ہے یہاں تک کہ عاشور کا دن آیا، سہ پہر کا وقت آیا۔ صغریٰؑ اپنے کمرے میں سو رہی ہے۔ برابر میں جناب اُم سلمہؓ سو رہی ہیں۔ ایک بار اُم سلمہؓ نے خواب میں عجیب منظر دیکھا۔ عاشور کا دن ہے، سہ پہر کا وقت ہے۔ اُم سلمہؓ نے دیکھا کہ پچاس سال رسولؐ خدا میرے خواب میں آئے، مگر اب عجیب حالت میں آئے، سر پہ عمامہ نہیں ہے، ننگے سر ہیں، بال کھلے ہوئے ہیں، گریبان چاک ہے، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور بالوں میں مٹی پڑی ہے۔ گھبرا کر کہا: یہ آپؐ کی کیا حالت ہے، آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟

رسولؐ نے کہا: اُم سلمہؓ! میں کربلا کے میدان سے آ رہا ہوں اور جب میں

وہاں سے چلا تھا میرے حسینؑ کا کٹا سر نوک نیزہ پہ بلند کیا جا رہا تھا۔ گھبرا کر اُم سلمہؓ کی آنکھ کھلی اور تیزی سے اس الماری کی جانب گئیں، جس میں رسول اللہؐ کی دی ہوئی کربلا کی مٹی پڑی تھی۔ الماری کھول کر مٹی نکالی، اب مٹی نظر نہیں آ رہی ہے، تازہ خون جوش مار رہا ہے۔

اب اُم سلمہؓ رونا چاہتی ہیں، برابر سے صغریٰؑ کی آواز آئی: نانی! اتنا بتا دے میرا بابا کس حالت میں ہے؟ اور صغریٰؑ کمرے میں آئیں، نانی! ابھی میں سو رہی تھی خواب میں، میں نے عجیب منظر دیکھا، میں نے دیکھا میرا بابا ہے، بابا کے ہاتھ پہ میرا ننھا علی اصغرؑ ہے، علی اصغرؑ کے گلے میں تیر لگا ہے، اصغرؑ کا خون بابا کے چہرے پر ہے۔ نانی! اتنا بتا دیں میرا بابا کس حالت میں ہے؟

اُم سلمہؓ نے جلدی سے کربلا کی مٹی کو چھپانا چاہا مگر صغریٰؑ کی نگاہ پڑ گئی، بے اختیار کہا: نانی! اب کچھ نہ بتایئے گا۔

ارے......!

مجھے پتہ چل گیا، میرا بابا مارا گیا، میرا اصغرؑ بھیا مارا گیا، ارے! میں یتیم ہو گئی۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

مجلسِ چہارم

- سب سے بڑا گناہ مومن کے دل کو تکلیف پہنچانا یا مومن کو دکھ دینا۔
- یارسولؐ اللہ! ہم برداشت نہیں کر پائیں گے۔
- مومن کی عزت اللہ کی نگاہ میں کعبہ سے بھی زیادہ ہے۔
- حسینؑ شہید ہو جائے، میرا اسلام بچ جائے یہ اسلام کتنا اہم ہے۔
- رسولؐ اللہ کے دل کو تکلیف پہنچے گی جب کوئی عورت کہے گی: حجاب کا یہ نظام آج نہیں چل سکتا۔
- ہمارے یہاں ۲۷ رجب کو معراج کی رات سمجھ کر منایا جاتا ہے۔
- اے دنیا! میں نے تجھے تین طلاقیں دیں۔
- دوسرے نبیؑ کی اُمت پر عذاب آیا تمہاری اُمت کو میں نے عذاب سے بچالیا۔
- حسینؑ نے سر جھکایا، کہا: تو نے اماں فاطمہؑ کا زمانہ دیکھا ہے؟
- اے دشمنانِ خدا! تمہاری نماز قبول ہے اور رسولؐ کے بیٹے کی نماز قبول نہیں؟
- بڑا عظیم جہاد کیا، حبیبؓ شہید ہو کر گرے اور حبیبؓ کا سر بھی کاٹا گیا۔

مجلسِ چہارم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○ (سورۂ عنکبوت، آیہ ۱-۲)

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ (سورۂ انفال، آیہ ۳۳)

اگرچہ حجت امام بارگاہ میں کل رات کو بھی مجلس ہوئی اور حجۃ الاسلام مولانا شہنواز مہدوی صاحب نے خطاب کیا لیکن چونکہ میرے بیان میں ایک دن کا وقفہ آ گیا ہے، تو شاید آج کی مجلس میں تھوڑا سا پچھلی مجلس سے کنکشن ملانا آپ کے لیے مشکل ہو رہا ہوگا، مومنین کرام کی Memory بھی بڑی عجیب ہوتی ہے کبھی تو چوبیس گھنٹے پہلے کی بات بھول جاتے ہیں اور یاد ہی نہیں آتا کہ مولانا نے کیا پڑھا ہے اور کبھی پچاس سال پہلے کی بات کہتے ہیں۔ مولانا! آپ تو وہی دوبارہ پڑھے جا رہے ہیں۔

چونکہ آج اور کل یہ دو دن Working Days ہیں اس لیے میں بہت زیادہ اپنے Topic سے نہیں ہٹ سکتا ہوں۔ بات یہ ہو رہی تھی کہ دنیا کا سب سے بڑا گناہ مومن کے دل کو تکلیف پہنچانا یا مومن کو دکھ دینا یا مومن کو اذیت میں مبتلا کرنا۔

اب دیکھیے......!

اس مجمع کے اندر کتنے ایسے نورانی چہرے نظر آ رہے ہیں جو ایک بار نہیں بلکہ

بار بار حج بیت اللہ انجام دے چکے ہیں۔ اور اس میں کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو پتہ نہیں کتنے سالوں سے حاجیوں کی خدمت بھی کر رہے ہیں۔

ان سے آپ پوچھئے گا کہ جب کوئی آدمی پہلی مرتبہ خانہ کعبہ کو دیکھتا ہے، تو لگتا ہے کہ کہیں یہ مر نہ جائے یا بے ہوش ہو کر گر نہ جائے۔ آدمی ایسا محسوس کرتا ہے دنیا کا اتنا بہترین اور اتنا خوبصورت منظر کہیں نظر نہیں آئے گا جورات کے وقت خانہ کعبہ کی زیارت کرنے سے نظر آتا ہے۔ اور جیسا کہ اس سے پہلے مجلس میں آچکا ہے۔ خالی خانہ کعبہ کی زیارت اسلام نے بہت بڑی عبادت قرار دی ہے، یہ وہ جگہ ہے خانہ کعبہ جہاں سے کوئی آدمی خالی ہاتھ واپس نہیں آتا۔ جس کو طواف کی طاقت ہے وہ طواف کرے، جس کو طواف کی طاقت نہیں ہے وہ نماز پڑھے، جسے نماز کی طاقت نہیں ہے وہ قرآن کی تلاوت کرے، جو قرآن بھی نہیں پڑھ سکتا وہ خالی کعبہ کی دیوار کو دیکھتا رہے۔

اب ایک روایت، شہید دستغیب نے اپنی کتاب گناہان کبیرہ میں آخری باب میں اس کو لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مکہ فتح ہو گیا، تو وہ مسلمان جو اسلام سے پہلے مکے میں رہے تھے۔ اور اسلام لانے کی وجہ سے انھیں مکے سے ہجرت کر کے جانا پڑا، آٹھ سال مدینے کے مسلمان کعبہ کی زیارت نہیں کر پائے۔ آٹھ سال وہ لوگ جو پہلے روزانہ صبح و شام خانہ کعبہ کی زیارت کرتے تھے، آٹھ سال ان کو کعبہ کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو یہ لوگ واپس مکے آئے، تو ان کی عجیب سی حالت تھی، یعنی جیسے اگر کوئی ماں اور اس کا بیٹا کھو جائیں اور کچھ عرصہ کے بعد اس کو اس کا بیٹا واپس مل جائے تو کس طرح سے وہ ماں پاگلوں کی طرح سے پیار کرے گی، کبھی روئے گی، کبھی ہنسے گی۔

شاید میں غلط جگہ پہ یہ مثال دے رہا ہوں، یہ شاید مجھے انڈیا میں یا پاکستان میں پڑھنا چاہیے۔ یہاں تو شاید مجھے یہ مثال دینی چاہیے کہ اگر کسی آدمی کا کتا یا کسی

عورت کی بلی کھو جائے یعنی جس سے آدمی کو محبت ہوتی ہے وہ چیز اگر اس کے ہاتھ سے چلی گئی اور پھر جب واپس ملتی ہے تو کتنا خوش ہوتا ہے وہ آدمی۔

جب یہ مکے کے پرانے مسلمان واپس مکے میں آئے اور خانہ خدا کو آٹھ سال کے بعد دیکھا تو عجیب ان کی حالت تھی۔ خانہ کعبہ کی دیوار سے یہ لپٹ رہے ہیں، کوئی رو رہا ہے، کوئی ہنس رہا ہے، کسی کی آنکھوں میں آنسو ہیں، کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا میں یہ خوشی کا اظہار کیسے کروں۔

پیغمبر اسلامؐ نے اس وقت ان تمام مسلمانوں کی پریشانی کو محسوس کیا اور کہا: اے مسلمانو! اللہ کے اس گھر سے تمہیں کتنی محبت ہے، اب بتاؤ اگر کوئی خانہ خدا کو توڑ دے یا اس کی توہین کرے کیا تم اسے برداشت کرو گے؟

تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب ابرہا نے خانہ خدا پر حملہ کیا تو خدا نے اس کو تباہ و برباد کیا، مگر دو بار مسلمان خانہ خدا پر حملہ کر کے کعبہ کی تین دیواروں کو نقصان پہنچا چکے۔ مگر تاریخ سے ہمیں کچھ مطلب نہیں ہے۔

روایات بتاتی ہیں کہ امام زمانہؑ کے ظہور سے پہلے کعبہ پر بھی ایک حملہ ہونے والا ہے اور اس میں خانہ کعبہ کو توڑ دیا جائے گا، لیکن آج بھی مسلمان کعبہ کے لیے کتنا جذباتی ہوتا ہے، خانہ خدا پر حملے کو مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔

پیغمبرؐ ان لوگوں سے کہہ رہے ہیں جو کعبہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کرتے تھے، آٹھ سال کے بعد یہ کعبہ کے پاس آئے اور کہا: اگر کوئی یہ کعبہ تمہارے سامنے توڑ دے تو تمہاری کیا حالت ہو گی؟

لوگوں نے کہا: یا رسولؐ اللہ! ہم برداشت نہیں کر پائیں گے۔

پیغمبرؐ نے کہا: سنو! مگر ایک مومن کی عزت اللہ کی نگاہ میں کعبہ سے بھی زیادہ ہے، کعبہ توڑنے کا گناہ کم ہے، مومن کو تکلیف پہنچانے کا گناہ زیادہ ہے۔

یعنی ہم اور آپ...... ہم میں سے کچھ لوگ دن اور رات میں پتہ نہیں کتنے کعبہ توڑتے رہتے ہیں، آپ نمازوں میں پڑھئے گا، آپ روزے میں پڑھئے گا، آپ طواف میں پڑھئے گا۔ واجب نہیں، سنت نماز، سنت روزہ، سنت طواف۔

کتنی جگہ پر یہ مذکور ہے کہ اگر کوئی مومن تمہارے پاس اپنی پریشانی لے کر آ رہا ہے تو اپنی نماز توڑ دو، مومن کا دل نہیں ٹوٹنا چاہیے، سنت روزہ توڑ دو، مومن کا دل نہیں ٹوٹنا چاہیے، خانہ کعبہ کا طواف توڑ دو، مومن کا دل نہیں ٹوٹنا چاہیے۔ جب ایک عام مومن کا یہ مقام ہے تو اگر کوئی رسول اللہؐ کو تکلیف پہنچائے، اگر ایک عام مومن کو کوئی تکلیف پہنچاتا ہے تو یہ زیادہ بڑا گناہ ہے کعبہ کو توڑنے سے اور رسول اللہؐ کو تکلیف؟ رسول اللہؐ کو ایک تکلیف پہنچتی ہے، جب کوئی پیغمبر کی اولاد، اہل بیتؑ اور آل محمدؐ پر کسی طرح سے حملہ کرتا ہے۔

اس کی تفصیل تو بعد میں آئے گی، مگر ایک سوال میں آج آپ سے کر رہا ہوں، اہل بیتؑ کا مقام کتنا بلند ہے؟ اگر کوئی چاہتا ہے کہ میں مسلمان بنوں اور اہل بیتؑ کی محبت میرے دل میں نہ ہو تو شاید ایک کافر اس سے بہتر ہو اور ایک کافر جو اہل بیتؑ سے محبت کرتا ہے، کتنی ہی جگہ پہ اللہ کی خاص رحمت اس کو ملے گی، لیکن اب ذرا بتایئے کہ رسول اللہؐ خاص طور سے اپنی بیٹی فاطمہؑ اور اپنے بیٹے حسینؑ سے اتنی محبت کرتے تھے مگر اسلام کی اہمیت اتنی ہے کہ اسلام کے لیے اللہ کے رسولؐ نے ان کو قربان کر دیا۔ حسینؑ شہید ہو جائے میرا اسلام بچ جائے، یہ اسلام کتنا اہم ہے۔

اب اگر کوئی اس اسلام کو نقصان پہنچاتا ہے اور ایک جملہ یہ کہہ دیتا ہے کہ مولانا! بہت اچھا دین ہے اسلام اور بہت اچھی شریعت ہے، لیکن اکیسویں صدی کے اندر یہ اتنا پریکٹیکل نہیں یا کہہ دے کہ مولانا! دارالسلام کے اندر تو یہ اسلام بہت اچھا ہے، لیکن یہ غیر ممکن ہے کہ میں یہاں بیٹھ کر اس اسلام پر عمل کروں۔ جو یہ کہہ دیتا

ہے، اس نے سب سے پہلے رسولؐ اللہ پہ حملہ کیا اور پیغمبرؐ کے دل کو تکلیف پہنچائی، کیونکہ پیغمبرؐ بار بار ایک جملہ کہتے تھے:

"میں سب سے آسان شریعت کو لے کر آیا ہوں۔"

اور اس طرح سے نہیں لے کر آئے بلکہ اللہ سے درخواست کر کے شریعت کو آسان بنایا۔ قرآن کریم کی جس آیت کی میں نے آج تلاوت کی ہے، اس سے بہتر سورۃ بقرہ کی آخری آیت ہے:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ (سورۂ بقرہ، آیہ ۲۸۶)

دیکھیے......!

رسولؐ اللہ کے دل کو تکلیف کیوں پہنچے گی؟ جب کوئی عورت کہے گی کہ مولانا! حجاب کا یہ نظام آج نہیں چل سکتا، رسولؐ اللہ کے دل کو تکلیف کیوں پہنچے گی؟ جب کوئی کاروبار کرنے والا کہے گا کہ حلال وحرام کا نظام آج کے زمانے میں نہیں چل سکتا، رسولؐ اللہ کو تکلیف کیوں پہنچے گی؟ جب ہمارا کوئی جوان کہے گا کہ مولانا! یہ اسلام کہ جس میں سیر و تفریح کی ساری چیزیں حرام ہیں۔

آج کل اسی کا نام سیر و تفریح ہے نا، کہ شراب پینے کی اجازت دی جائے، گانا گانے کی اجازت دی جائے، Music کی اجازت دی جائے۔ بات کو میں اس لیے لمبا نہیں کرنا چاہتا ہوں کہ بہت اہم حدیث ابھی آنے والی ہے، اسے میں مکمل تو نہیں کر پاؤں گا مگر آدھی حدیث تو ضرور پڑھوں گا اور وہ یہ کہ رسول اللہؐ کے دل کو اس جملے سے اتنی تکلیف پہنچتی ہے، جب ہماری کوئی عورت حجاب کے حوالے سے اسلام کی مخالفت کرتی ہے، ہمارا کوئی کاروبار کرنے والا حرام طریقے سے پیسے کماتا ہے۔

اس لیے کہ رسول اللہؐ نے اللہ سے دعا کر کے اس شریعت کو اتنا آسان بنایا ہے۔ روایت یہ ہے کہ معراج......

ہمارے یہاں ۲۷ رجب کو معراج کی رات سمجھ کر منایا جاتا ہے، اب یہ خود ایک تاریخ کا مسئلہ ہے کہ ۲۷ رجب کو شب معراج ہے کہ نہیں ہے؟ لیکن اسے رکھیے ایک طرف، اس کو اس طرح کہنا چاہیے کہ رسول اللہؐ کو ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ معراج ہوئی، لیکن میں بات کر رہا ہوں اس آخری معراج کی جو ہجرت سے پہلے اور حضرت ابوطالب علیہ السلام اور حضرت اُم المومنین جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد ہوئی۔

ایک معراج، اس کی تفصیل آج نہیں آ رہی ہے صرف ایک روایت۔

پیغمبرؐ جب مکے سے نکلے، جس سواری پر بیٹھے وہ پہلے تو اس طرح سے چلی جیسے جہاز چلتا ہے اور پھر وہ سواری اس طرح چلی جیسے راکٹ چلتا ہے، پہلے پیغمبرؐ نے دنیا کی سیر کی قم گئے، مدینہ گئے، بیت المقدس گئے، کوہ طور پہ گئے، نجف گئے اور پھر آسمان کی جانب گئے۔ جیسے ہی رسول اللہؐ مکے سے باہر نکلے، کسی نے دائیں جانب سے پیغمبرؐ کو بلایا۔

اب رسولؐ...... سب سے زیادہ رسولؐ اللہ کا اخلاق اہمیت کا حامل ہے، اسلام نے بھی، قرآن نے بھی کتنا زیادہ رسول اللہؐ کے اخلاق کو بیان کیا۔ کافر، مشرک، ظالم، دشمن، یہ بھی رسول اللہؐ کو آواز دیتا ہے تو رسول اللہؐ اس کا جواب ضرور دیتے ہیں۔

پیغمبرؐ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بائیں جانب سے کسی نے رسول اللہؐ کو آواز دی، پیغمبرؐ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پیغمبرؐ کے راستے میں ایک عورت آئی۔ بڑی خوبصورت، بالکل تیار ہو کر آئی، پیغمبرؐ نے فوراً نگاہیں نیچی کر لیں اور آگے بڑھ گئے۔

پھر پیغمبرؐ کے کان میں ایک آواز آئی، جو بہت ہی بھیانک اور خطرناک قسم کی۔

جیسے کل مولانا شہواز مہدوی صاحب قیامت کے حوالے سے بات کر رہے تھے کہ جب صور پھونکا جائے گا تو کیسے ایک آواز آئے گی۔

پیغمبرؐ نے ایک آواز سنی ایسی کہ اگر کوئی عام آدمی ہوتا تو وہ مر جاتا اور پھر پیغمبرؐ نے مدینہ شہر دیکھا۔ یہ معراج کی بالکل ابتداء ہے۔ ایک بار رسولؐ اللہ نے ایک سوال کیا: اے اللہ! مجھے دائیں جانب سے کسی نے آواز دی اور میں عام طور پر ہر پکارنے والے کو جواب دیتا ہوں لیکن اس وقت میرا دل ہی نہ چاہا اس کو جواب دینے کا، وہ کون تھا؟ تو کہا: وہ مذہب یہودیت، اور اگر تم اس کو جواب دے دیتے تو تمہارے کلمہ پڑھنے والوں میں سے اکثر اسلام چھوڑ کر وہاں چلے جاتے۔

کہا: بائیں جانب سے کس نے مجھے آواز دی؟

کہا: وہ مذہب عیسائیت تھا اور اگر تم اس کو جواب دے دیتے تو تمہارے ماننے والوں میں اکثر اس مذہب میں چلے جاتے اور وہ آگے جو عورت آئی تھی وہ یہ دنیا تھی جو ہر آدمی کو اپنی جانب بلاتی ہے اور اگر آپ اس کی جانب متوجہ ہوتے تو تمہارے کلمہ پڑھنے والوں میں سے اکثر اسلام کو چھوڑ کر دنیا کو سجدہ کرتے اور وہ جو مولاؑ کی حدیث ہے: "اے دنیا! میں نے تجھے تین طلاقیں دیں۔"

اور اس کے بعد کی جو حدیث کہ وہ جو آواز آئی۔

کہا: اے میرے رسولؐ! یہ آواز جو ہے اس کا راز جبرائیلؑ بتائیں گے۔

جبرائیلؑ آگے آئے اور کہا: یا رسولؐ اللہ! ستر سال پہلے ہم فرشتوں میں ایک گفتگو ہو رہی تھی اور وہ گفتگو یہ تھی۔

اب دیکھیے......!

کل رات کی مجلس جو حجۃ الاسلام مولانا شہواز مہدوی صاحب نے پڑھی اور

آج کی مجلس کا صرف اتنا سا ٹکڑا یہ ایک جیسا Topic بن گیا۔

تو جبرائیلؑ نے کہا: ستر سال پہلے فرشتوں میں ایک گفتگو ہو رہی تھی کہ جہنم کا سب سے چھوٹا عذاب کیا ہے؟ تو ہم لوگ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے، تو ہم نے خدا سے کہا: یا اللہ! جہنم میں سب سے چھوٹا عذاب کون سا ہے؟

تو اللہ نے کہا: وہ ایک کنواں ہے جو پورا بھرا ہوا ہے، آگ سے، سانپوں سے اور بچھوؤں سے اور مختلف عذاب سے، یہ سب سے چھوٹا عذاب ہے۔

تو فرشتوں نے کہا: ہم نے پوچھا: یا اللہ! یہ کنواں جو ہے اس کی گہرائی کتنی ہے؟ تو اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ایک پتھر اس میں پھینکیں، تو آج وہ پتھر نیچے جا کر ٹکرایا، یہ اس کی آواز تھی جو آپ نے سنی، ستر سال تک وہ پتھر گرتا رہا، یہ جہنم کا سب سے چھوٹا عذاب ہے۔

میں نے کیوں روایت پڑھی ہے۔ یہ میرے Topic میں نہیں ہے، یہ میں نے اس لیے پڑھی کہ یہ ہے معراج کا آغاز اور جب معراج ختم ہو رہی ہے۔ یعنی پیغمبرؐ بلندیوں کی انتہاء تک پہنچے، یعنی جہاں "رسولؐ تھے یا اللہ تھا" یعنی فزیکل وجود نہیں ہے۔ عرش الٰہی، جہاں جبرائیلؑ بھی رسولؐ کے ساتھ نہیں جا سکتے، رسولؐ اکیلے گئے۔ وہاں رسولؐ پہنچے تو یہ جو ابھی آپ نے سنا کہ چار قسم کے منظر رسولؐ نے آغاز میں دیکھے۔

اب رسولؐ اللہ کے پاس پہنچے، وہاں صرف رسولؐ ہیں اور صرف اللہ ہے، کوئی فرشتہ بھی وہاں نہیں جا سکتا۔ رسولؐ پہنچے اللہ کے پاس اور یہ چار منظر رسولؐ دیکھ کر آئے۔

اب آیئے......!

ایک مہمان اس کے پاس گیا ہے جو کائنات میں سب سے عظیم ہستی ہے، اللہ

کے پاس گیا۔

اللہ کون ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسولؐ کون ہے؟

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

رحمت رحمت کے پاس جا رہی ہے، سب سے پہلی درخواست رسولؐ نے کیا کی؟ جیسے ہی وہاں پہنچے، اللہ نے کہا: اے میرے حبیبؐ! تم مہمان بن کر میرے پاس آئے ہو، مجھ سے کچھ مانگو۔

رسولؐ نے انکار بھی نہیں کیا، تحفہ مانگا، لیکن کیا تحفہ مانگا؟

اپنے لئے کچھ نہیں مانگا، اپنی اولاد کے لیے کچھ نہیں مانگا۔

جیسے ہی اللہ نے کہا: اے میرے حبیبؐ! آج تم میرے مہمان بن کر آئے ہو مجھ سے مانگو میں تم کو کچھ دینا چاہتا ہوں۔

پیغمبرؐ نے دعا مانگی لیکن یہ دعا اپنے لئے نہیں مانگی، اپنی اولاد کے لیے نہیں مانگی، بلکہ یہ دعا آپ کے لیے مانگی اور کہا: اے پروردگار! میری امت بہت کمزور ہے اور جیسے جیسے زمانہ آگے بڑھے گا شریعت پہ عمل کرنا ان کے لیے مشکل ہوتا جائے گا، تو میں پہلی دعا جو معراج میں مانگ رہا ہوں اور پہلی دعا ہی یہ مانگی سورۂ بقرہ کی آخری آیت:

> "اے خدا! میری پہلی دعا اس امت کے لیے ہے اس امت کو ایسا ایک Gift دے دے کہ ان کے لیے شریعت پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔ خداوندا! میں نے آدمؑ کو دیکھا، میں نے نوحؑ کو دیکھا، میں نے موسیٰؑ، ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور عیسیٰؑ کو دیکھا۔

خداوندا! وہ بھی شریعت لے کر آئے تھے۔ ایسی شریعت میرا کلمہ پڑھنے والے کو نہ دے۔ میری امت کے لیے شریعت کو آسان بنا دے۔"

اللہ...... اللہ......!

معراج کے سفر میں ایسی جگہ پر جا کر رسولؐ آپ کو اور ہمیں یاد کریں اور ہم پلٹ کر کہہ دیں کہ شریعت بہت مشکل ہے۔ اور اللہ نے پیغمبرؐ کی یہ دعا فوراً قبول کر لی اور پیغمبرؐ کو معراج کی رات سپیشل Gift دیئے، جو رسولؐ کے لیے نہیں ہیں۔ یہ ہمارے اور آپ کے لیے ہیں۔ اس کو سننے کے بعد آئندہ کبھی نہ کہیے گا کہ اسلام بہت مشکل ہے، پچیس Gift پیغمبرؐ کو ملے اور اس میں پہلا ہی Gift وہ کہ بار بار اللہ کا شکر ادا کرنے کو دل چاہتا ہے۔

پہلا Gift یہ کہ اے میرے حبیبؐ! تیری امت وہی گناہ کرے جو گناہ دوسرے نبی کی امت کر چکی تو اس دوسرے نبی کی امت پر عذاب آیا، تمہاری امت کو میں نے عذاب سے بچا لیا۔

دوسرا Gift ہر امت پہ پچاس نمازیں واجب تھیں مگر تمہاری امت کے لیے پانچ نمازیں ہیں۔ اس کے ساتھ میں ایک جملہ آ گیا، نمازیں پانچ ہیں ثواب پوری پچاس نمازوں کا ملے گا۔

تیسرا Gift پہلے زمانے میں پچاس نمازیں پڑھنا تھیں ۲۴ گھنٹے، یہاں دن میں تین Time ہم سے نماز نہیں پڑھی جاتی۔

چوتھا Gift یہ ملا کہ پہلے انبیاء کی امتوں میں سے اگر کسی کا کپڑا نجس ہو جائے تو وہ پاک نہیں ہو سکتا تھا، بلکہ کاٹ دیتے تھے، مگر رسولؐ کی امت کو یہ سہولت ملی کہ اگر کپڑا نجس ہو جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔

پانچواں Gift یہ ہے کہ پہلی امتوں میں کسی چیز کو پاک کرنے کے لیے خالی پانی چاہیے تھا، پیغمبرؐ کو اللہ نے تیرہ مطہرات دیے ہیں، اب خالی پانی نہیں ہے، زمین بھی ہے، سورج بھی ہے، اگر وضو غسل کرنا ممکن نہ ہو تو تیمم کر کے بھی آپ نماز پڑھ سکتے ہیں۔

یہ کسی نبی کو سہولت نہیں ہے۔ یہ سہولت صرف اللہ کے آخری رسولؐ کو ہے۔ اس کے بعد ایک اور بہت اہم Gift اللہ نے دیا اور کہا: اے حبیبؐ! تمہاری امت میں سے اگر کوئی آدمی بھول کر کوئی گناہ کرلے تو وہ معاف ہے۔

ذکر مصائب: امام حسینؑ کا حبیبؓ ابن مظاہر کو خط لکھ کر بلانا

بس عزادارو......!

کربلا کے جہاد میں ہمیں اہم چیز نظر آتی ہے کہ مکے سے لے کر کربلا تک جو لوگ حسینؑ کے ساتھ چلے آئے، انھیں حسینؑ ہر جگہ واپس بھیج رہے ہیں۔ حسینؑ کا یہ انداز بتا رہا ہے کہ حسینؑ کو بہت بڑی آرمی نہیں چاہیے، جو ساتھ ہیں انھیں بھی واپس بھیج رہے ہیں۔ مگر ایک ایسا عظیم المرتبت صحابیؓ ہے جسے پتہ ہی نہیں تھا کہ حسینؑ کہاں ہیں، اسے خاص طور پر خط لکھ کر حسینؑ بلا رہے ہیں بلکہ اگر میں یہ کہوں تو شاید زیادہ صحیح ہے۔

بھئی......!

حسینؑ تو امام معصوم ہیں، حسینؑ کو تو پہلے سے معلوم ہے کہ میری آرمی کیا ہو گی، مگر حسینؑ ابن علیؑ کا بچپنے کا دوست جناب حبیب ابن مظاہرؓ اس اعتبار سے بڑا خوش قسمت ہے کہ حسینؑ سے پہلے حبیبؓ کا نام جناب زینب کبریٰؑ نے لیا۔ دو محرم کو حسینؑ کا قافلہ کربلا پہنچ گیا اور دو محرم سے لے کر چھ محرم تک ہر تھوڑی دیر کے بعد

کوئی فوج آ رہی ہے۔ جب فوج آتی ہے تو ایک مرتبہ پتہ چل جاتا ہے کہ کوئی فوج آئی ہے اور جب بھی کوئی فوج آتی ہے زینب کبریٰؑ فضہؑ کو بلاتی ہیں اماں! جا کر دیکھ کے آ، شاید میرے بھیا کا کوئی مددگار آیا ہو، اور فضہؓ دوڑ کر جاتی ہے اور واپس آ کر کہتی ہے: نہیں شہزادیؑ! یہ تو خولی آیا ہے، یہ سنان آیا ہے، یہ حرملہ آیا ہے، یہ تو عمر ابن سعد آیا ہے، یہ تو شمر آیا ہے۔

جب شمر کا سنا کہ جس کے بارے میں زینبؑ کو معلوم ہے کہ میرے بھائی کا قاتل ہے تو اب ایک بار کہا: اماں فضہؓ! ذرا میرے بھیا کو بلا دیں۔

حسینؑ آئے، کہا: زینبؑ! کیا بات ہے مجھے کیوں بلایا؟

کہا: بھیا! کیا اس پوری دنیا میں کوئی نہیں ہے، جو محمدؐ کے نواسےؑ کی مدد کو آئے؟ دشمن کی فوجوں پہ فوجیں آ رہی ہیں، کیا تیرا کوئی دوست نہیں ہے؟

حسینؑ نے سر جھکایا، کہا: زینبؑ! تو نے اماں فاطمہؑ کا زمانہ دیکھا ہے، بابا علیؑ کا زمانہ دیکھا ہے، بھیا حسنؑ کے مصائب دیکھے ہیں، اس سے پہلے بھی کس نے ہمارا ساتھ دیا جو آج ہمارا ساتھ دے۔

زینبؑ نے کہا: بھیا! ایک ایسا اس دنیا میں ہے، مجھے یقین ہے، اگر تو اسے مدد کے لیے بلائے گا تو وہ ضرور تیری مدد کے لیے آئے گا، تیرے بچپنے کا دوست حبیب ابن مظاہرؓ۔ ادھر حبیبؓ کا نام لیا اور ادھر حسینؑ نے حبیبؓ کے نام خط لکھا۔ ایک قاصد کو بلایا اور کہا کہ یہ خط تجھے کوفے لے کر جانا ہے۔

دوپہر کا وقت ہے، کھانے کے وقت دسترخوان پر اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ حبیبؓ کی بیوی نے کہا: حبیبؓ! ابھی جو میں نے نوالہ لیا وہ میرے گلے میں اٹک گیا ہے، ایسا لگ رہا ہے کوئی ہمیں یاد کر رہا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی، حبیبؓ نے وہیں سے پوچھا: کون؟

جواب ملا: میں حسینؑ کا قاصد ہوں۔

بس......!

اتنا سننا تھا کہ حبیبؓ نے اپنی بیوی کو پردے میں بھیجا، دروازہ کھولا، قاصد کو بعد میں دیکھا پہلے اس کے پیروں پہ گر کر اس کے پیروں کو بوسہ دیا، قاصد کو لے کر آئے، بڑی عزت واحترام کے ساتھ بٹھایا۔

کہا: اے میرے آقاؑ کے قاصد! تو کیوں آیا ہے؟

قاصد نے خط دیا، حبیبؓ نے خط لیا، کھولا بعد میں پہلے سر پہ رکھا، آنکھوں سے لگایا، بوسہ دیا اور پھر ایک بار خط کھول کر پڑھا، جس میں لکھا تھا:

"یہ علیؑ کے بیٹے حسینؑ کی جانب سے خط ہے اس مرد کے لیے جو مردِ فقیہ ہے، حبیبؓ ابن مظاہر۔"

لکھا ہے:

"حبیبؓ! میں تیرے شہر کے قریب آ گیا ہوں اور دشمنوں کے درمیان گھر گیا ہوں۔ ارے! کیا میری مدد اور نصرت کے لیے آئے گا؟"

بس......!

حبیبؓ نے یہ سنا تو وہیں کمرے میں کھڑے ہو کر کربلا کا رخ کیا اور کہا:

لبیک یا ابا عبداللّٰہ

"آقاؑ! تیرا یہ غلام حاضر ہے۔"

قاصد کو رخصت کیا اور پھر پردے کے پیچھے گھر میں آئے۔

حبیبؓ کی بیوی نے کہا: مولاؑ کا قاصد کیوں آیا تھا؟

حبیبؓ نے کہا: آقا کربلا آ گئے ہیں، دشمنوں کے درمیان گھرے ہوئے

ہیں، مجھے بلایا ہے۔

حبیبؓ کی بیوی کہتی ہیں: پھر تیرا ارادہ کیا ہے؟

حبیبؓ نے کہا: میں سوچ رہا ہوں، جاؤں کہ نہ جاؤں۔

بس......!

اتنا سننا تھا کہ حبیبؓ کی بیوی کو جلال آ گیا اور ہاتھوں کی چوڑیاں اتار کر کہا: حبیبؓ! یہ چوڑیاں تو پہن لے اپنی تلوار مجھے دے دے۔ ارے! فاطمہؑ کا بیٹا تجھے مدد کے لیے بلائے اور تو یہ کہے کہ ابھی میں سوچ رہا ہوں، ارے! میں جاؤں گی اور جہاد کروں گی۔

حبیبؓ نے کہا: مجھے اپنا نہیں تیرا خیال ہے۔

مومنہ نے کہا: میری فکر نہ کر۔

بس عزادارو......!

حبیبؓ چلے اور کربلا پہنچ گئے، جب حبیبؓ آئے تو پہلی بار حسینؑ کے لشکر میں خوشی کے نعرے بلند ہوئے۔

خیمے میں زینبؑ کے کان میں یہ آوازیں گئیں۔

کہا: اماں فضہؓ ایسا لگ رہا ہے کہ میرے بھائی کا کوئی مددگار آ گیا ہے، ذرا دیکھ کر آنا کون آیا ہے؟

فضہؓ گئی، واپس آئی، کہا: شہزادیؑ! میرے آقا کا بچپنے کا دوست حبیبؓ آیا ہے۔

زینبؑ نے حبیبؓ کا نام سنا تو کہا: اماں فضہؓ! ذرا حبیبؓ کو پیغام دے دو کہ میں حبیبؓ سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

حبیبؓ آئے، خیمے کے باہر رکے ہوئے ہیں۔ زینبؑ نے ایک مرتبہ کہا:

حبیبؓ! فاطمہؑ کی بیٹی تم پر سلام بھیجتی ہے۔

بس......!

اتنا سننا ہے، حبیبؓ غش کھا کر زمین پر گر پڑے۔

شہزادیؑ! یہ وقت آ گیا کہ ہم جیسے غلاموں کو سلام بھیجا جا رہا ہے۔

بس عزادارو......!

عاشور کی دوپہر آئی، ایک بار نماز کا وقت آیا، حبیبؓ گئے اور کہا: اے لشکرِ یزید! حسینؑ نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔

جواب ملا: حسینؑ کی نماز قبول نہیں ہے۔

حبیبؓ برداشت نہ کر سکے، وہیں سے آواز دی: آقاؑ! اب یہ نماز آپ کے نانا رسولؐ کے پیچھے پڑھوں گا، تلوار نکالی، اے دشمنانِ خدا! تمہاری نماز قبول ہے اور رسولؐ کے بیٹے کی نماز قبول نہیں۔

بڑا عظیم جہاد کیا، حبیبؓ شہید ہو کر گرے اور اگلا دن آیا، حبیبؓ کا بھی سر کاٹا گیا۔ اب یہ قافلہ شہر کوفہ میں داخل ہوا، جیسے ہی قافلہ کوفہ شہر میں پہنچا۔ ایک چھوٹا سا بچہ سامنے آیا، آقا سجادؑ کو دیکھ کر سلام کیا۔

زینبؑ نے دیکھا اور کہا: بیٹا! تو ہے کون؟

ایک مرتبہ کہا: میں حبیبؓ کا یتیم بیٹا ہوں۔

زینبؑ نے کہا: تیری ماں کہاں ہے؟

ایک عورت کی آواز آئی: شہزادیؑ! آپ کی کنیز یہاں بیٹھی ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلسِ پنجم

- اللہ کے رسولؐ اس لائن کو پار کر رہے ہیں کہ آدمؑ سے لے کر قیامت تک ساتویں آسمان پر جو ایک لائن ہے آج تک اس لائن کو پار کرنے کی اجازت اللہ نے کسی کو نہیں دی۔
- اللہ کے رسولؐ با آواز بلند تکبیر کہتے تھے۔
- جہاں سوائے اللہ اور رسولؐ کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔
- برزخ میں گناہ گاروں کا عذاب بھی دیکھا۔
- ہماری اور آپ کی معراج مکہ ہے اور رسولؐ اللہ کی معراج مسجد شجرہ سے ہوتی۔
- اسلام مال کے ساتھ جان کی قربانی بھی چاہتا ہے۔
- اللہ ہمارے گناہوں کو چھپائے گا۔
- بیٹا سجادؑ! یہ میرے بچے میں نے صدقہ کر دیے ہیں۔
- پہلی بار زینبؑ نے عونؑ و محمدؑ کو پاس بلایا۔
- کل ایسا جہاد کرنا کہ یزید کی فوج پکار اُٹھے یہ بچے نہیں آئے یہ حیدرِ کرارؑ کربلا میں آ گئے ہیں۔
- کہا: بھیا حسینؑ! میرے عونؑ و محمدؑ کو میدان میں جانے کی اجازت دے دو۔

مجلسِ پنجم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ۝ (سورۂ عنکبوت، آیہ۱-۲)

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا رَبَّنَا وَ لَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَ اعۡفُ عَنَّا وَ اغۡفِرۡ لَنَا وَ ارۡحَمۡنَا اَنۡتَ مَوۡلٰىنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ۝ (سورۂ بقرہ، آیہ۲۸۶)

اللہ کے رسولؐ کی وہ دعا جو شب معراج فوراً قبول ہوگئی اور رسولؐ کی تو ہر دعا قبول ہوگئی اور رسولؐ کی تو ہر دعا قبول ہوتی ہے۔اور ایک ایسی دعا ہے جس کا تعلق پہلی ہجری کے مسلمان سے کم اور اکیسویں صدی میں رہنے والوں کے ساتھ زیادہ ہے مگر رسولؐ کی اس دعا کی تفصیل تو ہم بعد میں بتائیں گے۔

یقین رکھیے......!

ان شاءاللہ کل جو دعا آپ نے مانگی ہوگی وہ بھی اب قبول ہو جائے گی اور وہ یہ ہے کہ اللہ مولانا کو ایسی آنکھیں دے کہ وہ گھڑی دیکھ سکیں کہ ۶۵ منٹ کی مجلس ہے

یا ۵ منٹ کی۔ مجھے معلوم ہے کیونکہ ایک دن کے گیپ کے بعد مجلس ہوئی تھی اور بہت ساری باتیں مجھے جو پہلے سے میری پلاننگ میں تھیں وہ بھی کرنا تھیں۔ اس لیے تھوڑا سا میں نے آپ کا ٹائم زیادہ لے لیا۔ انشاء اللہ آئندہ میں اس بات کا خیال رکھوں گا۔

تو خیر......!

شب معراج کو جو رسولؐ دعا مانگتے ہیں اس کی تفصیل آدھی کل آ چکی ہے، آدھی آج آئے گی۔ لیکن آج میں بتا دوں کہ آج کی مجلس کا میرا پہلا پوائنٹ، جو آدھا آج آئے گا اور آدھا شب جمعہ کو آئے گا۔ اور آج کی مجلس کا جو آخری پوائنٹ ہے وہ آدھا آج آئے گا اور آدھا کل آئے گا۔

پہلا پوائنٹ یہ ہے کہ معراج کی رات رسولؐ اللہ نے جس انداز ساتویں آسمان پر پہنچ کر Act کیا اس میں سے دو چیزیں ہماری نماز کا حصہ بنائی گئیں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ جب اللہ کے رسولؐ اس لائن کو پار کر رہے ہیں کہ آدمؑ سے لے کر قیامت تک ساتویں آسمان پر جو ایک لائن ہے آج تک اس لائن کو پار کرنے کی اجازت اللہ نے کسی کو نہیں دی۔ جو صرف اور صرف رسولؐ کی ذات تھی کہ آپ نے اس لائن کو پار کیا، حتیٰ کہ جبرائیلؑ جیسا فرشتہ بھی اس کو پار نہیں کر سکتا۔ جب رسولؐ اللہ نے وہ لائن پار کی تو اب اس کے بعد رسولؐ کے سامنے......

اچھا......!

ایک عربی کا لفظ میں استعمال کر رہا ہوں، جب پیغمبرؐ نے وہ لائن پار کی، جہاں پر بیری کا ایک درخت لگا تھا۔ ایک نشانی کے طور پر، یہاں سے آگے نہ بڑھنا۔ جب رسولؐ آگے بڑھے تو وہاں حجاب تھے، آگے بڑھے تو پہلا حجاب ہٹا، پھر دوسرا حجاب ہٹا، پھر تیسرا، اسی طرح سات حجابات تھے اور ہر مرتبہ جب ایک حجاب ہٹتا تھا،

تو اللہ کے رسولؐ با آواز بلند تکبیر کہتے تھے:

"اللہ اکبر"

دوسرا حجاب ہٹا، اسی طرح سات حجابات تھے۔ ہر حجاب کے ہٹنے پر رسولؐ نے اللہ اکبر کہا، جو آخری حجاب تھا جب وہ ہٹا تو رسولؐ اللہ وہاں پہنچ گئے جہاں سوائے اللہ اور رسولؐ کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ نماز کی ابتداء میں مستحب ہے۔ آپ ایک مرتبہ نہیں بلکہ سات مرتبہ اللہ اکبر کہیں، یہ ہمارے ہاں بہت اہم سنت ہے کہ نیت کے بعد اور الحمد کا سورہ پڑھنے سے پہلے انسان اپنی نماز سات تکبیروں سے شروع کرے، آخری تکبیر تو واجب ہے اور واجب رکنی ہے۔ مگر اس سے پہلے مستحب یہ ہے کہ چھ تکبیر پڑھی جائیں اور اگر اسی طریقہ سے یہ تکبیریں پڑھیں جیسے رسولؐ اللہ نے پڑھی تھیں تو کیا کہنے، یعنی رسولؐ دو تکبیروں کے بعد ایک چھوٹی سی دعا پڑھتے تھے، لیکن معراج کی رات جہاں پہ رسولؐ خدا آخر میں پہنچے اور وہی سے نماز کی ساری چیزیں شروع ہوئیں۔ تو سات تکبیریں کہہ کر اپنی نماز کو شروع کرو اور الحمد کی سورہ پڑھو۔

دوسری چیز یہ کہ رسولؐ کی یہ دعا کہ ساتواں حجاب جب ہٹا اور اب رسولؐ وہاں پہنچ گئے، جہاں اللہ ہے اور رسولؐ ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہیں، تو وہاں جا کر رسولؐ نے ایک دعا مانگی:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا ...... الخ

اس دعا کے ساتھ ساتھ معصومینؑ نے ہمیں ایک دعا بتائی ہے جو سنت موکدہ ہے اور وہ قنوت ہے۔

آج صرف اتنی سی بات کہ قنوت کے اندر آپ کو دعا پڑھنا ہے، اور سب سے بہترین دعا قنوت میں کیا۔ پہلی دعا تو وہ ہے جو عام پڑھی جاتی ہے، مگر اس کے

بعد سب سے بہترین دعا جو قنوت میں پڑھیں:

اللھم اغفرلنا...... الخ

یہ بہترین دعا ہے، تو یہ دو سنت موکدہ ہیں ہمارے یہاں ایک نماز کی ابتداء میں سات مرتبہ اللہ اکبر کہنا اور ایک قنوت کی بہترین دعا:

اللھم اغفرلنا و ارحمنا...... الخ

یہ دوسری دعا وہ جو رسول اللہؐ کی معراج والی دعا سے نکالی گئی ہے۔

تو خیر......!

جب رسول اللہؐ یہ معراج کا سفر طے کر رہے تھے کہ آسمان پر جانے سے پہلے، پیغمبرؐ کو اس دنیا کی سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد پیغمبرؐ نے آخرت کا سفر کیا یعنی جنت بھی گئے، جہنم بھی گئے، برزخ میں گناہگاروں کا عذاب بھی دیکھا۔

دنیا میں پیغمبرؐ سب سے آخر میں مدینے تک لائے گئے اور مدینے سے پھر جو پیغمبرؐ کی سواری ہے وہ اب آسمان کی جانب جا رہی ہے۔ مکے سے پیغمبرؐ کا سفر شروع ہو گیا، لیکن ابھی پیغمبرؐ اسی دنیا میں ہیں۔ مدینہ منورہ آخر میں پہنچے اور مدینے سے جو پیغمبرؐ کی سواری ہے۔ براق، اب وہ آسمان کی جانب جا رہی ہے، اب پیغمبرؐ پہلے آسمان کی جانب جا رہے ہیں، جب یہ پیغمبرؐ کی سواری مدینے سے تھوڑا سا اونچی ہوتی تو اللہ نے آواز دی: اے میرے حبیبؐ!

اور رسولؐ نے جواب دیا:

لبیک اللّٰھم لبیک

اور اس وقت پیغمبرؐ کی سواری مسجد شجرہ کے قریب تھی۔ چنانچہ، ہم آج آسمان کی طرف جا کر معراج نہیں کر سکتے۔ ہماری اور آپ کی معراج مکے میں اللہ کے گھر میں پہنچ کر، اللہ سے ملاقات کر وہ پچیس Gifts جو پیغمبرؐ نے ساتویں آسمان سے لئے تھے،

اس سے زیادہ Gift خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کے اس دنیا میں لو، لیکن لبیک کہاں پہ کہنا ہے؟

وہ کہتا ہے مسجد شجرہ پر کیونکہ پیغمبرؐ کی معراج کا آغاز مسجد شجرہ سے ہوا، وہاں سے پیغمبرؐ کی سواری آسمان کی جانب بڑھتی ہے، وہاں سے پیغمبرؐ کی سواری بلند ہونے لگتی ہے۔

تو ہماری اور آپ کی معراج مکہ ہے اور رسولؐ اللہ کی معراج مسجد شجرہ سے ہوتی، یعنی وہاں سے پیغمبرؐ کی سواری آسمان کی جانب گئی۔

اب سنئے......!

جو آج نامکمل ہے اور کل مکمل ہوگا۔ اب یہ سواری بلند ہو رہی ہے، دنیا کی آخری چیز جو رسولؐ نے دیکھی، تو پہلی جگہ جہاں سے سواری اٹھی، مسجد شجرہ ہے اور آخری منظر جو اس دنیا کا پیغمبرؐ نے دیکھا، وہ ہے قم شہر، اس وقت تک قم شہر نام کا دنیا میں کوئی شہر نہ تھا۔

رسولؐ اللہ کو قم کی زمین دکھائی گئی اور کہا گیا کہ یہ وہ زمین ہے جہاں سے ساری دنیا میں آخری زمانے میں اسلام پہنچے گا اور اس کی تفصیل کل آئے گی۔

اب پیغمبرؐ مسجد شجرہ پر رکے، لبیک کہا اور آسمان کی جانب چلے اور پہنچ گئے وہاں پہ جو کل میں بتا چکا ہوں کہ آخری لائن، جس کو پار کرنے کی اجازت کسی کو نہیں ہے، جبرائیلؑ کو بھی حکم ہے اگر آگے بڑھو گے تو جل جاؤ گے، وہاں سے رسولؐ آگے بڑھے اور آگے سات حجابات ہیں، پیغمبرؐ آخری حجاب کو پار کر کے پہنچے اور ایک بار ہاتھ اٹھا کر "ربنا لا تواخذنا...... الخ" والی دعا کی، جس میں خاص طور پر یہ جملہ ہے:

لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا

"خداوندا! میری امت کو وہ شریعت دینا جو بہت ہی آسان شریعت ہو ایسی شریعت نہ دینا جو شریعت تو نے سابقہ انبیاء کو دی

ہے۔"

پیغمبرؐ کی دعا میں ایک ایک جملہ بہت اہم ہے۔ لیکن خاص یہ جملہ تو بہت ہی اہم ہے۔ چنانچہ، جیسے ہی رسولؐ کی دعا مکمل ہوئی، تو اللہ نے پیغمبرؐ کو چھبیس Gifts تو اس وقت دے دیے وہ Gift لے کر رسولؐ خدا پھر واپس ہماری اور آپ کی طرف آئے۔

نو باتیں تو کل آ چکی ہیں اور یہی وہ حدیث ہے کہ جو معراج پیغمبرؐ کو چھبیس ہی Gifts ملے، مگر رسول اللہؐ نے پھر بعد میں بھی اس کی کچھ کچھ باتیں الگ الگ انداز سے بتائیں۔ مثلاً اللہ نے میرے لئے پوری زمین کو سجدے کی جگہ بنا دیا اور اللہ نے میرے لئے اس زمین کو طہارت کی جگہ بنایا تاکہ اس سے تیمم کر سکیں، یہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی امت کے لیے نہیں تھا۔

یا پیغمبرؐ کی ایک اور حدیث، اللہ نے میری امت سے اٹھا لیا تو باتوں کو جن میں تین وہی باتیں تھیں جو کل آئی تھیں۔

بھول کے عالم کا گناہ صاف کر دیا، تو اسی معراج کی رات کو چھبیس تحفے ملے Time to Time رسولؐ اللہ ان کو بتاتے رہے اور بار بار کہتے تھے کہ یہ سپیشل Gift میرے لئے ہے اور میری وجہ سے میری امت کے لیے ہے۔

اب وہ ہیں کیا Gift؟

اسلام میں دو عبادتیں بہت اہم ہیں، ایک ہے نماز اور ایک ہے زکوۃ۔ مگر زکوۃ کے ساتھ قربانی، زکوۃ مال کی قربانی ہے اور اسلام مال کے ساتھ جان کی قربانی بھی چاہتا ہے۔

تو اب آیئے......!

چھبیس Gifts ان میں سے کچھ نماز میں آئے، کچھ چیزیں زکوۃ میں آئیں،

کچھ چیزیں قربانی میں آئیں اور نماز میں ضروری ہے کہ اپنے جسم اور لباس کو پاک رکھنا۔

پیغمبرؐ کہتے ہیں کہ ادھر میں نے دعا مانگی اور اللہ نے ادھر یہ پچیس Gifts مجھے دیئے۔

نمبر ایک، یہ اعلان کر دیا کہ اس سے پہلے کی امت کے لیے، طہارت خالی پانی سے ہو سکتی تھی، اے حبیبؐ! اب تیرا امتی مٹی کے ذریعے بھی طہارت حاصل کر سکتا ہے۔

اور دوسری بات یہ کہ اللہ نے میری امت کو یہ سہولت دی، اگر کپڑا نجس ہو جائے تو ضروری نہیں ہے کہ کپڑے کو کاٹیں۔

اللہ نے میری امت کے لیے تیسری سہولت یہ دی ہے کہ پچاس نمازیں پڑھنا واجب نہیں ہیں۔ خالی پانچ نمازیں پڑھو اور ثواب تمہیں پوری پچاس نمازوں کا ملے گا۔

چوتھی سہولت یہ دی ہے کہ نماز دنیا میں ہر جگہ پڑھ سکتے ہو۔

اور پھر پانچویں چیز، زکوٰۃ، نماز کی طرح سے زکوٰۃ بھی Ten Time کم کر دی گئی، زکوٰۃ پچیس فیصد تھی، اب اڑھائی فیصد ہو گئی اور ثواب وہی ملے گا۔

چھٹی چیز، پہلے قربانی کرنا جس کے لیے لازم ہوتا تھا اس کے لیے لازم ہوتا تھا کہ اپنی قربانی کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جائے اور وہاں جا کر قربانی کرے، لیکن رسولؐ کی امت سے تکلیف دور کر دی گئی۔

ساتویں سہولت اللہ نے یہ دی، شک والی چیزیں استعمال کر سکتے ہو، پہلے یہ تھا کہ اگر کسی چیز میں شک ہو گیا تو وہ چھوڑ دی جاتی تھی۔

آٹھویں چیز، بھول کے عالم میں جو غلطی ہو جائے وہ معاف ہے۔

نویں چیز یہ ہے کہ اگر غلطی سے کوئی گناہ ہو جائے تو وہ گناہ نہیں ہے۔

دسویں چیز جو اللہ نے خاص رسولؐ کی امت کے لیے معاف کی اور وہ یہ ہے کہ نیند کے عالم میں سوتے ہوئے اگر تم سے کوئی گناہ ہو جائے، تم سو رہے ہو اور معلوم ہوا کہ تم نے کسی کا کوئی مالی نقصان کر دیا تو وہ معاف ہے۔

گیارھواں تحفہ جو رسولؐ کو ملا، وہ یہ ہے کہ مجبوری کے عالم میں جو گناہ کرو تو وہ معاف ہے۔

بارھویں چیز ہے، حرج، اللہ نے حرج کو میری امت سے اٹھالیا۔

بارھواں تحفہ یہ ہے کہ وسوسے معاف ہیں، یعنی دل میں اگر آپ کے ایسا خیال آ رہا ہے کہ وہ آپ کا عقیدہ نہیں ہے تو وہ معاف ہے۔

تیرھواں تحفہ جو ملا، پہلے زمانے میں اگر کوئی مرتد ہو جائے اور بعد میں توبہ کر کے واپس آ جائے صحیح مذہب پر، تو جتنی اس نے زندگی بھر کی عبادتیں کی ہیں سب صفر ہیں، دوبارہ کرے لیکن میری امت کو اللہ نے یہ Gift دیا کہ مرتد ہونے کے بعد اگر دوبارہ توبہ کر لے تو پیچھے کے سارے اعمال درست ہیں۔

چودھواں Gift پہلے زمانے میں اگر کوئی گناہ کرتا تھا اور یہ گناہ اگر وہ گھر میں کرتا تھا اور اس کے گھر کے دروازے پر ایک نشانی ہوتی تھی کہ یہ شخص گھر میں یہ گناہ کر رہا ہے، لیکن اب یہ نہیں ہے، پیغمبرؐ کی امت کو اللہ نے یہ Gift دیا ہے کہ اللہ ہمارے گناہوں کو چھپائے گا۔

پندرھواں Gift یہ کہ اگر کوئی گناہ کرتا تھا تو اس کی پیشانی پر لکھا جاتا تھا لیکن رسولؐ کی امت میں یہ نہیں ہے۔

سولہواں Gift اللہ ہمارا گناہ چھپانا چاہتا ہے کہ فرشتوں کو بھی پتہ نہ چلے اور وہ اس طرح کہ جو ہمارے کندھے پہ فرشتے بیٹھے ہیں، روزانہ وہ تبدیل ہوتے رہتے

ہیں۔ جو آج آیا ہے وہ پھر دوبارہ ہمارے کندھے پر نہیں آئے گا تا کہ کسی فرشتے کو بھی ہمارے چوبیس گھنٹے کے گناہوں کا پتہ نہ چلے۔

اور اس کے بعد اب میں جلدی جلدی بات پوری کر دوں، کہا کہ اس کے بعد پہلے زمانے کی امت گناہ کرکے اگر توبہ کرنا چاہے تو توبہ کے لیے سو سال اس کو عبادت کرنا پڑتی تھی اور رسول خداؐ کو یہ Gift ملا ہے کہ تمہاری امت اگر توبہ کرے تو ایک سیکنڈ میں اس کی توبہ قبول ہو جائے گی اور اس کے بعد اللہ نے پیغمبرؐ کی دعا سنی:

"اے خدا! ہمیں کافروں پہ فتح دے۔"

تو پچیسواں Gift دیا اور یہ سب سے Best Gift ہے، سب سے زیادہ افضل Gift ہے، کہا: اے رسولؐ! اب میں تمہیں سب سے بڑا Gift دے رہا ہوں، ایسا Gift کہ اگر یہ مل جائے تو باقی سب کی ضرورت بھی نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہارے بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ کو تمہارا مددگار بنا رہا ہوں اور تمہارے بعد تمہاری امت کا امام بنا رہا ہوں۔ (نعرۂ حیدری)

علیؑ کی ولایت، علیؑ کی محبت، علیؑ کی امامت، علیؑ کی مشکل کشائی، علیؑ کا قسیم جنت والنار بننا، علیؑ کا اپنا کلمہ پڑھنے والوں کو قبر سے بچانا، یہ سب شب معراج کا پچیسواں Gift ہے۔ (صلواۃ)

ذکر مصائب: تذکرہ عونؑ و محمدؑ

آج تمہیں ایسے شہید کا ماتم کرنا ہے جس کا ماتم خود اس کی ماں نے بھی کیا، عونؑ و محمدؑ۔ زینبؑ نے عونؑ و محمدؑ کا ماتم کبھی نہیں کیا۔

بیٹا سجادؑ! یہ میرے بچے میں نے صدقہ کر دیئے ہیں اور ہم اہل بیتؑ صدقہ کرنے کے بعد صدقے کی چیز کو یاد بھی نہیں کرتے۔

عونؑ و محمدؑ کون ہیں؟

عونؑ و محمدؑ وہ ہیں کہ جب حسینؑ کربلا کے لیے چلے تھے اور مکے سے نکلے تھے۔تو عونؑ و محمدؑ کو مکے میں چھوڑ گئے، حسینؑ کی بہن زینبؑ کو حسینؑ سے کتنی محبت ہے۔ حسینؑ کی وجہ سے حسینؑ کا اکبرؑ زینبؑ کو کتنا پیارا، حسینؑ کو زینبؑ سے کتنی محبت ہے۔تو جتنی محبت حسینؑ کو زینب سے ہے اتنی ہی محبت زینبؑ کی اولاد سے بھی ہوگی۔

کہا: عونؑ و محمدؑ! تم میرے ساتھ کربلا نہیں آؤ گے، کیونکہ تمہارا باپ بہت بیمار ہے، اس کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔

حسینؑ ابھی راستے ہی میں تھے کہ حسینؑ نے قافلہ روک دیا، عباسؑ گھبرا کے آئے، آقا! ابھی ابھی تو ہم مکے سے نکلے ہیں۔

حسینؑ نے کہا: میں کسی کا انتظار کر رہا ہوں۔کوئی میرے پاس آ رہا ہے۔

عباسؑ نے کہا: آقا! کون آ رہا ہے؟

کہا: خیمے سے نکل کر دیکھو۔

عباسؑ باہر گئے تو دیکھا کہ زینب کبریٰؑ کے شوہر عبداللہ ابن جعفر طیارؒ، وہ آتے ہیں اور سلام کر کے کہتے ہیں: حسینؑ! میں عمر میں تجھ سے بڑا ہوں، میں تو صرف اس لیے آیا ہوں کہ آخری رخصت ایک بار اپنی بیوی زینبؑ سے کرلوں۔

زینبؑ کو پتہ چلا، میرا شوہر آیا ہے۔

ایک روایت ہے کہ زینبؑ گھبرا گئیں، ایسا نہ ہو کہ مجھے واپس لینے آئے ہوں، چنانچہ یہ خیال زینبؑ کے دل میں تھا، ادھر عبداللہؒ قریب آئے اور کہا: اے رسولؐ کی بیٹی! میرا سلام لیجیے۔

زینبؑ نے سلام کا جواب تو دیا، مگر اس سے پہلے کہ شوہر کوئی آگے بات

کرے گھبرا کر کہا: اے میرے چچا کے بیٹے! اگر مجھے واپس بلانے آئے ہو تو میں شریعت کی خلاف ورزی نہیں کرسکتی، واپس ضرور جاؤں گی مگر زینبؑ نہیں جائے گی، زینبؑ کی میت جائے گی، زینبؑ کا لاشہ جائے گا۔

عبداللہؓ نے کہا: میری کیا مجال کہ آپ کو حکم دوں، میں تو اس لیے آیا ہوں کہ مجھے پتہ ہے کہ کوفے کا علاقہ کیسا ہے۔ ہمارے رسولؐ نے فرمایا ہے کہ جب مشکل سفر میں جاؤ تو صدقے کا سامان لے کر جانا۔ میں صدقے کا سامان لے کر آیا ہوں۔

اور عزادارو......!

کیا تھا صدقے کا سامان؟ عونؑ کو آگے بڑھایا، اگر میرے آقاؑ پہ وقت آئے اسے میری جانب سے صدقہ کر دینا۔ محمدؑ کو آگے بڑھایا، جب آقا پہ بڑی مصیبت پڑے اسے اپنی جانب سے صدقہ کر دینا۔

اور زینبؑ نے پھر عونؑ و محمدؑ کو لے تو لیا، لیکن پورے سفر میں کبھی نہ عونؑ کو یاد کیا اور نہ محمدؑ کو یاد کیا، زینبؑ جب یاد کرتی ہے اکبرؑ کو یاد کرتی ہے۔

بس......!

کربلا پہنچ گیا یہ قافلہ، عاشور کی رات آئی، شب عاشور آقا حسینؑ مردوں کا تو امتحان لے چکے تھے۔ چراغ گل کر کے اور آدھی رات کے بعد عورتوں کو دیکھنے آئے۔ کیا دیکھا کہ ہر خیمے میں ہر بی بی اپنی قربانی کو کل کے لیے تیار کر رہی ہے، مگر سب سے عجیب منظر زینبؑ کے خیمے کا ہے۔

پہلی بار زینبؑ نے عونؑ و محمدؑ کو اپنے پاس بلایا اور ایک مرتبہ دونوں بچوں سے کہہ رہی ہے، بچو! کل ایسا جہاد کرنا کہ یزید کی فوج پکار اٹھے، یہ بچے نہیں آئے یہ حیدر کرارؑ کربلا میں آگئے ہیں۔

عاشور کا دن آ گیا، شہادتیں ہو رہی ہیں۔ زینبؑ حسینؑ کے پاس آئیں کہا: بھیا! آج تک تیری بہن نے تجھ سے کچھ نہیں مانگا، آج پہلی بار تیری بہن تیرے پاس سوالی بن کے آئی ہے۔ ارے! میرے عونؑ و محمدؑ کو میدان میں جانے کی اجازت دے دو۔

حسینؑ نے تڑپ کے کہا: زینبؑ! تم نے مانگا بھی تو کیا مانگا، کہا! جاؤ بچو! اجازت ہے۔ بچے میدان میں آئے اور کیا جہاد کیا، پورا لشکرِ یزید منہ پھیر کر بھاگا۔ مگر ایک وقت آ گیا، ادھر عونؑ گھوڑے سے گرا، ادھر محمدؑ گھوڑے سے گرا۔

حسینؑ نے کہا: عباسؑ! ایک لاشہ میں اٹھاتا ہوں، ایک لاشہ تم اٹھاؤ۔ دونوں لاشے خیمے میں لا کر رکھے گئے۔ حسینؑ نے کہا: زینبؑ میری خاطر ان بچوں کو گلے سے لگا لے۔

آنکھوں میں آنسو آ گئے، ایک بچہ ابھی زندہ تھا جب زینبؑ نے گلے سے لگایا۔ جو اس بچے نے کہا: اماں! اب تو تم ہم سے راضی ہے۔

ہائے عونؑ!...... ہائے محمدؑ!

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

مجلسِ ششم

- چودہ سو سال پہلے قرآن نے کہا: قیامت کی نشانیاں آنا شروع ہو گئیں۔
- امامِ زمانہ کیوں پریشان ہیں۔
- ہمارے ولی ہیں امامؑ اور امامؑ کا ولی ہے اللہ۔
- اگر امامؑ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتے تو پھر بات سمجھ میں آتی۔
- دشمن اہلبیت امامؑ کو نقصان پہنچاتا ہے۔
- پیغمبرؐ رات کو آرام کرتے تھے، مولا علیؑ پوری رات بیٹھ کر پیغمبرؐ کی حفاظت کرتے تھے۔
- امام حسنؑ پر دشمن نے حملہ کیا اور سات مرتبہ زہر دیا۔
- حضرت فاطمہؑ نے مولا علیؑ سے وصیت کی یا ابوالحسن! میرے بعد شادی کرنا۔
- جیسے ہی مولا عباس علمدارؑ مولا حسینؑ کی گود میں آئے آنکھیں کھول دیں۔
- مولاؑ مجھے مقتل میں جانے کی اجازت دیں، آقا بابا نے مجھے دعا مانگ کے کربلا کے لیے لیا تھا۔
- حسینؑ ہمیشہ ایک جواب دے کر واپس کر دیتے: عباسؑ! تم میرے لشکر کے علمدار ہو۔

مجلسِ ششم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ (سورہ عنکبوت، آیہ ۱-۲)

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا (سورہ محمدؐ آیہ ۱۸)

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ (سورہ نمل آیہ ۶۲)

آج دو اور آیات کی تلاوت بھی کی گئی، ایک آیت سورہ محمدؐ کی ہے۔ اور دوسری آیت سورہ نمل کی، پہلی آیت یہ کہہ رہی ہے دیکھو! یہ خیال نہ کرنا کہ ساعت عربی لفظ ہے اور اس کے دو معنی ہیں۔ ایک ساعت قیامت کو کہتے ہیں اور نمبر دو ساعت ظہور امامؑ کو کہتے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں ایک ہی ہیں، ظہور امامؑ کا نام بھی قیامت ہے لیکن قیامت صغریٰ ہے اور اسرافیل جس دن صور پھونکیں گے وہ بھی قیامت ہے، وہ ہے قیامت کبریٰ۔ دونوں کے لیے قرآن نے ایک ہی لفظ استعمال کیا: اَلسَّاعَة۔

تو آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ خیال نہ کرنا کہ ساعت اچانک آ جائے گی، دنیا

میں کوئی چیز بھی اچانک نہیں ہوتی، چاہے ظہور امامؑ ہو، وہ بھی اچانک نہیں ہوگا اور چاہے قیامت کبریٰ ہو، وہ بھی اچانک نہیں ہوگی۔

فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا

قرآن کہہ رہا ہے دونوں کے لیے نشانیاں آنا شروع ہو چکی ہیں۔ چودہ سو سال پہلے قرآن نے کہا کہ قیامت کی نشانیاں آنا شروع ہو گئیں، ظہور امامؑ کی نشانیاں آنا شروع ہو گئیں اور تم اتنے غافل بیٹھے ہو سمجھ رہے ہو کہ پتہ نہیں ابھی کتنے سال لگیں گے امامؑ کو آنے میں۔

مولانا......!

ہمارے دادا بھی امامؑ کو بلا رہے تھے، امامؑ نہیں آئے اور ہمارے بابا بھی امامؑ کو بلا رہے تھے، امامؑ نہیں آئے اور ہم بھی بلائیں گے امامؑ نہیں آئیں گے، تو کہیں ہو سکتا ہے کہ شاید امامؑ کو دیکھیں۔

نہیں......!

ظہور کی نشانیاں ظاہر ہونا شروع ہو گئی ہیں بلکہ ایک بہت بڑا فرق ہے، ہمارے دادا کے زمانے میں پچاس سال میں ایک نشانی ظاہر ہوتی تھی۔ اور آج ایک سال میں پچاس نشانیاں پوری ہو رہی ہیں۔ کتنی تیزی کے ساتھ امامؑ کے ظہور کی نشانیاں آج کل ہماری آنکھوں کے سامنے آ رہی ہیں۔ لیکن ابھی میں آیت کو یہیں پہ روکتا ہوں تاکہ دوسری آیت کا ترجمہ بھی آج ہو جائے اور ہمارے Next Day کی جو مجلس ہے اس میں ہم نئی آیت کی تلاوت کریں۔

آج جمعہ کا دن ہے اور یقیناً مومنین نے آج دعائے ندبہ کی تلاوت کی ہوگی، قرآن کی یہ آیت جو سورۂ نمل کی آیت ہے، اس کی تفسیر دعائے ندبہ کے جملے میں آتی ہے۔

آیت اتنی مشہور ہے کہ میں نے آیت شروع کی تو آپ نے مجھ سے پہلے آیت کو مکمل کر دیا:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ

"جب مضطر اللہ کو پکارتا ہے، اللہ سے دعا کرتا ہے تو اللہ اس کی دعا کو سنتا ہے۔"

وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ

"اور پریشانی کا خاتمہ کر دیتا ہے۔"

اب روایت میں یہ ہے کہ یہ مضطر کون ہے؟ جو اللہ سے دعا کر رہا ہے۔ یقیناً ہمارے ہاں اگر کوئی بیمار ہے تو وہ مضطر ہے، کسی کو کوئی روزی کا مسئلہ ہے تو وہ مضطر ہے، لیکن اس آیت میں جو لفظ مضطر آیا ہے۔ احادیث میں یہ ہے کہ سب سے زیادہ زمانے کے امامؑ کے بارے میں یہ ہے۔ ازلی مضطر، پہلا مضطر، سب سے بڑا مضطر امام زمانہؑ ہیں، یہی دعائے ندبہ کا جملہ ہے نا:

اَيْنَ الْمُضْطَرُّ

"ارے! وہ ہمارا امام کہاں ہے کہ جب وہ اللہ کو پکارتا ہے تو قرآن کا وعدہ ہے کہ اللہ اس کو جواب دیتا ہے۔"

تو اب سوال یہ ہے کہ امام زمانہؑ کیوں مضطر ہیں؟ امام زمانہؑ کیوں پریشان ہیں؟

بس......!

یہی دو چیزیں آج کی مجلس کا موضوع بنیں گی۔ پہلے ایک چھوٹی سی تیسری بات بھی سن لیجیے۔ آیتوں کی تلاوت ہو گئی، تھوڑا سا ان آیتوں کا رابطہ ہمارے موضوع یعنی ظہور امامؑ سے مل گیا تو پھر بات مکمل ہو گی۔

اب ایک تیسری بات سن لیجیے اور وہ یہ ہے کہ ہم دن اور رات ایک دعا پڑھتے ہیں اور ہمیں پڑھنا ہے، یہ ہماری ڈیوٹی ہے:

اللهم كن لوليك الحجة ابن الحسن صلواتك عليه و على آبائه فی هذه الساعة و فی كل الساعة وليا و حافظا و قائدا و ناصرا و دليلا وعينا حتى تسكنه ارضك طوعا و تمتعهٗ فيها طويلا

''اے اللہ! تو امام زمانہؑ کا ولی بن جا۔''

امام کا ولی صرف اللہ بن سکتا ہے، ہمارے ولی ہیں امامؑ اور امامؑ کا ولی ہے اللہ۔

و حافظاً

''اور امامؑ کی حفاظت فرما۔''

سوال یہ ہے کہ امامؑ کو اس وقت کیا خطرہ ہے؟ کہ ہم روزانہ اللہ سے بار بار کہتے ہیں:

''اے اللہ! امامؑ کی حفاظت فرما۔''

اگر امامؑ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتے تو پھر بات سمجھ میں آتی ہے کہ کوئی دشمن اہل بیتؑ امامؑ کو نقصان پہنچاتا۔ گیارہ امامؑ جو ہمارے سامنے تھے انھیں دشمنوں نے ہی تو شہید کیا۔ وہاں تو سمجھ میں آ رہا ہے کہ جب امامؑ سامنے ہوں، کہ ان کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ، آج بھی مدینہ منورہ کے اندر مسجد نبویؐ میں جہاں وہ ریاض الجنہ ہے وہاں کھڑے ہو کر بائیں جانب دیکھئے، تین ستون ایسے نظر آئیں گے جو آدھے ضریح کے اندر ہیں اور آدھے ضریح کے باہر اور سب سے پہلے ستون کا نام ہے ستون سریر۔

کہا: یہ وہ جگہ ہے جہاں پر رسول اللہؐ کا بستر بچھایا جاتا تھا اور یہاں لیٹ کر پیغمبرؐ رات کو آرام کرتے تھے اور اس کے برابر ہے ستونِ علیؑ ، کہا: یہ وہ جگہ ہے جہاں مولاؑ پوری رات بیٹھ کر پیغمبرؐ کی حفاظت کرتے تھے۔

تو بات سمجھ میں آئی......!

جب رسولؐ ہمارے درمیان Physically ہیں اور ہر وقت Risk ہے کہ پیغمبرؐ پر کوئی آدمی بھی حملہ کرسکتا ہے۔ جنگوں میں پیغمبرؐ جاتے ہیں تو باقاعدہ زرہ پہن کر جاتے ہیں تاکہ دشمن حملہ نہ کرے، وہ تو جب دعائے جوشن کبیر آئی، دعائے جوشن کبیر بھی یہی تو تاریخ ہے کہ یہ دعا اللہ نے نازل کی اور کہا: "اے حبیبؐ اس کو پڑھا کرو، پھر تمہیں ضرورت نہیں ہے کسی دوسری چیز سے حفاظت کرنے کی۔"

لیکن یہ دعائیں، یہ مولاؑ کا وہاں بیٹھنا سمجھ میں آرہا ہے، اس لیے کہ دشمن Physically حملہ کر رہا ہے۔ امام حسنؑ پر دشمن نے حملہ کیا، سات مرتبہ زہر دیا، جب کہ امام حسنؑ کبھی اکیلے باہر نہیں جاتے ہیں یعنی جانا بھی چاہتے ہیں تو گھر والے نہیں جانے دیتے ہیں۔ کون امام حسنؑ کے ساتھ جاتا تھا؟ چونکہ یہ جملہ بہت کم پڑھا جاتا ہے اور آج کی رات کے لیے یہ جملہ بھی اہم ہے۔

عباسؑ کربلا میں امام حسینؑ کے محافظ تو ہیں ہی، لیکن عباسؑ کا جو پہلا رول ہمارے سامنے آرہا ہے کہ آقا حسنؑ کو جب زہر دینا شروع کیا گیا تو پانچویں زہر کے بعد عباسؑ نے اپنی ڈیوٹی یہ سنبھالی کہ امام حسنؑ کو کہیں اکیلے نہیں جانے دیتے بلکہ کسی آدمی کو امام حسنؑ کے قریب بھی نہیں آنے دیتے۔ یہ عباسؑ کا کردار ہے۔

امام حسنؑ سے عباسؑ کی وہ سروس شروع ہوئی جو کربلا میں بازو کٹا کر مکمل ہوئی، مگر بات سمجھ میں آرہی ہے۔ جب امامؑ ہماری آنکھوں کے سامنے، چاہے رسولؐ ہوں چاہے امام معصومؑ ہوں، حملہ ہوسکتا ہے، بلکہ حملہ ہوا۔

دیکھیے......!

عباسؑ نے امام حسنؑ کو اتنا بچایا، چھ دفعہ حملہ ہو گیا یا نہیں ہوا؟ اور یہ بہت اہم چیز ہے اس لیے کہ کبھی دشمن ہمیں دھوکہ دے کر حملہ کرتا ہے، چھ دفعہ حملہ امام حسنؑ پہ کیسے ہوا؟ عباسؑ کسی آدمی کو امام حسنؑ کے قریب نہیں آنے دیتے۔ وہ ایک اندھا آدمی آیا تھا نا، اور دُور سے آواز دی تھی: اے اہل بیت رسالتؐ! میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ میں اندھا ہوں، مجھے اپنی آنکھیں امام حسنؑ کے پیر سے لگانے دو، اس کی برکت سے اللہ مجھے آنکھوں کی روشنی دے دے گا۔ اس نے ایسا ماحول بنا دیا کہ سب نے کہا، اس کو آنے دو۔

وہ معاویہ کا سپاہی تھا، جو وہ لاٹھی لے کر آیا تھا۔ اس کے نیچے زہر لگا ہوا تھا، اس نے قریب جا کر امام حسنؑ کے پیر میں وہ زہر لاٹھی کے ذریعے داخل کیا۔ تو جب ایسا دھوکہ ہوتا ہے تو پھر یقیناً نقصان ہوتا ہے اور ظہور امامؑ کی ایک یقینی نشانی یہ ہے کہ چالیس آدمی ایسے آئیں گے جو یہ کہیں گے کہ ہم امامؑ کی جانب سے آئے ہیں۔

تو بہر حال......!

میرا اصل جملہ ہے:

"اے اللہ! ان کی حفاظت فرما۔"

امام زمانہؑ کو مضطر کیوں کہا گیا؟ یہ "حافظا" سے سمجھ میں آیا۔ تو امامؑ کو غیبت میں خطرہ کیا؟

مومنین کرام امامؑ تک نہیں جا سکتے، تو کون سا دشمن ہے جو امامؑ تک جائے گا بلکہ غیبت کی وجوہات میں ہی پہلی وجہ یہ آتی ہے کہ اللہ نے انھیں اس لیے غائب کیا تا کہ ان کو دشمنوں سے بچایا جائے، تو غیبت تو ہے ہی اس لیے تا کہ امام زمانہؑ کی حفاظت ہو، پھر اس غیبت میں یہ دعا کیوں مانگ رہے ہو؟

"اے خدا! امامؑ کی حفاظت فرما۔"

اس کے دو مطلب ہیں، نمبر ایک امام زمانہؑ غیبت میں دشمنوں سے محفوظ ہیں، مگر اکثر بیمار پڑ جاتے ہیں اور ایسے بیمار پڑ جاتے ہیں کہ بستر سے اٹھنے کی طاقت نہیں رہتی اور یہ بیمار کیوں پڑتے ہیں؟

جب اس دنیا میں کسی بھی علاقے میں کسی بھی شیعہ پر کوئی ظلم کرتا ہے، اپنے مومن پر ہونے والا ظلم دیکھ کر امامؑ بیمار پڑ جاتے ہیں۔ اور اس بیماری میں جب امامؑ بیمار ہوتے ہیں تو پریشان ہو کر کہتے ہیں: خداوندا! مجھے ظاہر کر دے، تاکہ میں ان سارے دشمنوں کا خاتمہ کر کے اپنے شیعوں کو بچاؤں۔ زمانے کا امامؑ پریشان ہے، اپنے لئے نہیں بلکہ آپ کے لیے، ہمارے مصائب کو دیکھ کر امامؑ کی آنکھ میں آنسو آتے ہیں۔

بھئی......!

ہم پر اگر کوئی پریشانی آئے تو ہماری ماں کتنی پریشان ہوتی ہے۔ امام زمانہؑ اپنی امت سے جتنی محبت کرتے ہیں اتنی محبت کوئی ماں اپنی اولاد سے نہیں کر سکتی۔ پریشان ہو کر دعا کرتے ہیں لیکن پھر اللہ یہ دعا قبول کیوں نہیں کرتا؟

نہیں قبول کرتا ہے، پھر امام زمانہؑ اپنی دعا کو بھی موخر کر دیتے ہیں، کبھی آدمی دعا کرتا ہے اور خود ہی اپنی دعا کو موخر کر دیتا ہے، امام زمانہؑ اپنی دعا کو واپس لے لیتے ہیں کہ نہیں خداوندا! مجھے ابھی ظاہر نہ کر، جب امامؑ دیکھتے ہیں، اگر میں ابھی ظاہر ہو جاؤں ان کو حفاظت دینے کے لیے تو یہ لوگ ابھی میرے لئے محافظ نہیں بن سکتے، اگر میں ان کی حفاظت کرنے جاؤں گا تو سب سے پہلے یہی لوگ میری مخالفت شروع کر دیں گے۔

تو اب امامؑ کے پاس دو چیزیں ہیں، اگر میں ابھی ظاہر ہو جاؤں تو اپنے

شیعوں کو دشمنوں سے بچالوں گا۔ لیکن خود میرے شیعہ میری مخالفت کریں گے کہ ہم ان کو امامؑ نہیں مانتے اور دوسری چیز یہ کہ اچھا! یہ مومنوں کا امتحان ہوتا ہے، ان کا مال لٹتا رہے، جان جاتی رہے، اولاد مرتی رہے کم از کم ایمان تو بچا ہوا ہے۔

بس......!

اسی لئے امامؑ اپنی دعا کو بھی واپس لے لیتے ہیں، لیکن یہ کب تک چلے گا؟ اگر دجال آ گیا تو کیا ہوگا؟ دجال تو ہے ہی وہ آدمی جو ہمارا ایمان لوٹنا چاہتا ہے۔ اور جو معراج کی حدیث تھی، اس میں بھی ہے کہ جب پیغمبر خداؐ نے پوچھا: "اے خدا! یہ کب ہوگا؟"

خدا نے کہا: میں بارہ مہدی بھیجوں گا اور ان میں آخری مہدیؑ وہ ہوگا جس کے پیچھے مریمؑ کا بیٹا عیسیٰؑ نماز پڑھے گا اور جو دنیا کو ظلم سے ختم کر کے عدل سے بھر دے گا۔"

تو پیغمبرؐ نے وہ سوال کیا جو ہمارا جوان سوال کرتا ہے کہ "مولانا! یہ کب ہوگا؟"

خدا نے کہا: "جب دنیا سے علم اٹھالیا جائے گا۔"

اور مولاؑ نے فرمایا: آخری زمانے کی اہم ترین نشانی یہ ہے کہ لوگ علماء کی توہین کریں گے اور ذلیل کریں گے، لوگ دعا مانگیں گے کہ ہماری قوم میں کوئی عالم نہ رہنے پائے، اس کا نام ہے علم کا اٹھ جانا، جب علم اٹھے گا تو زمانے میں جہالت چھا جائے گی، قرآن پڑھنے والے بہت ہوں گے لیکن عمل بہت قلیل ہو جائے گا اور قتل بڑھ جائے گا، ہدایت دینے والے فقہاء کم ہو جائیں گے۔ اور وہ فقہاء معاشرے میں بڑھ جائیں گے جو خود بھی گمراہ ہیں دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ اور قوم میں شاعروں کی کثرت ہو جائے گی، آج ساری قوم شاعری کے اوپر چل رہی ہے۔

آخری زمانے میں مسلمانوں کے حاکم بھی کافر ہو جائیں گے اور ان کے جو مشیر ہوں گے وہ فاجر ہوں گے اور ان کے جو وزیر ہوں گے وہ سب ظالم ہوں گے۔ اور حالت یہ ہے کہ مرد اپنی بیویوں کی اطاعت کریں گے، ماں کی نافرمانی کریں گے۔

اب ایک الگ حدیث، راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: مولاؑ! یہ جو بار بار اللہ نے بھی کہا، آپؑ کے جد رسولؐ اللہ نے بھی کہا اور مولاؑ نے کہا کہ اطاعت کریں گے شوہر اپنی بیویوں کی اس کا کیا مطلب ہے؟

امامؑ نے کہا: یہاں اطاعت سے مراد کیا ہے؟ اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ بیوی بغیر پردے کے گھر سے نکلے تو شوہر راضی ہو۔

جلدی سے اس حدیث کو مکمل کرتے ہیں کیوں کہ ایک اہم مسئلہ آنے والا ہے، اللہ پیغمبرؐ سے معراج کی رات بیان کر رہا ہے، مردوں کی مردوں سے شادیاں ہوں گی، عورتوں کی عورتوں سے شادیاں ہوں گی اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ دنیا میں فساد پھیل جائے گا۔

اب اس کے بعد آخری تین جملے......!

یہ معراج کی رات اللہ کہہ رہا ہے، جب یہ بیس خرابیاں آجائیں اور تین جگہ پر زمین پھٹے تو پھر حسنؑ ابن علیؑ کی اولاد میں سے ایک بیٹا آئے گا وہ ایک جہاد شروع کرے گا۔ اور مشرق کے علاقے سے دجال نکلے گا اور دمشق کے اندر سفیانی سامنے آئے گا۔ (صلواۃ)

ذکر مصائب: تذکرہ جناب عباسؑ

بس عزادارو......!

جناب فاطمہؑ نے مولا علیؑ سے وصیت کی کہ یا ابوالحسنؑ! میرے بعد آپؑ

ایک دن اکیلے نہ رہیں اور تین دن کے اندر اندر دوسری شادی کریں اور پھر مولاؑ نے شہزادی فاطمہؑ کے بعد دس شادیاں کیں، لیکن جو سب سے زیادہ تمنا والی شادی تھی فاطمہؑ کے بعد وہ ام البنینؑ کے ساتھ تھی۔

جناب فاطمہؑ کلابیہ کے ساتھ مولاؑ کی شادی ہوئی۔ شادی کے ایک سال بعد مولاؑ مسجد نبویؐ میں بیٹھے ہیں۔ یہ تقریباً ۲۶ھ کا واقعہ ہے۔ شہزادی فاطمہؑ کی وفات کو چودہ سال گزر چکے ہیں۔ فاطمہؑ کے بعد میرے مولاؑ نے پانچ شادیاں اور کی ہیں۔ یہ چھٹی شادی ہے۔ مولاؑ مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ گھر سے غلام پیغام لے کر آیا، کہا: مولاؑ! مبارک ہو، آپ کے یہاں بیٹا ہوا ہے اور ام البنینؑ سے ہوا ہے۔

مولاؑ نے شکر کا سجدہ ادا کیا اور پھر ام البنینؑ کے حجرے میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ اُم البنینؑ کے پہلو میں ایک بچہ لیٹا ہوا ہے، مگر ام البنینؑ پریشان ہیں خوش نہیں ہیں۔

مولاؑ نے کہا: کیا بات ہے آج تم خوش نظر نہیں آ رہی؟

کہا: مولاؑ! مجھے ایک پریشانی ہے، جب سے بچہ پیدا ہوا ہے، اس نے آنکھیں نہیں کھولیں۔

مولاؑ مسکرائے، کہا: ام البنینؑ تمہیں نہیں پتہ لیکن مجھے پتہ ہے۔ کمرے میں موجود کنیز سے کہا: جاؤ میرے حسینؑ کو بلا کر لاؤ۔

امام حسینؑ آئے۔ کہا: بابا! آپؑ نے کیوں بلایا؟ ایک بار علیؑ نے اس بچہ کو حسینؑ کی گود میں دیا۔ جیسے ہی بچہ حسینؑ کی گود میں گیا تو فوراً آنکھیں کھولیں، دنیا کی پہلی زیارت حسینؑ کی کی، اس لئے آخری زیارت بھی حسینؑ کی کرنا چاہتا تھا۔

بعض علماء نے لکھا ہے: جب علیؑ نے یہ بچہ حسینؑ کی گود میں دیا تو یہ بچہ حسینؑ کی گود میں گیا، لیکن آنکھیں بعد میں کھولیں۔ ننھے ننھے ہاتھ پہلے آگے بڑھا

دیجیے۔ شاید کہہ رہا ہو، آقاؑ! بچے کے ہاتھوں کا نذرانہ تو ابھی سے لے لیجیے۔

ادھر بچے نے آنکھیں کھولیں۔ اُم البنینؑ خوش ہو گئیں۔

مولاؑ نے کہا: اس کو واپس ذرا میری گود میں دو۔ ایک کان میں اذان کہی اور دوسرے کان میں اقامت کہی۔

میرے استاد یہ روایت پڑھا کرتے تھے۔ بچے کا چہرہ دیکھا، کہا: بالکل ویسا ہے جیسی میری تمنا تھی اور رسولؐ خدا مجھ سے یہ کہہ گئے تھے کہ اس بچے کا نام عباسؑ رکھنا۔

بس عزیزو......!

عاشور کی صبح کو جب ہر شہید آتا ہے اور اجازت لیتا ہے تو ہر سپاہی سے پہلے عباسؑ آتے ہیں۔ مولاؑ مجھے مقتل میں جانے کی اجازت دیں۔ آقاؑ! باباؑ نے مجھے دعا مانگ کے کربلا کے لیے لیا تھا۔

حسینؑ ہمیشہ ایک جواب دے کر واپس کر دیتے۔ عباسؑ! تم تو میرے لشکر کے علمدار ہو۔ وہ وقت آ گیا کہ جب بنی ہاشم کے لاشے آنے لگے۔ اب عباسؑ سے برداشت نہیں ہو رہا ہے۔

آقاؑ! مجھے اجازت دیجیے۔ کہا: عباسؑ! تم تو میرے لشکر کے علمدار ہو، تو تڑپ کے عباسؑ نے عجیب جواب دیا، مولاؑ! مگر وہ لشکر کہاں ہے جس کا میں علمدار ہوں۔

عباسؑ مایوسی کے عالم میں خیمے میں آئے اور ایک مرتبہ ننھی سکینہؑ دوڑ کر آئیں، چچا کا دامن پکڑ کر کہا: چچا! ابھی سارے بچے میرے پاس آئے تھے اور کہا تھا: ہم بہت پیاسے ہیں کیا پانی مل جائے گا؟

کہا: سکینہؑ! تیرا چچا پانی لانے کو تیار ہے لیکن مولا حسینؑ اجازت نہیں دیتے۔

سکینہؑ نے کہا: آپؑ چلیں میں آپ کی سفارش کروں گی۔

سکینہؑ اور عباسؑ مولا حسینؑ کے خیمے کی طرف چلے۔ حسینؑ نے دور سے دیکھا اور کہا: عباسؑ! اب کچھ نہ کہنا، میں سمجھ گیا کہ سکینہؑ کیوں آرہی ہے۔ اب میں منع نہیں کروں گا۔

اب عباسؑ چلے۔ عباسؑ کے ہاتھ میں علَم۔ عباسؑ سارے لشکر کو چیرتا ہوا جارہا ہے، بچوں کو علَم نظر آرہا ہے۔ دیکھا علَم آگے بڑھ رہا ہے، پھر دیکھا علَم واپس آرہا ہے، مگر ایک بار سکینہؑ گھبرا گئی۔ جب دیکھا، علَم سیدھے ہاتھ کی جانب گرنے لگا، ایسا لگا علمدارؑ کا ایک ہاتھ کٹ گیا، مگر گرتے گرتے علَم رک گیا اور آگے بڑھا علَم، ایک مرتبہ علَم الٹے ہاتھ کی جانب گرا، سکینہؑ گھبرا گئی، عباسؑ کا بایاں بازو کٹ گیا۔

عباسؑ آگے بڑھ رہے ہیں، مگر عزادارو! حرملہ کا تیر چلا۔ مشک سکینہؑ میں لگا۔ پانی بہا، ادھر پانی بہا، ادھر علَم گرا، علمدارؑ کی آواز آئی: آقا! میرا آخری سلام لے لو۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَىَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُونَ

مجلسِ ہفتم

- اس کائنات کا سب سے بڑا مظلوم کون ہے۔
- ایک وقت ایسا آئے گا جب تیرے وارث ہی کو بھیجوں گا۔
- اسلام کا تو مقصد یہ ہے ہماری اندر کی بیماریوں کا علاج بتائیے۔
- اے علیؑ! تیری محبت رکھنے والا، اس کے گناہ سارے ختم ہو جائیں گے۔
- اولادِ حسنؑ میں سے ایک نوجوان راہِ خدا میں جہاد کرے گا۔
- مشرق سے دجال ظاہر ہوگا اور پھر سفیانی آئے گا۔
- اے میرے حبیب! بصرہ کے علاقے میں خاص تباہی ہوگی۔
- ہم سے اٹھارہ سال کے جوان کا کٹا ہوا سر نہیں دیکھا جا رہا۔ اگر اس کی ماں ہوگی تو اُس نے یہ منظر کیسے دیکھا ہوگا؟
- اکبرؑ گھوڑے سے گرے، حسینؑ ٹیلے سے گرے، زینبؑ خیمے کے دَر سے گری۔
- حسینؑ نے کہا: اکبرؑ تیرا کوئی جوان بیٹا نہیں ہے تجھے کیا معلوم بوڑھے باپ کے دل پر کیا گزر رہی ہے۔
- ایک بار حسینؑ نے برچھی نکالنا چاہی، برچھی کو ہلایا، اکبرؑ کا کلیجہ ہلا، زمین کربلا ہی خیمے ہے۔

مجلسِ ہفتم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ○ (سورۂ عنکبوت، آیہ ۱-۲)

وَ عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْئًا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ (سورۂ بقرہ، آیہ ۲۱۶)

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ (سورۂ نساء، آیہ ۱)

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَیْهَا (سورۂ روم آیہ ۲۱)

آنے والے کل کی مجلس شب عاشور کی مجلس ہوگی اور عاشور کا دن Monday کا ہوگا، اس لیے کل رات کی مجلس میں یہ جملے شاید اچھے نہ لگیں، جو مجھے آج بیان کر دینا ہیں اور وہ غالباً یہ حجت امام بارگاہ میں پچیس سالہ تاریخ میں، میں پہلا خطیب ہوں گا کہ جس نے وقت کی پابندی کا اس دفعہ اتنا خیال نہیں رکھا، اس دفعہ بعض ایسے حالات بنتے چلے گئے، مجلس وقت سے بہت زیادہ، پانچ منٹ، دس منٹ، کے لیے تو لوگ رعایت دے دیتے، مگر آدھا آدھا گھنٹہ تاخیر ہوئی، آپ حضرات نے بڑے صبر

اور تحمل کے ساتھ سنا اور اگرچہ اتنا تو مجھے یقین تھا، میں نے کہا بھی تھا کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ ایسے ماحول میں مومنین کا اس طرح بیٹھنا، چاہے وہ جتنے ہی شوق اور دلچسپی کے ساتھ مجلس سن رہے ہوں۔

یہ صرف امام مظلومؑ کا معجزہ ہے، اگر یہ یہاں اس ساڑھے تین ہزار سے زیادہ مرد، عورتیں اور بچے جمع ہیں، یہ صرف امام حسینؑ کی بدولت......(نعرۂ حیدری)

اس سے زیادہ میری کوئی غلطی ہو ہی نہیں سکتی، اگر میں یہ سمجھوں کہ لوگ مجھے سننے آ رہے ہیں، یہ آقا حسینؑ اور ان کی ماں فاطمہؑ کی دعا لینا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو فاطمہ زہراؑ کو پرسہ دینے کے لیے یہاں یہ آئے ہوئے ہیں۔

لیکن بہرحال......!

بہت تاخیر ہوتی رہی، میں شکرگزار ہوں، اس مجمع کا بھی اور اس انتظامیہ کا بھی۔ کل میری مجلس کے بعد شب عاشور پرسہ کا پروگرام تھا، وہ کل گزر گیا اور میں اسی منبر کے نیچے بیٹھا تھا پندرہ منٹ، تو مجھے اندازہ ہوگا جس کی وجہ سے آج، ابھی تک تو میرا یہ ارادہ ہے۔

یہ مجھے......!

اس سے پہلے چار دن جو ہوا وہ میری بھول ہوگئی۔ آج میں پوری کوشش کروں گا۔ لیکن کیا کروں، آپ حضرات کا گریہ، آپ حضرات کی توجہ، آپ حضرات کا شوق، بعض اوقات مجھے گھڑی نہیں دیکھنے دیتا۔ اب میں ایک بات عرض کر دوں کہ درمیان میں، میں ایک مجلس نہیں پڑھ سکا، موسم کی خرابی کی وجہ سے۔ تو وہ ساری باتیں بھی آ گئیں لیکن مجھے نہیں معلوم کہ قدرت نے ایک Match کر دیا ہماری مجالس کو اور ان بچوں کو۔ میں شاباش دیتا ہوں ان بچوں کو جو روزانہ مجلس کے شروع ہونے سے پہلے تلاوت قرآن کر رہے ہیں۔ یہ ہے وہ امام زمانہؑ کی فوج۔ اور یہ ہے

وہ امام زمانہؑ کی تیاری، یہ صحیح معنوں میں عونؑ و محمدؑ اور قاسمؑ کا ماتم، کہ اس انداز سے اپنے بچوں کو اس اسلام کے لیے تیار کرنا۔ مگر اتفاق کچھ ایسا ہوا کہ بچے تین یا چار دن سے مسلسل سورۂ قصص کی تلاوت کر رہے ہیں۔ اور سورۂ قصص وہ ہے جس میں پروردگار کا ہر مظلوم سے وعدہ ہے:

وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ

''اس زمین میں جتنے مظلوم ہیں ہمارا ان سے وعدہ ہے کہ ہم اپنی ایک حجتؑ کو بھیجیں گے جو ان ظالموں کو سزا دے گا۔''

اور اس کائنات کا سب سے بڑا مظلوم کون ہے؟ پروردگار کا یہ وعدہ کہ اے حسینؑ! یاد رکھ! اس دنیا میں ایک وقت ایسا آئے گا جب میں تیرے وارث ہی کو بھیجوں گا، جو تیرے خون کا اور ان مظالم کا امتحان لے گا۔

ہمارے تین دن کی مجلس کچھ معراج کے حوالے سے زمانے کے امامؑ کے بارے میں ہوئی۔ سورۂ قصص کی آیات بھی امام زمانہؑ کا ایک پیغام ہے اور آج نہ تو مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ بچے کون سی آیات آج پڑھیں گے اور نہ بچوں کو معلوم تھا کہ مولانا کا موضوع کیا بنے گا۔

آج سورۂ قصص کا وہ حصہ آ رہا تھا جہاں اسلام میں خاندانی زندگی کے حوالے سے، کچھ پیغام دیا جا رہا تھا۔

حضرت موسیٰؑ جناب شعیبؑ کے گھر میں پہنچ رہے ہیں۔ جناب شعیبؑ کی بیٹیوں کی مدد کی پانی بھرنے میں۔ اور وہ بیٹیاں موسیٰؑ کو لے کر اپنے باپ کے پاس گئیں اور یہ کہہ رہی ہیں: بابا! یہ بہترین آدمی ہے۔ اسے اپنے گھر میں رکھیے اور اسی بیٹی سے جناب موسیٰؑ کی شادی ہوتی ہے۔ اور ہمارا کل رات اور آج کا موضوع، اسلام صرف لوگوں کی خرابیاں نہیں بتایا ہے، بلکہ اسلام کا تو مقصد یہ ہے کہ ہمارے

اندر بیماریوں کا علاج بتائے۔ معاشرے میں اتنے گناہ پھیلے ہوئے ہیں کہ ایک جانب تو پیغمبرؐ کو معراج کی رات پچیس تحفے دیئے جا رہے ہیں۔ جن میں سب سے قیمتی تحفہ وہ پچیسواں تھا:

> "اے علیؑ! تیری محبت رکھنے والا، اس کے گناہ سارے ختم ہو جائیں گے اور علیؑ اس کا ہاتھ پکڑ کے جنت میں لے جائیں گے۔"

اور پچیسویں تحفے کا آخری حصہ وہ زمانے کا امامؑ ہے جو اس دنیا میں آ کر خالی ظلم ہی خاتمہ نہیں کرے گا، بلکہ گناہوں کا بھی خاتمہ کرے گا۔ میں نے آخری زمانے کی وہ نشانیاں بتائی تھیں، جن کا تعلق معراج کی رات سے جو اللہ نے اپنے حبیبؐ کو بتائیں۔ باقی ہمارے پاس زمانے کے امامؑ کی جتنی نشانیاں ہیں معصومینؑ نے ہم کو بتائیں، مگر یہ معراج کی only روایت ہے، جہاں اللہ براہِ راست پیغمبرؐ کے سوال کے جواب میں اللہ وہ نشانیاں بتا رہا ہے اور وہ نشانیاں جو بتائی گئیں، ان میں سے ایک نشانی میں نے آج کے لیے رکھی۔

اچھا......!

اب یہ میں عرض کر دوں کہ معراج کی جو روایت ہے اس کے آخر میں تین یہ جملے آئے: اولادِ حسنؑ میں سے ایک نوجوان راہ خدا میں جہاد کرے گا، مشرق سے دجال ظاہر ہوگا۔ اور پھر سفیانی آئے گا اور یہ جو تین چیزیں ہیں ان کے بیچ میں ایک لفظ آیا۔ اور دنیا کے حالات اس وقت ایسے ہیں۔ میں ان کو ذرا کھل کے بیان نہیں کر رہا ہوں، وہ یہ ہے کہ اے میرے حبیبؐ! بصرہ کے علاقے میں خاص تباہی ہوگی۔

دیکھیے......!

دوسری روایتوں میں دنیا کے کئی علاقوں کی تباہی کا تذکرہ ہے، مگر معراج کی روایت وہ ہے جس میں اللہ نے ذکر کیا، باقی چیزیں معصومینؑ نے ہمیں بتائیں، اگرچہ معصومؑ بھی اللہ سے لے کر بتاتے ہیں۔ لیکن ایک یہ ہے کہ ڈائریکٹ اللہ کہے اور ایک یہ ہے معصومؑ ہمیں بتائے، اللہ نے ایک ہی شہر کا ذکر کیا۔

کہا: بصرہ کے علاقے میں تباہی ہوگی، میں نشانیوں کے بعد اور یہ آخری تین نشانیوں سے پہلے بصرے کی تباہی ہوگی۔ ایک ایسے آدمی کے ہاتھ سے جو تیرے اہل بیتؑ کا دشمن ہے اور اس کی مدد کرنے کے لیے کچھ ایسے حکمران آئیں گے جو سیاہ پوش ہوں گے، جو حبشی ہوں گے۔ بصرے کی تباہی ان کے ہاتھوں سے ہوگی۔ اور ایک حدیث، اس کو ہم کہتے ہیں "حدیث قدسی"۔

اللہ کا کلام، قرآن کے علاوہ، مگر ایک اور حدیث میں یہ ہے، امامؑ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ آخری زمانے میں ایک حبشی خانہ کعبہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب پی رہا ہے۔

اچھا......!

اب یہ عربی زبان کے اندر یاد رکھیے، چھت پر بیٹھنا۔ یہ حقیقت میں بھی ہو سکتا ہے یا اس علاقے کا کنٹرول مراد ہے۔

امامؑ کہہ رہے ہیں: میں ایک حبشی کو دیکھ رہا ہوں جو کعبہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب پی رہا ہے۔ اب ایک روایت یہ اور ایک معراج کی رات کی حدیث، عراق کی تباہی، کچھ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہے جن کے حکمران......

بس......!

آخری زمانے کی ایک بہت اہم نشانی یہ ہے کہ آخری زمانے میں بے حیائی بہت ہوگی۔ ایک تو یہ ہے کہ کھلم کھلا گناہ ہوں گے۔ تو آخری زمانے میں بے حیائی

بہت بڑھ جائے گی۔ یہ آخری زمانے کی خاص نشانی بتائی گئی۔

معراج کی رات کی حدیث میں صرف ایک چیز آتی تھی۔ مردوں کی مردوں سے شادیاں ہوں گی اور عورتوں کی عورتوں سے، لیکن باقی حدیثوں میں جو اس کی تفصیل آئی ہے، وہ یہی تو ہے نا، بے پردہ عورتیں گھر سے باہر نکلیں گی۔

پھر وہ حدیث آتی ہے کہ ایسی عورتیں ہوں گی، جنہوں نے کپڑے تو پہنے ہیں لیکن کپڑے پہننا یا نہ پہننا برابر ہے۔ کپڑے کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ جسم کا چھپانا۔ ایسا ان کا لباس ہوگا جو جسم چھپا نہیں رہا ہوگا بلکہ جسم کو اور زیادہ دکھا رہا ہوگا۔

اب یہ اتنی مشہور حدیث، بے پردگی ایک مرحلہ ہے کہ مرد مرد، عورت عورت، وہ ایک مرحلہ ہے ایسے کپڑے پہننا جو جسم کو چھپائے کم اور دکھائے زیادہ۔ وہ ایک حدیث ہے۔ پھر میں وہ لفظ جو امامؑ نے پندرہ حدیثوں میں پڑھا، وہ میں منبر پہ پڑھنا بھی نہیں چاہتا، وہ جملے امامؑ کے یہ ہیں کہ شادی شدہ زندگی۔

آدمی شادی کیوں کرتا ہے؟ بہت سارے اس کے مقاصد ہوتے ہیں۔ مگر اہم ترین مقصد جس کو نویں امامؑ نے اس طرح سے بیان کیا:

اما بعد! فقد کان من فضل اللہ علی الانا الا ان
اغنا ھم بالحلال عن الحرام

"تمام تعریفیں اس اللہ کی، جس نے شادی کی شکل میں ایک حلال نعمت دے دی۔ تاکہ اس حلال کے بعد اب تم کسی حرام کی جانب نہ جاؤ۔"

یہ نویں امامؑ کا اپنے نکاح کا خطبہ ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں: آخری زمانے میں جانوروں کی طرح سے سڑک کے اوپر کھلم کھلا اس طرح شادی شدہ افراد زندگی گزاریں گے۔ جو آدمی اپنے Bedroom کو بھی lock کئے بغیر آگے نہیں بڑھتا۔

یہ ابھی ایک مرحلہ ہے، شاید ابھی اور بھی کچھ ہونا ہے۔ تو یہ اب یہ جو تین چار احادیث ہیں اس کا مطلب خالی یہی چیزیں نہیں اتنا بے حیائی اور فحاشی کا ماحول ہوگا۔

اچھا......!

ایک بات میں ایسی کہتا ہوں، جس پہ میں نے ایک عشرہ پڑھا ہوا ہے۔ پورے عشرے کی بات میں ایک جملے میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور کبھی موقع ملا تو اس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔ لیکن ایک جملہ سنیں اور یہ بہت بڑی Research کا خلاصہ ہے وہ یہ کہ جہاں جہاں اسلام پر حملہ ہوا ہے اور جہاں جہاں اسلام کے خلاف تلوار چلائی گئی، اور جہاں جہاں مسلمانوں کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اسلام ختم نہیں ہوا، مسلمان ختم نہیں ہوئے بلکہ اور Strong ہو گئے۔

ایک بات یاد رکھیے......!

ہمارے دشمن، چاہے وہ اہل بیتؑ کے دشمن ہوں، چاہے وہ اسلام کے دشمن ہوں۔ اگرچہ دونوں ایک ہی بات ہے۔ وہ جہنمی ہیں، گمراہ ہیں، لیکن بے وقوف نہیں ہیں۔ جب ان کے سامنے کوئی ایسی بات آتی ہے تو وہ اس پر Research کر کے ایک نتیجہ نکالتے ہیں۔ ہم ہیں بے وقوف، وہ نہیں ہیں بے وقوف۔ چنانچہ! جب انہوں نے دیکھا کہ دنیا میں ہر جگہ، جہاں ہم نے مسلمانوں کو ختم کرنا چاہا تو یہ ختم نہیں ہوئے، بلکہ اور طاقتور ہو گئے۔ تو آخر کیسے اسلام کو ختم کیا جائے؟

انہوں نے تحقیق کر کے ایک جملہ بنایا اور وہ ہماری اور آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور وہ ہو رہا ہے کہ اسلام ظلم کے ساتھ باقی رہتا ہے، لیکن بے حیائی اور فحاشی کے ساتھ اسلام باقی نہیں رہتا۔ جہاں ظلم کیا وہاں اسلام ختم نہیں ہوا، بلکہ وہاں اور طاقتور ہو گیا۔ جہاں بے حیائی پھیلائی وہاں اسلام ختم ہو گیا۔

امامؑ فرماتے ہیں: پارک، بازار، سڑکیں، سب جگہ بے حیائی پھیل جائے

گی۔ اس وقت آپ کا گھر وہ ہے جہاں پہ آپ اپنا ایمان بچا سکتے ہیں۔ اور گھر میں بھی خاص طور پر دو چیزیں نمبر ایک نماز، چھوٹی عبادت نہیں ہے نماز:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ

یہ نماز ہے جو آپ کو بے حیائی کے کاموں سے بچاتی ہے۔ جب ایک مومنہ کو پتہ چل جائے کہ میں نماز میں کھڑی ہوتی ہوں، ایک بال بھی میرا نظر آ جائے تو میری نماز باطل ہے۔ چاہے گھر میں اکیلی ہوں۔ چاہے اس وقت اندھیرا ہو، تب بھی بال اسے نظر نہیں آنا چاہیں کہ اللہ میری عبادت پسند نہیں کرتا۔ اپنے پاس اگر ایک بال بھی نظر آ جائے، تو یہ حجاب کتنا اہم ہے۔ اور حجاب شروع کا پوائنٹ ہے، بے حیائی کو روکنے کا۔

تو پہلی چیز ہے نماز۔ اور دوسری چیز ہے انسان کی خاندانی زندگی۔ یہ دو چیزیں ایسی ہیں جو آدمی کو بے حیائی سے بچاتی ہیں۔ چنانچہ! سورۂ نساء کی پہلی آیت جو آج میں نے تلاوت کی ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے:

"ڈرو اس اللہ سے، جس کے بارے میں قیامت میں پہلا سوال ہوگا، اور دوسرا سوال ہوگا رشتہ داری کے بارے میں۔"

پیغمبرؐ کی حدیث ہے:

"اللہ تین آدمیوں پر لعنت بھیجتا ہے۔ جو اکیلا کھانا کھاتا ہے، جو اکیلا سفر کرتا ہے، جو اکیلا زندگی گزارتا ہے۔"

بلکہ نماز بھی نامکمل ہے، اگر اس کے ساتھ رشتہ دار کا حق ادا نہیں ہو رہا۔

ذکر مصائب!

کل میں نے جناب عباسؑ کے مصائب پڑھے تھے، آج علی اکبرؑ کے مصائب

آپ سنیں گے۔ بعد واقعہ کربلا جب یہ سیدانیوں کا لٹا ہوا قافلہ قیدی بن کر شام جا رہا تھا اور راستے میں عیسائی عورتوں کی ایک بستی تھی۔ جو تماشہ دیکھنے کے لیے مکان کی چھت پر آ کر بیٹھ گئیں اور پورا وہ منظر دیکھ رہی ہیں۔

اونٹ دیکھے، قیدی دیکھے، کٹے ہوئے سر دیکھے، اچانک اکبرؑ کا کٹا ہوا سر نظر آ گیا۔

ارے......!

عیسائی عورت کہتی ہے: اللہ کرے اس جوان کی ماں پہلے مر چکی ہو۔ اور یہ جملہ کہیں اُم لیلیٰؑ نے سن لیا، چونک کر سر اٹھایا اور کہا: اس نوجوان کی ماں نے تیرا کیا نقصان کیا ہے، تو بددعا کیوں دے رہی ہے؟

وہ عیسائی عورت تڑپ کے کہتی ہے: بددعا نہیں دے رہی۔ میں تو سوچ رہی ہوں کہ ہم تو غیر ہیں، ہم تو دشمن ہیں، ہم سے اٹھارہ سال کے جوان کا کٹا سر نہیں دیکھا جا رہا ہے، ہائے! اگر اس کی ماں ہو گی تو کس طرح یہ منظر دیکھا ہو گا۔

ہاں......!

اس عیسائی عورت کو ایک Message دینے کا دل چاہتا ہے۔ تجھے نہیں پتہ کہ لیلیٰؑ کسے کہتے ہیں۔ آ کر کربلا میں دیکھ۔ لیلیٰؑ نے اکبرؑ کا لاشہ دیکھ کر کس طرح شکر کا سجدہ ادا کیا۔ یہ کربلا کی وہ قربانی ہے کہ علی اکبرؑ کی شہادت کے وقت ہم نے وہ اثرات دیکھے، جو کسی اور شہید کی لاش پر ہم کو نظر نہیں آئے۔ کسی کو بھی شہید کیا تو حسینؑ نے ہاتھ اٹھا کر عمر ابن سعد کو بددعا نہیں دی تھی، اکبرؑ کی شہادت کے وقت بددعا دی تھی:

"اے عمر ابن سعد! میرا یہ وہ بیٹا ہے۔ جو صورت اور سیرت میں، رفتار اور گفتار میں میرے نانا کی شبیہ ہے۔ جس طرح تو

میری نسل کو ختم کر رہا ہے اللہ تیری نسل کو ختم کرے۔"

کربلا کے کسی مجاہد کے گھوڑے کے پیچھے کیا حسینؑ خود گئے تھے؟ حمید ابن مسلم جو ایک راوی ہے۔ کیا اس نے کوئی اور روایت کی ہے کہ پردہ بار بار اٹھتا ہے اور بار بار گرتا ہے۔

اکبرؑ، شبیہ رسولؐ اکبر......

اب یہاں ایک اختلاف ہے علماء میں، بعض علماء کہتے ہیں کہ علی اکبرؑ کربلا کا آخری شہید ہے، اصغرؑ سے پہلے اور بعض کہتے ہیں کہ بنی ہاشم میں کربلا کا پہلا شہید ہے۔

بہر حال......!

میدانِ کربلا میں جہاد شروع ہوا، ایک ایک کر کے سارے اصحاب گئے۔ سارے اصحاب مارے گئے۔ اب جوانانِ بنی ہاشم کی باری آئی۔

حسینؑ نے آواز دی: اکبرؑ بیٹا! سب سے پہلا لاشہ حسینؑ اپنے لعل کا اٹھائے گا۔

اکبرؑ! مقتل میں جاؤ۔

اور اکبرؑ! وہ کب سے مرنے کے لیے تیار بیٹھا ہے۔ یہ قافلہ ابھی کربلا بھی نہیں آیا تھا۔ راستے میں تھا یہ قافلۂ حسینؑ خیمے میں بیٹھے ہیں، ایک مرتبہ آنکھ لگ گئی، ایک بار حسینؑ نے آنکھ کھولی اور کہا:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

جوان بیٹا باپ کے پاس آیا کہا: بابا! اس وقت یہ جملہ کیوں پڑھا؟

کہا: میں نے خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے: یہ لوگ مرنے کے لیے جا رہے ہیں۔

اکبرؑ نے کہا: بابا!

اَلَسنَا عَلَی الحَقِّ

''کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟''

حسینؑ نے کہا: اس میں کیا شک ہے، میں خود حق ہوں۔

کہا: بابا! اگر ہم حق پر ہیں تو پھر مرنا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔

ادھر حسینؑ نے کہا: اکبرؑ! پہلا لاشہ تیرا اٹھانا ہے۔

اور ادھر اکبرؑ نے کہا: بابا! میں تو صبح سے انتظار کر رہا ہوں۔

اچھا......!

جایئے بابا! خدا حافظ!

اب چلے اکبرؑ تو حسینؑ نے روک لیا، کہا: اکبرؑ! اس طرح نہیں، پہلے خیموں میں جا کر گھر والوں کو خدا حافظ کہہ۔

اکبرؑ پریشانی کے عالم میں چلے، اماں لیلیٰؑ سے کیا کہوں، ایک بار لیلیٰؑ کے خیمے میں داخل ہوئے، ایک عجیب منظر دیکھا، لیلیٰؑ مصلے پر بیٹھی ہے۔

اکبرؑ نے کہا: اماں یہ کون سی نماز کا وقت ہے؟

کہا: بیٹا! میں نے ایک منت مانی تھی۔ میرے لعل کا لاشہ آئے تو میں شکرانے کی نماز پڑھوں گی۔

اکبرؑ نے کہا: اماں! تو نے تو میرا سب سے بڑا مسئلہ ہی حل کر دیا، میں تو پریشان تھا کہ تجھے یہ پیغام کیسے دوں؟

اب اکبرؑ پھر پریشان کہ پھوپھی اماں کو کیسے بتاؤں؟

آ کر کہا: پھوپھی اماں! آپؑ کے اکبرؑ کا لاشہ آنے والا ہے۔

اکبرؑ زینبؑ کے خیمے میں گئے۔ دیکھا کہ شہزادیؑ اس وقت زمین پر بیٹھی ہوئی

ہیں۔ اٹھارہ سال کا جوان بھتیجا ایک بار زینبؑ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔

زینبؑ نے کہا: اکبرؑ بیٹا! اس وقت کیوں آئے ہو؟

کہا: پھوپھی اماں! ایک مسئلہ مجھے بہت پریشان کر رہا ہے۔

زینبؑ نے کہا: اکبرؑ! کیا مسئلہ ہے؟

اکبرؑ نے کہا: اتنا بتا دیجئے، آپؑ کا رتبہ زیادہ ہے یا میری دادی زہراؑ کا رتبہ زیادہ ہے؟

زینبؑ گھبرا کے اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئیں اور کہا: اکبرؑ! ارے! کہاں شہزادی فاطمہؑ اور کہاں میں ان کی ایک کنیز۔ ہم دونوں میں مقابلہ ہی نہیں ہے۔

کہا: پھوپھی اماں! اگر یہ بات ہے کہ دادی فاطمہؑ کا رتبہ زیادہ ہے تو آج دادی فاطمہؑ کے بیٹے پر اپنے بیٹے کو قربان کر دیجیے۔

بس......!

زینبؑ نے اکبرؑ کا چہرہ دیکھا۔ کہا: اکبرؑ! اگر کسی اور طرح سے مجھے پتہ چلتا کہ میرا اکبرؑ مرنے جا رہا ہے تو خدا معلوم میں کیسے برداشت کرتی۔ لیکن ایسی بات تو نے کہہ دی ہے، اب زینبؑ کچھ نہیں کہے گی، جا اکبرؑ خدا حافظ!

اکبرؑ پھوپھی کو خدا حافظ کہہ کر باہر آئے۔

حمید ابن مسلم کہتا ہے: کربلا میں کسی مجاہد کی رخصتی کے موقع پر یہ منظر میں نے نہیں دیکھا۔ بار بار خیمے کا پردہ اٹھتا تھا، ایسا لگتا تھا اکبرؑ باہر آنا چاہتے ہیں، بار بار پردہ گرتا تھا ایسا لگتا تھا جیسے بار بار خیمہ میں اکبرؑ کو واپس بلا لیا جاتا ہے۔

یہاں تک حسینؑ نے آواز دی: بیبیو! میرے اکبرؑ کا راستہ نہ روکو۔ جہاد میں دیر ہو رہی ہے۔

بس......!

اتنا سننا تھا، ساری بیبیاں ہٹیں، اکبرؑ باہر نکلنے لگے۔

میرے استاد ایک روایت پڑھتے تھے:

حسینؑ نے کہا: بیبیو! مسافر کا راستہ نہ روکو۔ میرے اکبرؑ کو مقتل میں جانے دو۔

ساری بیبیاںؑ ہٹ گئیں، اب اکبرؑ باہر جانا چاہتے ہیں کہ کان میں آواز آئی: اکبرؑ! سب سے مل لیا کیا ہم سے نہ ملو گے؟

اکبرؑ نے مڑ کے دیکھا تو میرا بیمار امام سید الساجدینؑ کمر پکڑے ہوئے بستر پہ بیٹھا ہے، اکبرؑ بھیا! ذرا ہم سے تو ملتے جاؤ۔

ہائے......!

جوان بھائی، جوان بھائی کے گلے لگا۔ مجھے نہیں معلوم، بھائیوں میں کیا باتیں ہوئی ہوں گی۔ ایک بار چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کو خدا حافظ کہا اور باہر آئے، حسینؑ اکبرؑ کے گھوڑے کے قریب کھڑے ہیں، اکبرؑ گھوڑے پر بیٹھے اور ایک بار چلے مقتل کی جانب۔

ابھی اکبرؑ کا گھوڑا چلا ہی تھا، اکبرؑ کو ایسے لگا کہ جیسے میرے پیچھے پیچھے کوئی آ رہا ہے، اکبرؑ نے مڑ کر دیکھا، میرا بوڑھا بابا، میری سواری کے پیچھے چل رہا ہے، مگر عجیب بات ہے میں گھوڑے پر بیٹھا ہوں۔ میرا باپ پیدل چل رہا ہے۔ جیسے جیسے گھوڑے کی رفتار بڑھ رہی ہے، حسینؑ بھی اسی رفتار میں چل رہے ہیں۔

اکبرؑ نے سواری روک دی۔ ایک بار اتر کے آئے کہا:

بابا! یہ زحمت آپؑ کیوں کر رہے ہیں۔

حسینؑ نے کہا: اکبرؑ! تیرا کوئی جوان بیٹا نہیں ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ بوڑھے باپ کے دل پر کیا قیامت گزر رہی ہے۔

اکبرؑ نے کہا: بابا! اگر اس طرح آپؑ میری سواری کے پیچھے آئے تو پھر میں تو مقتل میں نہیں جا سکتا۔

حسینؑ نے کہا: اچھا! اکبرؑ! میں ٹھہر جاتا ہوں۔

اب ایک عجیب منظر بنا، اکبرؑ دوبارہ گھوڑے پر بیٹھے، حسینؑ قریب ایک ٹیلے پر جا کر بیٹھ گئے تا کہ بیٹے کا جہاد دیکھیں۔ زینبؑ خیمے کا پردہ پکڑ کے کھڑی ہو گئی۔ اُم لیلیٰؑ مصلے پر جا کر کھڑی ہو گئی۔

اکبرؑ کی نگاہیں فوج پر ہیں، حسینؑ کی نگاہ اکبرؑ پر ہیں، زینبؑ کی نگاہیں حسینؑ پر ہیں، لیلیٰؑ کی نگاہیں زینبؑ پر ہیں۔

اور اکبرؑ کا جہاد......

ارے......!

لشکرِ یزید یہ کہتا ہوا بھاگا، آج کربلا میں اکبرؑ نہیں آئے۔ آج حیدر کرارؑ آ گئے ہیں۔

مگر عزادارو......!

ایسا جہاد کیا، مگر ایک وقت آیا، دھوکے سے اکبرؑ کو گھیرے میں لیا گیا۔ اکبرؑ کے کلیجے میں برچھی ماری گئی۔ اکبرؑ گھوڑے سے زمین کربلا پر گرا۔

اکبرؑ گھوڑے سے گرے، حسینؑ ٹیلے سے گرے، زینبؑ خیمے کے دروازے پر گریں، لیلیٰؑ شکر کے سجدے میں گریں۔

حسینؑ گرے اور گر کر سنبھلے اور عجیب جملہ کہا:

”بیٹا! مجھے آواز دو تمہارے باپ کو کچھ نظر نہیں آ رہا۔“

ایک بار اکبرؑ نے آواز دی:

”بابا! ادھر آیئے۔“

حسینؑ اکبرؑ کے قریب گئے۔ اکبرؑ کو بعد میں دیکھا، اکبرؑ کے سینے سے نکلنے والا خون پہلے نظر آیا۔ کہا: اکبرؑ! میں تجھے لینے کے لیے آیا ہوں۔

یہ کہہ کر میرا امامؑ جھکا۔ ایک ہاتھ اکبرؑ کی گردن کے نیچے رکھا، ایک ہاتھ اکبر کے پیروں کے نیچے رکھا، اکبرؑ کو اٹھانا چاہا مگر اکبرؑ نہ اٹھایا گیا۔

اب جب لاشہ نہ اٹھایا گیا تو حسینؑ نے کہا: اکبرؑ! تم بھی ذرا میری مدد کرو۔

اکبرؑ نے کہا: بابا! میں کیا مدد کروں۔

کہا: دونوں ہاتھ میری گردن میں ڈال دو، تا کہ تمہیں آسانی سے اٹھالوں۔

اکبرؑ نے سینے پر سے ایک ہاتھ اٹھایا، بابا کی گردن میں ڈالا۔

حسینؑ نے کہا: اکبرؑ! یہ دوسرا ہاتھ؟

کہا: بابا! یہ ہاتھ سینے سے نہیں ہٹانا چاہتا۔

بس......!

یہ سننا تھا کہ ایک مرتبہ میرا صابر امامؑ اکبرؑ کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ آیا۔

اکبرؑ! سینے سے ہاتھ ہٹا۔

اکبرؑ نے ایک بار سینے سے ہاتھ کو ہٹایا اور حسینؑ نے دیکھا برچھی کا ٹوٹا ہوا پھل، اکبرؑ کے کلیجے میں لگا ہوا ہے۔

بس......!

ایک بار حسینؑ نے برچھی نکالنا چاہی، برچھی کو ہلایا، اکبرؑ کا کلیجہ ہلا، زمینِ کربلا ہلی، خیمے ہلے۔

زینبؑ کی آواز آئی: بھیا! میں مدد کے لیے آرہی ہوں۔

حسینؑ نے اکبرؑ کو چھوڑ دیا اور کہا: زینبؑ تیرے پردے پہ اکبرؑ قربان۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلسِ ہشتم

- دنیا کو چھوڑنے سے پہلے یہ رات بھی عبادتِ خدا میں گزاروں۔
- فاطمہ زہراؑ کی پیروی میں ساری رات روئیں گے۔
- بہن! نمازِ شب میں میرا نام نہ بھولنا۔
- حسینؑ کے غم میں رونے کو دل چاہ رہا ہے۔
- اے حبیب! کہہ دو اپنی اُمت کی عورتوں سے اس طرح حجاب کریں۔
- جو کافروں کا مزاج ہے مومن اور کافر کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔
- اصغرؑ میدانِ کربلا میں حسینؑ کی سچائی کا سب سے بڑا گواہ۔
- عباسؑ کی تلوار کا وہ اثر نہیں تھا جو علی اصغرؑ کی سوکھی زبان کا اثر تھا۔
- اصغرؑ کی ماں مجھے اصغرؑ دے، میں پانی پلا کر لاؤں۔
- حرملہ کا تیر چلا اور ایک بار اصغرؑ کے گلے میں اس طرح لگا ایک سرے سے دوسرے سرے تک علی اصغرؑ کا سارا گلا چھید کر رہ گیا۔
- حسینؑ نے یہ منظر دیکھا اور تیر نکالنا چاہا مگر تیر کیا نکلا ساتھ علی اصغرؑ کی جان بھی نکل گئی۔

مجلسِ ہشتم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا وَ جَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ۝ (سورۂ روم، آیہ ۲۱)

اگرچہ! آج کی رات دوبارہ اس جملے کو بیان کرنے کی ضرورت تو نہیں تھی۔ لیکن چونکہ واقعاً میں ان مومنین اور مومنات کا شکرگزار ہوں جنہوں نے تاریخ حجتِ امام بارگاہ میں شاید پہلی مرتبہ مسلسل چار یا پانچ یا بلکہ چھ دن میری اتنی لمبی لمبی تقریریں اتنے صبر و تحمل اور بلکہ بعض مومنین نے تو بڑے شوق کے ساتھ سنیں۔

تو کل بھی میں نے بات کی لیکن ایک یہ اچھی بات ہے۔ اس لیے اس کو میں نے دوبارہ بیان کیا۔ لیکن آج یہ جملہ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آج کی رات سے زیارت کی مجلس تک میں نے خود اپنے آپ پہ یہ پابندی لگائی کہ مومنین کرام کا امتحان بہت ہوگیا۔ اب مجھے اپنے وقت میں رہنا ہے۔

آج کی رات صرف رونے کی رات ہے۔ غم کرنے کی رات ہے، ماتم کرنے کی رات ہے۔ اور یہ سوچنے کی رات ہے کہ آقا حسینؑ نے یہ رات دشمن سے مانگی۔

ٹھیک ہے......!

ہمیں معلوم ہے کہ آپؑ نے دشمن کو ایک رات کا وقت دیا۔لیکن ظاہری اعتبار سے حسینؑ نے یہ رات مانگی۔

یاد رکھیے......!

آج جو ہم لوگ عاشورہ مناتے ہیں تو یہ عاشورہ نہ ہوتا یہ تاسوعہ ہوتا۔نو محرم کو یہ جہاد ہو جاتا۔عمر بن سعد نے تو حملہ کر دیا تھا۔آقا حسینؑ نے تاسوعے کو عاشورے میں بدلا۔

اور بہت ساری آقا حسینؑ کی اس کے اندر مصلحتیں تھیں۔لیکن جو مصلحت آقا نے دشمن کے سامنے پیش کی وہ یہی تو تھی نا، کہ میں نے زندگی میں کوئی رات ایسی نہیں گزاری کہ ساری رات اللہ کی عبادت نہ کی ہو۔میرا دل چاہتا ہے کہ دنیا کو چھوڑنے سے پہلے یہ رات بھی عبادت خدا میں گزاروں۔

تاریخ کا جملہ ہے کہ ساری رات اصحاب امامؑ اس طرح سے عبادت کرتے رہے کہ اگر کوئی ان کے قریب سے گزرتا تو اس کو ایسے لگتا کہ جیسے شہد کی مکھی کے چھتے سے بھنبھناہٹ کی آواز آ رہی ہے۔

ہاں بس......!

یہ ایک جملہ، آخری جملہ تمہید کا۔

ہاں......!

اصحابِ امامؑ کے خیموں سے، ذکرِ خدا کی آوازیں آ رہی ہیں۔جوانانِ بنی ہاشمؑ کے خیموں سے تلاوت قرآن کی آواز آ رہی ہے۔آقا حسینؑ کے خیمے سے عبادت کی آواز آ رہی ہے۔مگر مقتل سے کسی بی بیؑ کے رونے کی آواز آ رہی ہے۔

تو آج کی رات ان دو عبادتوں کے درمیان ہمیں زیادہ سے زیادہ وقت

گزارنا ہے۔ فاطمہ زہراؑ کی پیروی میں ساری رات روئیں گے۔

آج کی رات نمازِ شب کو قضاء کرنے کی رات نہیں ہے۔ اور دنیا چھوڑنے سے پہلے کل حسینؑ کو نمازِ شب کا وقت نہیں ملے گا۔ نوکِ نیزہ پر کٹا سر بلند ہو چکا ہوگا۔ مگر دنیا سے چھوڑنے سے پہلے پہلے یہ نمازِ شب کی وصیت زینبؑ کے حوالے کر کے جائیں گے۔ آخری شب میں وصیت کریں گے:

"بہن نمازِ شب میں میرا نام نہ بھولنا۔"

تو یہ عبادت اور یہ گریہ، ان دو کے درمیان آپ کو رات گزارنا ہے۔

تو اب ایک سوال تھا، مولانا......! یہ غم کی بڑی تاریخ ہے۔ آخری آخری راتیں، کل نماز کی بات ہوتی تو سمجھ میں آتی۔ قرآن کا ذکر ہوتا تو سمجھ میں آتا، حسینؑ کا مشن بیان کیا جاتا تو سمجھ میں آتا۔ اور آپ کیا Topic لے کر بیٹھ گئے۔ خاندانی زندگی، عورت کا حجاب، دجال اور ایک جملہ سہی اور ایک حدیث سہی۔

مولانا......!

کیا خود آپ کو ایسا نہیں لگ رہا ہے کہ یہ جو بڑی راتیں ہیں یہ Topic اس کے تو نہیں ہیں۔

دیکھئے......!

اسلام کے اندر چھوٹے سے چھوٹا عمل اس کے پیچھے کوئی مصلحت ضرور ہوتی ہے۔ بہت ساری چیزوں کی مصلحت ہمیں آج پتہ چل چکی ہے۔ اور بہت چیزوں کی مصلحت ہمیں معلوم نہیں ہو سکی۔

یہ اتنی بات میں نے اس لیے کہی کہ ایک تو آپ کو اسلام پر Trust ہونا چاہیے کہ اللہ اور رسولؐ کوئی بات کہہ رہے ہیں، ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، مگر ایک تو اللہ اور رسولؐ پہ ہمیں اتنا Trust ہے۔ پھر اسلام کی تاریخ کہ جو بات اسلام

نے بتائی ہے وہ کبھی غلط نہیں نکلی ہے۔ ہمیشہ صحیح ہوتی چلی گئی۔ اس کے حوالے سے اب میں بالکل اپنا Topic تبدیل کرتا ہوں۔

اسلام پہ اتنی Trust اس لیے رکھی کہ اسی اسلام کو بچانے کے لیے حسینؑ کربلا میں جا رہے ہیں۔ مگر اب ایک چھوٹی سی بات اور وہ یہ کہ کل اعمالِ عاشورہ ہوں گے۔ دنیا بھر کے مومنین اور مومنات عاشورے کے دن اعمال کرتے ہیں۔ تو اب اعمالِ عاشورہ کریں گے۔ تو اعمال عاشورہ کے اندر ایک چار رکعات نماز بھی ہے۔ دو دو رکعت کر کے اور دوسری نماز ہو گی، اس پہلی رکعت کے اندر سورۂ الحمد کے بعد سورۂ احزاب کی تلاوت کا حکم دیا گیا۔

کیا پورے سال میں اسلام کو صرف عاشورے کا دن ملا ہے جو عاشورہ کی نماز میں سورۂ احزاب کی تلاوت کی جائے؟

عاشورے کا دن تو ایسا ہے کہ ایک دوسرے کو سلام کرنے کو جی نہیں چاہ رہا۔ ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے کو جی نہیں چاہ رہا۔ یا تو حسینؑ کے غم میں رونے کو دل چاہ رہا ہے اور یا حسینؑ کے خون کا انتقام لینے والے اس کے بیٹے کو یاد کرنے کو دل چاہ رہا ہے۔

اور اس دن اسلام نے عاشورہ کے اندر ایسا سورہ رکھا ۳۳ نمبر کا سورہ کہ جس کا Topic ذرا سوچیے گا کہ سورۂ احزاب کا Message کیا ہے۔ آخر کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے۔

دیکھیے......!

آج کی مجلس سے پہلے بچہ قرآن کے اس سورہ کی تلاوت کر رہا تھا۔ جس کے دو نام ہیں، اسے سورۂ فجر بھی کہتے ہیں۔ اسے سورۂ امام حسینؑ بھی کہتے ہیں۔ وہ اعمال عاشورہ میں رکھا جا سکتا تھا۔ سورۃ کا آغاز بھی امام حسینؑ سے اور سورۃ کا اختتام

بھی امام حسینؑ پہ ہے اور اس کے درمیان میں امام حسینؑ کا مشن ہے۔ تو یہ سورۂ فجر امام حسینؑ کا سورہ ہے۔ آغاز میں کربلا ہے، آخر میں کربلا ہے۔ آغاز میں عاشورہ کی صبح ہے اور آخر میں عاشور کی سہ پہر۔ درمیان میں حسینؑ کا مشن ہے۔ لیکن نہیں، سورۂ احزاب......

ذرا سوچئے......!

سورۂ احزاب کا موضوع کیا ہے۔ عجیب بات یہ ہے سورۂ احزاب کا موضوع کیا ہے؟ آپ کو یقین نہیں آئے گا پچاس فیصد سورۂ احزاب میں خاندانی زندگی کو بیان کیا گیا۔ بیوی کیسی ہونی چاہیے؟ عورتوں میں کیا خرابی ہے؟ عورتوں میں کیا خوبی ہے؟ عورت کو اپنے گھر کس طرح رہنا چاہیے؟ اور اسی خاندانی زندگی کو بیان کرتے ہوئے قرآن نے عورت سے متعلق دو مختلف حکم اسی سورہ میں دیئے ہیں نمبر ایک حجاب کا حکم، کہ تمہیں حجاب کرنا ہے۔ اور اسی سورہ میں احزاب میں پیغمبرؐ کی بیویوں کے حوالے سے کہا:

"اے مومنو! جب ان کے پاس جاؤ اور ان سے کوئی چیز مانگو تو درمیان میں کوئی حجاب ہونا چاہیے۔"

اور اسی سورۂ احزاب میں ہے:

ازواجه امهات

پہلے قرآن نے بتایا کہ نبیؐ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔ پورے قرآن کے اندر پیغمبرؐ کے ایک ہی آدمی کا نام آیا پیغمبرؐ کے اصحاب میں۔ ادھر ابولہب کا نام آیا ہے پیغمبرؐ کے دشمنوں میں اور ادھر زید کا نام ہے۔

بعض لوگ ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں نہیں ہے علیؑ کا نام قرآن میں؟ زید کا نام آ گیا۔ کیوں قرآن میں فاطمہؑ کا نام نہیں ہے؟

یہ تو کربلا میں ہمیں دیکھنا ہے کہ کربلا کے منافق کیسے منافق بنے؟ دشمن اہل بیتؑ تھے تو دلوں میں دشمنی کیسے پیدا ہوتی ہے؟ گانا سننے سے، اگر مسلسل سنتا رہے۔
اب صرف اتنی بات کہہ رہا ہوں کہ خاندانی زندگی کی ایک اہمیت ہے۔ مگر اس سے پہلے ایک چھوٹی سی بات اور عرض کروں اور پھر سورۂ احزاب کے Message کو مکمل کر کے غم کے بیان پر آؤں۔ اور چھوٹی سی بات یہ کہ ظہور کی نشانیاں اور یہ جتنی بھی نشانیاں ہیں اس کے بعد بھی امام نہیں آتے ہیں۔ تین دن پہلے میں نے کہا تھا کہ امامؑ اپنی دعا کو واپس لے لیتے ہیں، اس لیے کہ ہم مخلص نہیں ہیں۔

ذکر مصائب: شہادت علی اصغرؑ

بس عزادارو......!

اصغرؑ میدانِ کربلا میں حسینؑ کی سچائی کا سب سے بڑا گواہ۔

اے یزید! تو نے حسینؑ کو کیوں شہید کیا؟

کہے گا: یہ میرے مخالف تھے۔ میرا تخت خطرے میں تھا۔

عباسؑ؟

کہا: یہ حسینؑ کے ساتھ تعاون کر رہے تھے۔

اکبرؑ؟

کہا: یہ تلوار چلا رہے تھے۔

عونؑ و محمدؑ؟

کہا: میں ان کو نہیں مارنا چاہتا تھا۔ وہ خود ہی میری فوج میں آ گئے۔

مگر علی اصغرؑ، حسینؑ کی سچائی کا سب سے بڑا گواہ کہ یزید جتنے جھوٹے اور کھوٹے بہانے لے کر آئے۔ وہ عباسؑ کے لیے کہہ سکتا ہے، اکبرؑ کے لیے کہہ سکتا

ہے، عونؑ و محمدؑ کے لیے کہہ سکتا ہے، علی اصغرؑ کے لیے نہیں کہہ سکتا۔

کہا: علی اصغرؑ نے کوئی تیر چلایا، یا اصغرؑ نے کوئی تلوار چلائی۔

مگر یاد رکھیے......!

عباسؑ کی تلوار کا وہ اثر نہیں تھا، جو علی اصغرؑ کی اس سوکھی زبان کا اثر تھا۔ جو اس نے اپنے ہونٹوں پہ پھیری تھی اور علی اصغرؑ کا یہی جہاد تھا۔ جس کو میں یہاں سے شروع کرتا ہوں۔

شب عاشور آ گئی۔ آج رات آپ روئیں گے، غم کریں گے، ماتم کریں گے۔ کوئی زینبؑ سے پوچھے شب عاشور کس رات کا نام ہے۔ کوئی لیلیٰؑ سے پوچھے شب عاشور کس رات کا نام ہے۔ کوئی فروہؑ سے پوچھے کہ شب عاشور کس رات کا نام ہے۔

اگر کل کی رات شام غریباں ہے تو آج کی رات شب شہیداں ہے۔ ہر خیمہ سجا ہے۔ ہر بی بی کا وارث موجود ہے۔

جیسے یہ رات شروع ہوتی تو ابوترابؑ کے بیٹے نے تراب پر پہلی کانفرنس کی، اپنے قافلے کے مردوں سے، ہر ایک کا ٹمیسٹ لیا اور اس کے بعد ان سے کہا: جاؤ اب عبادت کرو۔

اور آدھی رات کو حسینؑ کربلا کی خواتین کا امتحان لینے کے لیے نکلے۔ مردوں کی تو باقاعدہ میٹنگ ہوئی کہ جس میں باقاعدہ چراغ گل کیا گیا۔ خواتین کے خیمے حسینؑ باہر سے دیکھ رہے ہیں۔ ہر خیمے میں ایک ہی منظر ہے۔ کربلا کی ہر بی بیؑ اپنی قربانی کو تیار کر رہی ہے۔ عجیب کیفیت ہے کربلا کی بیبیوںؑ کی۔

اُم فروہؑ قاسمؑ کو دیکھ بھی رہی ہیں۔ قاسمؑ! آج حسنؑ نہیں ہیں۔ تجھے ایسا جہاد کرنا ہے کہ باپ کی کمی محسوس نہ ہو۔ لیکن بیٹا! اپنا چہرہ میرے سامنے کر دے،

آخری بار ماں قاسمؑ کو دیکھ تو لے۔

لیلیٰؑ اکبرؑ کو کل کے لیے تیار بھی کر رہی ہیں۔ لیکن شمع ہاتھ میں اور اکبرؑ کے چاند سے چہرے کو دیکھتی ہوئی جا رہی ہیں۔

زینبؑ نے تو عونؑ و محمدؑ کو بٹھا کر حیدر کرارؑ اور جعفر طیارؑ کے جہاد سنائے۔

ہر خیمے میں ہر بی بی خوش ہے اور کل کی تیاری کر رہی ہیں۔

اب حسینؑ ایک ایک خیمہ چیک کر رہے ہیں۔ آخری خیمے میں پہنچے، جہاں بی بیؑ رو رہی ہے اور یہ خیمہ تھا ربابؑ کا، اور دیکھا کہ علی اصغرؑ کے گہوارے پر ربابؑ سر رکھے ہوئے رو رہی ہے۔ تو اب حسینؑ پہلے خیمے کے اندر داخل ہوئے۔

ربابؑ! خیریت تو ہے؟

گھبرا کے کہا: مولاؑ! اس لیے نہیں رو رہی اپنی بدقسمتی پر رو رہی ہوں۔ میں کائنات کی کتنی خوش قسمت عورت ہوں۔ اُمتی گھر میں پیدا ہوئی۔ اہلِ بیتؑ کے گھر میں آئی۔ آپؑ کی بیوی بنی۔ اللہ نے مجھے دو اولادیں عطا کیں۔ بیٹی بھی تھی سکینہؑ اور بیٹا بھی دیا علی اصغرؑ۔ لیکن آج شب عاشور، آج مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں کتنی بدقسمت ہوں۔

بڑی اولاد جو چل سکتی ہے، وہ لڑکی ہے اور لڑکیاں میدان میں جہاد نہیں کر سکتیں۔ لڑکے جہاد کر سکتے ہیں تو اصغرؑ اتنا چھوٹا ہے کہ گھٹنوں کے بل چلا کر بھی نہیں لے جا سکتی۔

اور عاشور کی صبح آ گئی۔ ایک کے بعد ایک، لاشے پہ لاشہ آتا رہا اور جب آخری لاشوں میں اکبرؑ آ گئے، قاسمؑ آ گئے، عونؑ و محمدؑ آ گئے، عباسؑ کا لاشہ حسینؑ نے اٹھایا نہیں، مگر علم لے کر آ گئے۔ تو اب وہ وقت آیا کہ میرا مولاؑ ایک ٹیلے پر جا کر کھڑا ہوا، پہلے دائیں دیکھا پھر بائیں طرف دیکھا اور پھر فرمایا:

هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا

"ارے! ہے کوئی پوری دنیا میں جو محمدؐ کے نواسے کی مدد کو آئے۔"

اس جملے کا اثر ہوا وہ تمام اثرات کل سنئے گا مگر ایک بات صرف آج کی۔

حسینؑ نے یہ جملہ کہا، خیموں سے بیبیوںؑ کے رونے کی آواز آنے لگی۔

حسینؑ ٹیلے سے اتر کر خیمے میں گئے، کہا: زینبؑ! کیا بات ہے ابھی میں زندہ ہوں، رو کیوں رہی ہو؟

کہا: بھیا! ادھر آپؑ نے صدا بلند کی اور ادھر علی اصغرؑ نے اپنے آپ کو جھولے سے گرا دیا۔ حسینؑ نے آگے بڑھ کر اصغرؑ کو گود میں لیا اور علی اصغرؑ کو لے کر باہر چلے۔

میرے استاد ایک جملہ پڑھتے ہیں اور مجھے یقین بھی ہے کہ یہ صحیح ہوگا۔

ربابؑ نے دیکھا کہ میرا اصغرؑ مقتل جا رہا ہے اور جو صبح سے گیا، وہ اب تک واپس نہیں آیا۔

ربابؑ نے کہا: مولاؑ! ذرا اصغرؑ کو میری گود میں دے دیجئے۔

یہ کہہ کر خیمے میں گئیں اور ایک لمحے کے بعد واپس لے آئیں۔

لیکن عزادارو......!

اب جو لے کر آئیں تو اصغرؑ کی حالت بدل چکی ہے۔ نیا لباس پہنایا ہے، ماں نے اصغرؑ کو تیار کیا۔ ایک بار حسینؑ نے اصغرؑ کو فوج یزید کے سامنے پیش کیا۔ یہ وہ منزل ہے جہاں یزیدی بھی منہ پھیر پھیر کے رونے لگے۔ عمر ابن سعد گھبرا کے آیا، اے حرملہ!

اِقْطَعْ كَلَامَ الْحُسَيْنِ

''میری فوج میں بغاوت ہو رہی ہے، حسینؑ کا کلام روک دے۔''

حرملہ نے ایک بار کمان میں تیر لگایا۔ تیر چلانا چاہتا ہے، ہاتھ کانپے اور تیر اور کمان گر پڑے۔ دوبارہ کوشش کی۔ دوبارہ تیر اور کمان گر پڑے۔ حرملہ کا دوست قریب آیا۔ حرملہ! اگر کوئی مجھ سے پوچھے آج عرب کا سب سے بڑا تیرانداز کون ہے؟ تو میں تیرا نام لوں گا، ایک چھوٹے سے بچے سے ڈر گیا۔

جواب دیا: بچے کی بات نہیں ہے، جب میں تیر چلاتا ہوں تو خیمے کا پردہ اس طرح ہلتا ہے جیسے ماں دروازے پر کھڑی ہو کر یہ منظر دیکھ رہی ہے۔

حرملہ کے دوست نے آنکھوں پہ ہاتھ رکھا، حرملہ کا تیر چلا اور ایک بار اصغرؑ کے گلے میں اس طرح لگا کہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک اصغرؑ کا سارا گلا چھید کر رہ گیا۔

حسینؑ نے یہ منظر دیکھا اور تیر نکالنا چاہا، مگر تیر کیا نکلا ساتھ میں اصغرؑ کی جان بھی نکل گئی۔ ایک خون کا فوارہ بلند ہوا۔ آقاؑ نے چلو میں خون اصغرؑ جمع کیا۔

آسمان کی جانب پھینکنا چاہتے ہیں، آسمان تڑپ گیا۔ آقاؑ! یہ معصوم خون نہ آنے پائے، قیامت تک بارش نہیں ہوگی۔

زمین پر پھینکنا چاہا، زمین کانپ اٹھی آقاؑ! یہ بے گناہ خون نہ آنے پائے، ایک سبزہ نہ اُگے گا۔

انکار آسماں کو ہے راضی زمیں نہیں
اصغرؑ تیرے لہو کا ٹھکانہ کہیں نہیں

مجلسِ نہم

- تمام انسان گھاٹے میں ہیں، خسارے میں ہیں۔
- ایک دوسرے کو حق کی وصیت کر رہے ہیں۔
- کائنات کی تاریخ میں انسان کے خسارے کی اس سے بڑی مثال نہیں ملے گی۔
- یہ لشکرِ حسینؑ ظہورِ امامِ زمانہؑ کے بعد دوبارہ دنیا میں آئے گا۔
- دنیا کے تمام مومن شہید ہو جائیں تو اکبرؑ اور اصغرؑ کے خون کے ایک قطرے کے برابر نہیں ہو سکتے۔
- میدانِ کربلا میں فجر سے لے کر عصر کا وقت آ گیا۔
- یہ کربلا والوں کی نماز سامنے سے تیروں پر تیر چل رہے ہیں۔
- حسینؑ کے جہاد کا وقت آ گیا، ایسا جہاد کیا علیؑ کا جہاد یاد آ گیا۔
- آقا موت نے مجبور کر دیا اگر دوبارہ زندگی ملے تو آپ کی نصرت کے لیے تیار ہیں۔
- اے فِضّہ! تجھے ماں زہراؑ کا واسطہ بتا دے کیا لے کر جا رہی ہے؟
- ذوالجناح میرے باباؑ کو میدان میں نہ لے جا۔
- کہا: میرا باباؑ سر سے لے کر پاؤں تک خون میں نہایا ہوا تھا۔ ہائے سجادؑ اپنے باباؑ کو نہ پہچان سکا۔

مجلسِ نہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○
(سورۂ عصر)

کل کی مجلس میں سورۂ فجر کا ذکر ہوا تھا:

والفجر

"قسم ہے فجر کے وقت کی۔"

اور آج اس وقت عصر کا وقت قریب آ رہا ہے۔ قرآن کریم کا یہ مختصر سا سورہ جس میں صرف چار آیات ہیں، کربلا سے بہتر اس سورے کی تفسیر کبھی نہیں ہوتی۔

والعصر

"قسم ہے زمانے کی یا عصر کے وقت کی۔"

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ

"تمام انسان گھاٹے میں اور خسارے میں ہیں۔"

تیس ہزار کا لشکرِ یزید جو کربلا میں موجود ہے۔ اور وہ تمام افراد جن کے کانوں تک حسینؑ کے استغاثہ کی آواز پہنچی۔ اور وہ حسینؑ کی نصرت اور مدد کے لیے

نہ آئے۔ کائنات کی تاریخ میں انسان کے خسارے کی اس سے بڑی مثال نہیں ملے گی۔ لیکن:

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

"ہے ایک مختصر سی فوج، ہے ایک چھوٹا سا گروہ جو خسارے سے بچے، اس لیے کہ وہ ایمان لائے اور حسینؑ پر ایمان لائے۔ نیک عمل کیے، نماز پڑھ کر جہاد کربلا چل رہا ہے۔"

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

"ایک دوسرے کو حق کی وصیت کر رہے ہیں۔"

جب مسلم ابن عوسجہؓ کے سرہانے حبیبؓ ابن مظاہر پہنچے تھے اور کہا تھا: مسلمؓ! تم آخری سانس لے رہے ہو۔ تمہاری اولاد بھی ہے۔ چھوٹی بچی بھی ہے۔ کوئی وصیت کرنا چاہتے ہو؟ تو مسلم ابن عوسجہؓ نے کہا تھا: کوئی وصیت نہیں ہے۔

بس! ایک وصیت یہ ہے کہ آقا حسینؑ پہ اپنی جان قربان کرنا۔ میدانِ کربلا ایک طرف انسان کے خسارے کی مثال بن رہا ہے اور میدانِ کربلا ایک انسان کی کامیابی بتا رہا ہے۔ جو یزید کے لشکر میں ہے وہ خسارے میں ہے۔ جو حسینؑ کا ساتھی ہے وہ قیامت تک کے لیے کامیاب ہے۔

اور یاد رکھیے......!

اعمالِ عاشورہ میں آپ نے ایک بار نہیں، دو بار نہیں بلکہ بار بار ایک دعا کی ہے۔ اور آج سلام کے بدلے میں جو دعا آپ کو سکھائی گئی۔ اس میں بھی آپ کہتے ہیں، یہ حسینؑ کا جہاد ابھی مکمل نہیں ہوا۔ حسینؑ کا ولی، حسینؑ کا وارث زمانے کا امامؑ پردۂ غیبت میں ہے اور آ کر جہادِ حسینؑ کرے گا۔ اور جب آقا اپنا جہاد کربلا کے جہاد سے ملائیں گے تو یزید کا لشکر تیس ہزار کا نہیں ہوگا، جب امامِ زمانہؑ کے سامنے

آئے گا بلکہ کروڑوں کا ہوگا۔ اور حسینؑ کا لشکر خالی بہتر کا نہیں ہوگا لاکھوں کا ہوگا۔

راوی نے پوچھا: مولاؑ! آخر یہ کیسے ہوا؟

کہا: کربلا میں عاشور سے لے کر میرے بیٹے کے ظاہر ہونے تک جس نے یزید کا ساتھ دیا جو یزیدیت کے راستے پر چلا، وہ خود بخود یزید کے لشکر میں شامل کیا جائے گا۔ اور جس نے عاشورے سے لے کر ظہور امامؑ تک ایک بار یہ دعا کی:

یا لیتنی کنت معلم

"اے کربلا میں اصحاب امامؑ! کاش ہم بھی اس وقت عاشور میں ہوتے اور جو کامیابی تم نے حاصل کی ہے، وہ کامیابی ہم بھی حاصل کرتے۔"

تو جب بھی یہ لشکرِ حسینؑ، ظہور امامؑ کے بعد دوبارہ دنیا میں آئے گا، تو یہ سارے صاحبانِ امامؑ اس لشکر میں شامل ہوں گے۔ یزید کا لشکر اب تک چل رہا ہے، حسینؑ کا لشکر اب تک چل رہا ہے۔ آج کراچی میں عاشورے کے جلوس میں بم بلاسٹ کی آپ نے خبر سنی ہے، پچاس شہادتوں کی تو تصدیق ہوگئی ہے اور خدا معلوم اس کے بعد ابھی اور کتنے مومنین ہیں، جو زخمی ہیں۔ شہادتیں ہوتی رہیں گی۔ کل بھی پاکستان مظفر آباد کے شہر امام بارگاہ کے گیٹ پر بم دھماکہ ہوا۔ اور دس سے زیادہ مومنین شہید ہوئے۔ پرسوں بھی کراچی کے علاقے مسجد نور ایمان کے قریب جلوس کے اندر بم دھماکہ ہوا۔ یہ ہوتے رہیں سارے واقعات، یہ یزید کا لشکر بڑھانے والے اگر ہیں تو حسینؑ کا نام لینے والے بھی ہیں۔

شہادتیں ہم کو دکھی کر رہی ہیں۔ شہادتیں ہم کو غمگین کر رہی ہیں۔ اس لیے کہ کربلا کی شہادتوں پر سیدانیوںؑ نے بھی ماتم کیا ہے۔ جب جس اسلام کے لیے اکبرؑ قربان ہو جائے ہمارے پچاس کیا، اگر ساری دنیا کے مومن بھی شہید ہو جائیں تو

اکبرؑ اور اصغرؑ کے خون کے ایک قطرے کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ یہ ہماری کامیابی ہے۔ اگر ہمارا خون علی اکبرؑ کے پاک خون کے ساتھ مل جائے، ہمارا خون اگر عباسؑ کے پاک خون کے ساتھ مل جائے۔

یاد رکھیے......!

میں اس وقت حجت امام بارگاہ میں بیٹھا ہوں۔ لیکن کراچی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں جن ماؤں کے بیٹے مارے گئے ہیں، وہ مائیں اس وقت اپنے بیٹے کا ماتم نہیں کر رہی ہوں گی۔ اکبرؑ کا ماتم کر رہی ہوں گی۔

میدانِ کربلا میں فجر سے لے کر عصر کا وقت آ گیا۔ عاشور کی صبح نمودار ہوئی، آقا نے کہا: علی اکبرؑ بیٹا! آج تمہیں اذان دینی ہے۔ جو مستقل مؤذن ہے آج اس کو ہٹایا گیا۔ اکبرؑ کی اذان سے کربلا میں دن شروع ہوا اور پھر وہ وقت آ گیا کہ اصحابؓ کی شہادتیں ہو رہی ہیں۔ حسینؑ ہر لاشے پہ جاتے ہیں اور ایک مرتبہ مرنے والے کے لاشے کو اٹھاتے ہیں۔ اور پھر ظہر کا وقت آ گیا۔ ایک صحابیؓ نے نماز کے لیے آسمان کی جانب دیکھا۔ مولاؑ! نمازِ ظہر کا فضیلت کا وقت آ چکا ہے۔ مولاؑ نے کہا:

جعلك الله من المصلين

"اللہ تمہیں نمازیوں میں شمار کر کے جنت میں داخل کرے۔"

کتنی اچھی عبادت کو یاد کیا ہے، آپ سب نے بھی نماز پڑھی اور میں نماز پڑھا رہا تھا۔ لیکن ہم نے کتنے آرام سے نماز پڑھی ہے...... سامنے سے کوئی تیر نہیں چل رہا تھا، جو ہمیں زخمی کر رہا ہو۔

ہائے......! یہ کربلا والوں کی نماز، سامنے سے تیروں پہ تیر چل رہے ہیں۔ آقا حسینؑ کے سامنے دو صحابیؓ کھڑے ہو گئے۔ آقا کی طرف آنے والے تیروں کو روک رہے ہیں۔ لیکن باقی جو لشکرِ امامؑ ہے یہ تیروں کا نشانہ بن رہا ہے۔

نماز ختم ہوئی، اصحابؓ کے لاشے اٹھائے جاتے رہے۔ اور پھر وہ وقت آ گیا جب جوانانِ بنی ہاشمؑ کی باری آئی۔ اکبرؑ گیا مقتل میں، اکبرؑ کا لاشہ آیا۔ عونؑ و محمدؑ گئے، عونؑ و محمدؑ کے لاشے آئے۔ قاسمؑ گئے، قاسمؑ کا تو لاشہ لایا ہی نہ جا سکا۔ مولا حسینؑ بدن کے ٹکڑے جمع کر کے لائے۔

عباسؑ تو وصیت کر کے گئے تھے، مولاؑ! میرے لاشے کو نہ اٹھایئے گا۔ اور اصغرؑ کا ننھا لاشہ تو حسینؑ فیصلہ نہ کر پائے۔ یہ لاشہ خیمے میں لے کر بھی جاؤں یا نہ جاؤں۔ ہر شہید کے لاشے پر آقا گئے، بلکہ جونؓ کو تو ہاتھ اٹھا کر دعا دی: ''خداوندا! اس کے چہرے کو نورانی بنا اور اس کے پسینے کو خوشبودار بنا۔''

جب آقا سجادؑ یہ لاشے دفن کرنے آئے تھے۔ تو جونؓ کا لاشہ اسی خوشبو کی وجہ سے پہچانا جا رہا تھا، جو حسینؑ نے اس غلام کے لیے دعا مانگی تھی۔

کربلا میں سب سے زیادہ میرا آقا حسینؑ تھکا تھا۔ سب سے زیادہ اس لیے کہ ہر لاشے پر جاتے ہیں اور ہر لاشے سے آتے ہیں۔ تین دن کا پیاسا ہے، اکبرؑ کا داغ کلیجے پہ دیکھ چکا ہے۔ عباسؑ کی شہادت سے کمر ٹوٹ چکی ہے۔ اصغرؑ کے گلے میں تیر لگ چکا ہے۔ لیکن جب حسینؑ کے جہاد کا وقت آیا، ایسا جہاد کیا کہ علیؑ کا جہاد یاد آ گیا۔

بس......! وہ وقت آ گیا، صبح سے اب تک آقا لاشے اٹھاتے رہے، اب وہ وقت آ گیا کہ آخری حجت تمام کرنے کے لیے ٹیلے پر گئے اور تیسری بار حسینؑ نے دائیں بائیں دیکھ کر آواز دی:

هَلْ مِنْ نَّاصِرٍ يَّنْصُرُنَا

''ارے! ہے کوئی جو محمدؐ کے نواسے کی مدد کو آئے۔''

پہلی آواز پہ شہیدوں کے لاشے تڑپے اور وہ لاشے پکار پکار کے کہہ رہے

تھے: آقاؑ! موت نے مجبور کر دیا، اگر دوبارہ زندگی ملے تو دوبارہ آنے کو تیار ہیں۔

دوسری بار جب آقاؑ نے آواز دی: تو علی اصغرؑ نے اپنے آپ کو گہوارے سے گرا دیا۔ مگر تیسری آواز کا جواب، کہیں سے نہ آیا۔

ہاں......! آیا، مگر حسینؑ کو ان کی مدد نہیں چاہیے تھی۔ جیسے ہی تیسری آواز دی، ادھر سے جنوں کی فوج آئی۔ ادھر سے ملائکہ کا لشکر آیا۔ آسمانوں سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ نازل ہو رہے ہیں۔ حسینؑ! ہم تیری مدد کرنا چاہتے ہیں۔

مولا حسینؑ نے کہا: جہادِ کربلا نہ جنوں سے لڑا جائے گا نہ ملائکہ سے۔

تیسری آواز بلند کر کے اب حسینؑ خیمے میں آئے۔ بڑے عجیب انداز سے آئے، صبح سے اب تک بھی خیمے میں آئے۔ سیدھا زینبؑ کے پاس آئے۔ اور اب عجیب بات ہے حسینؑ زینبؑ کو بتائے گئے اپنے خیمے میں بیٹھے رہے، فضہؑ کو بلایا۔

اماں! ایک زحمت ہے، جہاں سامان رکھا ہے، وہاں سے میرا پرانا کرتہ تو لے کر آنا اور چھپا کر لے آنا کہیں زینبؑ کی نگاہ نہ پڑ جائے۔ کربلا میں وہ منزل آ گئی کہ آج حسینؑ زینبؑ سے چھپا رہے ہیں۔

فضہؑ گئی، جہاں سامان تھا اس خیمے میں پہنچی۔ آقاؑ کا کرتہ لے کر آ رہی ہے اور ادھر زینبؑ بے چینی کے ساتھ پریشان ہیں۔ فضہؑ کو دیکھا کہ کوئی چیز لے کر جا رہی ہے۔

گھبرا کر کہا: اماں فضہؑ! یہ کیا لے کر جا رہی ہو؟

ارے......! فضہؑ کا امتحان دیکھیے، حسینؑ کہہ چکے ہیں زینبؑ کو پتہ نہ چلے۔ اور زینبؑ کہہ رہی ہیں: اماں فضہؑ! مجھے بتا کیا لے کر جا رہی ہے؟

اماں فضہؑ خاموش، دوبارہ کہا: اماں فضہؑ خاموش، اب زینبؑ برداشت نہ کر سکیں، کہا: اماں فضہؑ! تجھے میری ماں زہراؑ کا واسطہ، بتا دے کیا لے کر جا رہی ہے؟

اماں فضہؓ نے کہا: شہزادیؑ! میں تو آقاؑ کا لباس لے کر جا رہی ہوں، زینبؑ کی نگاہ کرتے پر پڑی، کہا:

اماں فضہؓ! یہ کیوں نہیں کہتی کہ تو میرے بھیا کا کفن لے کر جا رہی ہے۔ یہ وہی کرتہ ہے، جسے میری ماں فاطمہؑ سیتی جاتی تھی اور روتی بھی جاتی تھی۔

میں نے پوچھا: اماںؑ! یہ کرتہ سیتے ہوئے کیوں رو رہی ہو؟

اماں نے کہا: جب میرے لعل کے گلے پر شمر کا خنجر چلے گا، یہی کرتہ میرا لعل پہنے ہوئے ہوگا۔

حسینؑ نے ایک بار لباس بدلا۔ پرانا اور بوسیدہ کرتہ پہنا اور صحن میں آ کر کھڑے ہو گئے۔

زینبؑ نے آواز دی: ساری بیبیوؑ! آج خیموں سے باہر آ جاؤ۔ آج خیموں میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔

زینبؑ نے کہا: بیبیوؑ! آخری مرتبہ رسولؐ اللہ کی زیارت کر لو۔ آخری مرتبہ بابا علی مرتضیٰؑ کی زیارت کر لو۔ آخری مرتبہ بھیا حسینؑ کی زیارت کر لو۔

ارے......!

میرا بھیا مقتل کی جانب جا رہا ہے۔ اب حسینؑ نے بیبیوںؑ کو سلام کرنا شروع کیا۔ آواز دی: بہن زینبؑ! میرا سلام لو، بہن اُم کلثوم! میرا سلام لو۔

حسینؑ کی نگاہ بیٹیوں پر پڑی۔ ایک مرتبہ کہا: بیٹی کبریٰؑ! میرا سلام لو۔ بیٹی سکینہؑ! میرا سلام لو۔

بیویوں پر نگاہ پڑی۔ لیلیٰؑ! میرا آخری سلام لو۔ ربابؑ! میرا آخری سلام لو۔

اصحابِ امامؑ کے خاندان کی عورتیں نظر آ گئیں۔ ایک بار حسینؑ نے کہا:

"میرا سلام ان بیبیوں پر جن کے شوہر اور بیٹے میری مدد کرتے

ہوئے مارے گئے۔"

اور پھر ایک بار حسینؑ نے دیکھا۔ در خیمہ پکڑے ہوئے فضہؓ کھڑی ہے:

"اے میری ماں فضہؓ! میرا اسلام لو۔"

اب حسینؑ نے کہا: زینبؑ! اب میرے ساتھ ذرا سجادؑ کے خیمے میں چلو۔

سجادؑ کے خیمے میں آئے۔ زینبؑ آگے بڑھی، سجادؑ کا کندھا ہلایا، سجادؑ نے آنکھیں کھولیں۔ زینبؑ نے کہا: بیٹا! کیسی طبیعت ہے؟

کہا: پھوپھی اماں! شکر ہے خدا کا۔

کہا: سجادؑ! تیرا بابا آیا ہے۔

گھبرا کے مولا سجادؑ نے پلٹ کر دیکھا، بابا نظر نہ آئے۔ جو سامنے کھڑے تھے ان سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ بعد میں کسی نے پوچھا: مولاؑ! آپؑ نے باپ کو نہ پہچانا؟

کہا: میرا بابا سر سے لے کر پاؤں تک خون میں نہایا ہوا تھا۔

ہائے سجادؑ بابا کو نہ پہچان سکا۔

عزادارو......!

مولاؑ نے کہا: سجادؑ! جب مدینے پلٹ کر جانا۔ اگر کوئی ہمارا شیعہ ملے تو اسے کہنا: اے حسینؑ کے شیعہ! آخری سلام حسینؑ نے تجھے بھجوایا ہے۔

آقا کا سلام لو۔ ایک مرتبہ حسینؑ باہر آئے۔ صحن خیمہ میں پہنچے اور آواز دی:

ارے! کوئی ہے جو میری سواری کو لائے؟

بس......!

یہ آواز سننا تھی، شریکۃ الحسینؑ آگے بڑھی۔ کہا: بھیا! اگر کوئی نہ رہا تو تیری بہن زینبؑ تو ہے۔ میں تجھے سوار کراؤں گی۔

اب حسینؑ مقتل کی جانب چلنا چاہتے ہیں۔ ایک مرتبہ ذوالجناح رک گیا۔ حسینؑ نے کہا: ذوالجناح! کیا ہوا؟ ذوالجناح نے ایک مرتبہ سر اٹھایا اور آنکھوں میں آنسو ہیں۔ اور پھر جھک کر زمین کربلا کو دیکھا۔

ارے......! ننھی سی بچی سکینہؑ ٹانگوں سے لپٹی ہے۔ ذوالجناح! میرے بابا کو میدان میں نہ لے جا۔

حسینؑ نے کہا: سکینہؑ! مجھے میدان میں جانے دو۔

اب باپ کی گود میں گئی تو آنکھ لگ گئی۔ اور جیسے ہی آنکھ لگی، اور آنکھ کھلی تو کہا: بابا! گودی سے اتار دیجئے۔ سکینہؑ نے کہا: جایئے بابا! خدا حافظ۔

حسینؑ نے وجہ پوچھی تو کہا: بابا! جیسے ہی مجھے نیند آئی تو خواب میں دیکھا۔ میری دادی زہراؑ کھڑی ہیں اور کہہ رہی ہیں:

سکینہؑ! میرے حسینؑ کا راستہ نہ روک۔

اب حسینؑ چلے، تین ایسے حملے کئے کہ لشکرِ یزید دارالامارہ کی دیواروں سے ٹکرانے لگا۔ لیکن پھر وہ وقت آ گیا، حسینؑ کو بارگاہِ خدا میں جانا ہے۔ امامؑ نے ذوالجناح کی باگیں چھوڑ دیں۔ ایک بار تیر چلے، تلواریں چلیں، نیزے چلے، برچھیاں چلیں۔

ارے......!

پتھر مارے گئے، میرا آقا ذوالجناح پر ڈگمگا رہا ہے۔ ادھر حرملہ نے کمان میں تیر لگایا۔ تیر چلا آقا کی پیشانی پر لگا، حسینؑ زمین کربلا پہ آئے۔ اب جیسے گرے پوری فوج نے حملہ کیا، آقا ان کے درمیان ہیں۔

بس عزادارو......! قاتل کا خنجر چلا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ

مجلسِ دہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡھُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

(سورۂ بقرہ آیہ ۱۵۵-۱۵۶)

اللہ ہمارے اور آپ کے اجر کو بڑھائے غم حسینؑ میں۔ اور ہم لوگوں کو قرار دے ان لوگوں میں جو حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے والے ہیں۔ اور انتقام لینے والے ہیں۔ امامؑ کے ولی اور وارث کے ساتھ۔

آپ بہت تھک چکے ہیں۔ تھکن آپ کے چہرے سے بھی ظاہر ہے۔ آپ کی آواز سے بھی ظاہر ہے۔ آپ کے گریہ سے بھی ظاہر ہے۔ اور آپ کے انداز سے بھی ظاہر ہے۔

لیکن اے صاحبانِ ایمان......!

ماتم کا وقت تو ابھی آیا ہے۔ اصل ماتم کا وقت تو اب آیا ہے۔ مولا سجادؑ! آپ ساری زندگی اتنا کیوں رو رہے ہیں، اکبرؑ پر؟ اصغرؑ کے چھیدے گلے پر؟ عباسؑ کے کٹے بازوؤں پر؟ قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑوں پر؟ بابا حسینؑ کی مظلومیت پر؟

نہیں، نہیں، آقا سجادؑ نے جواب دیا: میں نہ تو اکبرؑ کی شہادت بتائی، نہ بابا کا کٹا ہوا گلا بتایا، بلکہ کہا:

اَلشَّامَ، اَلشَّامَ، اَلشَّامَ

اب وقت آیا اصل ماتم کا۔ مولا سجادؑ! آپ کے گھرانے نے اتنی قربانیاں دیں۔ یہ جو شہادت آپ کو ملی ہے۔ شہادت تو بڑا رتبہ ہوتا ہے۔ اس پہ کیوں رو رہے ہیں؟

کہا: سوال کرنے والے! شہادت اگرچہ بڑا رتبہ ہے۔ اس پہ نہیں رونا چاہیے تو بہنوں اور پھوپھیوں کے بازوؤں کی رسیاں نامحرموں کے سامنے اہل حرم کا بے مقنع و چادر کا ہو جانا۔

آپ ایک دن میں تھک گئے۔ ابھی آپ اپنے گھروں میں جائیں گے، اور آرام سے لیٹ جائیں گے۔ مگر زینبؑ اپنے بچوں کو کہاں سلائے؟؟ اگرچہ انداز مجلس کے خلاف ہے۔ جب مجمع گریہ شروع کر دے تو پھر موضوع سے نہیں ہٹنا چاہیے۔ لیکن میں ایک جملہ صرف اس لیے کہہ رہا ہوں کہ گیارہ محرم سے لے کر ۸ ربیع الاوّل تک کے پورے واقع کو ایک جملہ مکمل کرتا ہے۔

زینبؑ کا لقب خالی اُم المصائب نہیں ہے۔ زینبؑ کا لقب خالی عقیلہ بنی ہاشم ہے۔ زینبؑ کا لقب شریکۃ الحسینؑ بھی ہے۔ جہاد کربلا کی قیادت آج سے بدل گئی ہے، بدل چکی ہے۔ حسینؑ کی قیادت میں آنے والا قافلہ زینبؑ کی قیادت میں جا رہا ہے اور ایک جملہ جو میں نے کہا: گریہ کے درمیان کہنا مناسب نہیں ہوتا لیکن میں عرض کر رہا ہوں۔ یزید نے زندگی میں جتنی حماقتیں اور غلطیاں کی ہیں۔ اور کربلا کے پورے واقع کو یزید نے جس بُرے طریقے سے پیش کیا ہے۔ مگر یزید کی سب سے بڑی بھول یہ تھی۔ وہ یہ سمجھا کہ سیدانیاں عورت ہونے کی بناء پر کمزور ہیں۔ جو بات

میں اکبرؑ اور حسینؑ کو پریشر ڈال کر نہ منوا سکا، وہ ان کمزور عورتوں سے منوالوں گا۔

عورت یقیناً کمزور ہوتی ہے۔ لیکن اپنے ایمان میں، اپنے عقیدے میں، اپنی استقامت میں اور اپنے جہاد میں مردوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

دیکھئے......!

بھول مجھ سے بھی ہوتی ہے۔ اور مردوں کے مجمع کو دیکھ کر ان کے حساب سے مجلس پڑھ رہا تھا۔ میں بھول گیا کہ مردوں سے زیادہ خواتین مجلس میں آ رہی ہیں، ننھے ننھے بچوں کو لے کر آ رہی ہیں۔ کیسے وہ ۸۰، ۸۰ منٹ صفِ عزا پہ بیٹھیں گی۔ میری بھول ان کے عزاداری کے جذبے میں کمی کا سبب بنی۔ بہت دیر سے مجھے پتہ چلا۔ اور جب پتہ چلا تو پچھلی دو راتیں میں سو نہیں سکا۔ ان قابلِ احترام عزادارانِ امام حسینؑ کی خواتین کا خیال کرتے ہوئے لیکن میری یہ بھول غلط فہمی اور غلطی سے ہوئی تھی۔

یزید کی بھول ہوئی تھی۔ اس نے ان عورتوں کو کمزور سمجھا تھا۔ قرآن کی یہ آیت، آقا حسینؑ کی توہین کئے بغیر کہہ رہا ہوں۔ آقا حسینؑ سے زیادہ شہزادی زینبؑ اور ننھی سکینہؑ کے لیے ہے:

وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَيۡءٖ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ

''امتحان لیا جائے گا خوف کا''

تو سکینہ سے پوچھئے، جو آج کی اندھیری رات میں طمانچے کھا کر جنگل میں پریشان گھوم رہی ہے۔ میں کہاں جاؤں اور کون ہے جو مجھے اپنی پناہ میں لے:

وَٱلۡجُوعِ

بھوک اور پیاس کا امتحان کربلا کے شہیدوں نے تین دن دیا ہے۔ کربلا کے بچے زندانِ شام تک پیاسے گئے ہیں۔ زینبؑ تو ان کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ رہی ہے:

وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ

کربلا کے شہیدوں نے مال کی کثرت کا کیا امتحان دیا۔ یہ آ کر دیکھیے گا۔ کربلا کی بیبیاں ہیں کہ بعد شہادت خیمے لوٹے جا رہے ہیں، بچیوں کے گوشوارے چھینے جا رہے ہیں۔ بیمار کا بستر کھینچا جا رہا ہے۔ بی بیؑ کے سر سے چادر اتاری جا رہی ہے:

وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ

کسی نے اپنا بیٹا قربان کیا۔ کسی نے اپنا بھائی قربان کیا۔ کسی نے اپنا سہاگ قربان کیا۔

اور قرآن نے کہا:

وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ

زینبؑ کے لیے ہے یہ آیت۔ سکینہؑ کے لیے ہے یہ آیت۔ ربابؑ کے لیے یہ آیت ہے:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

میدانِ کربلا میں بڑا عجیب وقت آ گیا۔ اہلِ بیتؑ بغیر گھر کے ہو گئے ہیں، دنیا کا شریف ترین گھرانہ۔

آقا حسینؑ کے سوکھے گلے پر قاتل کا خنجر چلا۔ سجادؑ نے اپنے بابا کے کٹے ہوئے سر کو نوکِ نیزہ پر بلند ہوتے دیکھا۔ اور یہیں اس وقت تین چیزیں حرکت میں تھیں۔ ایک آسمان سے زمین کی جانب آ رہی تھی۔ یہ جبرائیلؑ تھے جو ماتم کرتے ہوئے آ رہے تھے اور کہہ رہے تھے:

”ہائے! امام حسینؑ شہید ہو گئے۔“

اور امام حسینؑ کا سر ہے جو زمین سے آسمان کی جانب بلند ہو رہا ہے۔

اور تیسری چیز جو بے چین و بے قرار، وہ حسینؑ کی دکھاری بہن زینبؑ ہے۔ جو خیمے کے صحن میں بے چین و بے قرار ہے۔

سجادؑ نے کہا: پھوپھی اماںؑ! میرا بابا! مارا گیا ہے۔ وہ دیکھئے، نوک نیزہ پر کٹا سر۔

زینبؑ خیموں میں آئیں، اب ان سیدانیوںؑ کو تسلی دینا ہے۔ ایک بار زینبؑ نے سنا گھوڑے دوڑ رہے ہیں، گھوڑوں کی آوازیں آئیں۔

فضہؓ سے کہا: اماں فضہؓ! میرا بھیا تو مارا گیا ہے۔ اب یہ گھوڑے کیوں دوڑ رہے ہیں۔ ذرا دیکھ کر آنا۔

فضہؓ باہر نکلی، بڑا عجیب منظر دیکھا۔ پسر سعد اپنے سپاہی کو جمع کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے:

"اے عرب کے رہنے والو! تمہیں پتہ ہے کہ جب کسی سے انتقام لیتے ہیں۔ تو ہم اس کے لاشے کو پامال کرتے ہیں۔ اس کے لاشے پہ گھوڑے دوڑاتے ہیں۔ گھوڑے تیار کرو۔"

اب گھوڑے تیار ہوئے۔ یہ منظر دیکھ کر حرؓ کی فوج بگڑ گئی۔ کہا: اے عمر ابن سعد! ہم نے مانا ہمارے سردار نے غلطی کی ہے۔ اب اسے سزا مل گئی ہے، مگر ہم اس کے لاشے کی توہین اپنی آنکھوں کے سامنے برداشت نہیں کر سکتے۔

عمر ابن سعد نے کہا: حرؓ سے میرا کوئی اتنا بڑا اختلاف نہیں ہے۔ لے جاؤ حرؓ کا لاشہ۔

حبیبؓ ابن مظاہر کا قبیلہ بنی اسد آگے بڑھا۔ حبیبؓ ہمارے قبیلے والا ہے۔

عمر ابن سعد نے کہا: لے جاؤ یہ لاشہ۔

ایک ایک شہید کا کوئی نہ کوئی جاننے والا آ جاتا۔ حتیٰ کہ اکبرؑ کا لاشہ بھی اٹھ

گیا، عونؑ و محمدؑ کے لاشے بھی اٹھ گئے۔ مگر جلتی ریت پر ایک لاشہ آخر تک پڑا رہا۔
کوئی نہیں ہے جو آ کر کہے: اے عمر ابن سعد! یہ محمدؐ کے نواسے کا لاشہ ہے۔
یہ علیؑ کے بیٹے کا لاشہ ہے۔ یہ فاطمہ زہراؑ کا لال ہے۔ یہ حسینؑ کا لاشہ ہے۔ آقا حسینؑ کا لاشہ بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ اکبرؑ زندہ ہوتے تو بابا کا لاشہ اکبرؑ بچاتے۔ مگر کوئی نہیں۔
فضہؓ نے منظر دیکھا، آواز دی: شہزادیؑ! ذرا آ کر دیکھئے، میرے آقا کے لاشے پر کیا گزر رہی ہے۔
زینبؑ باہر آئی۔ ماں جائے کا لاشہ گھوڑوں کی ٹاپوں تلے پامال ہو رہا ہے۔
ایک بار مدینے کا رخ کیا۔ نانا رسولؐ خدا! جس حسینؑ کو سینے پہ سلاتے تھے، آ کر دیکھ حسینؑ کے سینے پہ گھوڑے دوڑ رہے ہیں۔
زینبؑ خیموں میں آئیں اور کہا: بیبیوؑ! گھبرانا نہیں، بچو! پریشان نہ ہونا۔ میں ابھی موجود ہوں تمہاری حفاظت کے لیے۔ ابھی زینبؑ یہ کہہ رہی ہے۔ حسینؑ کے لاشے کو پامال کر کے۔ یہ گھوڑے خیموں کی جانب آئے۔ پہلا خیمہ جلا، دوسرا خیمہ جلا۔ تیسرا خیمہ جلا۔
یہ سیدانیاںؑ ننھے ننھے بچوں کو لے کر ایک خیمے سے دوسرے خیمے میں جاتی ہیں۔ دنیا کا عام شریف گھرانہ بھی یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ رسولؐ کا شریف ترین گھرانہ، ننھے ننھے بچے گود میں ہیں۔ محمدؐ اور علیؑ کی بیٹیاں کبھی واہ جداہ۔ کبھی واہ علیاہ، کبھی واہ عباساہ کی آواز بلند کر رہی ہیں۔ یہاں تک کہ سارا خاندان آخری خیمے میں جمع ہو گیا۔ اور آخری خیمے میں آگ لگ گئی۔
بیبیوںؑ نے کہا: شہزادیؑ! آپؑ حکم دیں۔ آگ میں جل کر مرنا ہے تو مر جائیں گے۔

زینبؑ نے کہا: اس وقت میرا بیٹا سجادؑ امام ہے۔ میں پہلے سجادؑ سے پوچھوں گی۔ سجادؑ کے قریب آئیں۔ شانے کو ہلایا، سجادؑ بیٹا! آنکھیں کھولو، تیری پھوپھی تیری امامت میں تجھ سے پہلا مسئلہ پوچھنے آئی ہے۔

سجادؑ نے آنکھیں کھولیں اور فوراً آنکھیں بند کر لیں۔

مولاؑ! آنکھیں بند کیوں کی ہیں؟

کہا: زندگی میں پہلی بار اپنی پھوپھی کو بغیر چادر کے دیکھا ہے۔

فوراً آنکھیں بند کر لیں۔ کہا: پھوپھی اماں! مسئلہ پوچھیے۔

کہا: بیٹا! ہماری ذمہ داری بتاؤ۔

کہا: پھوپھی اماں! جان بچانا واجب ہے۔ اسلام کا فائدہ اسی میں ہے۔ جنگل میں نکل جائیے۔ سارا گھرانہ حکمِ امامؑ سن کر آخری خیمے سے باہر نکلا۔ کربلا کے میدان میں پھیل گیا۔

عزادارو......!

مدینے میں کسی نے بہت بعد میں پوچھا تھا: مولاؑ! سجادؑ! آخری خیمے سے آپؑ کا گھرانہ کیسے نکلا تھا؟

مولاؑ کے ہاتھ میں تسبیح تھی، کہا: اگر یہ تسبیح ٹوٹ جائے تو دانے کس طرح بکھرتے ہیں؟ ہائے محمدؐ کی اولاد، علیؑ اور فاطمہؑ کے بیٹے۔ میدانِ کربلا میں بکھر کے رہ گئے۔

حمید ابن مسلم کہتا ہے: میں نے دیکھا بچے نکل رہے ہیں فریاد کرتے ہوئے۔ سارا خیمہ خالی ہوگیا۔ آخر میں ایک چھوٹی سی بچی باہر آرہی ہے۔ اور اس بچی کے کُرتے میں آگ لگ چکی ہے۔ مگر اسے آگ کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ وہ تو ایک ہی ماتم کر رہی ہے:

***

"ہائے میرے بابا! ہائے میرے چچا!"

حمید کہتا ہے: میں سفر میں ہوں اور میرے بھی چھوٹے بچے ہیں۔ اور مجھے اپنی بچی یاد آ گئی، میں ڈر گیا۔ یہ آگ کہیں بچی کو نقصان نہ پہنچائے۔ میں قریب آیا، بچی کے کرتے کی آگ بجھانا چاہی بہت چھوٹی ہے، ماتم کر رہی ہے۔ آگ کا خیال نہیں ہے۔ مگر ہاتھ آگے بڑھا، ایک بار جلال کے عالم میں بچی پیچھے ہٹی۔ خبردار! اپنا ہاتھ مجھے نہ لگانا۔ میں فاطمہ زہرا کی پوتی سکینہؑ ہوں۔

حمید کہتا ہے: میں نے ہاتھ جوڑے۔ شہزادیؑ! خالی کرتہ پکڑ کے آگ بجھاؤں گا۔ آگ تو بجھا دی، بچی نے حیرت سے مجھے دیکھا، کہا:

اتنے وحشیوں میں تو نے میری مدد کی ہے۔ تو اب ایک مدد اور بھی کر دے اور مجھے نجف کا راستہ بتا دے۔

گھبرا کے کہا: بچی! نجف کیوں جانا چاہتی ہے؟

کہا: نجف میں میرا دادا دفن ہے۔ دادا کی قبر پہ جاؤں گی اور کہوں گی: دادا! آپؑ نے ہر ایک کے یتیموں کی مدد کی۔ مگر آپؑ کے حسینؑ کی یتیم۔ طمانچے کھاتی رہی۔ کوڑے کھاتی رہی۔ دادا! آپؑ کو بلاتی بھی رہی اور آپؑ سکینہؑ کی مدد کو نہ آئے۔!

اور کربلا میں اندھیرا چھا گیا، کربلا میں شامِ غریباں آ گئی۔ عاشور کا دن ختم ہوا۔ گیارہ کی شب لگ گئی۔ اور ایک بار زینبؑ نے اُمِ کلثومؑ سے کہا: بہن اُمِ کلثومؑ! آخری خیمہ جلا تھا، بچے بکھر گئے تھے، آؤ ہم ان بچوں کو جمع کرتے ہیں۔

دونوں بہنیں چلیں، بچے نظر آئے۔ کہیں رو رہے تھے، انھیں اٹھا کر لائیں۔ ایک جھاڑی کے پیچھے دو امام زادے، ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈالے ہوئے نظر آئے۔ زینبؑ نے کہا: ام کلثومؑ! آہستہ چلو، ایسا لگ رہا ہے جیسے بہت گہری نیند

سو رہے ہیں۔ اگر ان کی نیند خراب ہو گئی تو دوبارہ نیند نہیں آئے گی۔

اب دونوں بہنیں قریب آئیں۔ دیکھا یہ سوتے ہوئے بچے نہیں ہیں۔ دو ننھے ننھے لاشے ہیں۔ جن کے سینوں پہ گھوڑوں کی ٹاپوں کے نشان نظر آ رہے ہیں۔

زینبؑ نے کہا: اُم کلثوم! گھبراؤ نہیں، اگر کوئی مرد نہ رہا تو ہم تو ہیں۔ ایک لاشہ میں اٹھاتی ہوں۔ ایک لاشہ تم اٹھاؤ، علیؑ کی بیٹیاں جھکیں۔ ایک ایک لاشہ اٹھایا، مگر اب پہلی مرتبہ زینبؑ کا دل بھر آیا۔ زینبؑ کو کوئی یاد آنے لگا، پلٹ کر فرات کا رخ کیا: عباسؑ! جو تو نہ رہا تو آج تیری بہنوں کو لاشے بھی اٹھانا پڑ رہے ہیں۔

اور پھر ایک مرتبہ، عمر ابن سعد کے لشکر سے کچھ روشنی آتی ہوئی نظر آئی۔ مشہور یہ ہے کہ حرؑ کی بیوی کچھ کھانے اور پینے کا سامان لائی ہے۔ آنے والے نے آ کر جناب سجادؑ کو آواز دی: فرزند رسولؐ! یہ پانی لے کر آیا ہوں۔

سیدانیوںؑ کو جب پانی نظر آیا، فروہؑ نے آواز دی:

قاسمؑ بیٹا! تو بڑا پیاسا تھا، پانی آ گیا ہے۔

لیلیٰؑ نے کہا: اکبرؑ! تو نے تو باپ سے بھی پانی مانگا تھا۔ ارے! پانی آ گیا ہے۔

ربابؑ نے کہا: اصغرؑ بیٹا! ارے! پانی آ گیا ہے۔

زینبؑ نے پانی دیکھا، تو زینبؑ کو جلال آ گیا۔ کہا: سجادؑ بیٹا! ہم کو پانی نہیں چاہیے، یہ پانی واپس کر دو۔

سجادؑ نے سر جھکایا، پھوپھی اماں! پانی پی لیں۔

زینبؑ نے کہا: بیٹا! تو میری ہر بات مانتا ہے۔ آج پھر پانی کی بات کیوں کر رہا ہے؟

کہا: پھوپھی اماں! ایک منظر آپ کو دکھا دوں؟ ایک بار امامت کا اشارہ کیا۔

زینبؑ نے دیکھا: آسمانوں پر جنت نظر آ رہی ہے۔ رسولؐ اللہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ فاطمہؑ باپ کے سامنے ہیں۔ حسنؑ مجتبیٰ برابر ہیں، علیؑ ساقی کوثر، کوثر کا پانی لے کر آگے بڑھے۔ حسینؑ کے ہاتھ میں دیا۔ اے میرے لعل حسینؑ! امتحان پورا ہو گیا، پانی پی لے۔

حسینؑ نے کہا: بابا! میں پانی نہیں پیئوں گا۔ میں کیسے پانی پیئوں؟ ابھی میری زینبؑ پیاسی ہے۔

بس......!

ایک مرتبہ، سجادؑ نے کہا: پھوپھی اماں! اگر آپؑ پانی نہیں لیں گی نا، تو کوثر کے کنارے میرا بابا پیاسا رہے گا۔

اب زینبؑ نے پانی لیا، سکینہؑ کو اٹھایا، سکینہؑ پی لو۔ اب سکینہؑ نے پانی لیا اور مقتل کی جانب چلی۔

زینبؑ نے کہا: بیٹی! کہاں جا رہی ہو؟

پھوپھی اماں! میرا اصغرؑ پیاسا ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ



ادارہ منہاج الصالحین لاہور